ان ازواج کا تذکرہ جنہوں نے اسلام کے خاطر تکالیف اٹھا کر اپنے اپنے خاوندوں کو دین کی تعلیم و تبلیغ و جہاد کے لئے گھروں سے فارغ رکھا

ازواج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اردو ترجمہ

زوجات الصحابة

مصنف : عبد العزیز الشناوی

مترجم : اھلیہ انش کمال

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2631861

Marfat.com

Marfat.com

217724

اُن ازواج کا تذکرہ جنہوں نے اسلام کی
خاطر تکالیف اُٹھا کر اپنے اپنے خاوندوں
کو دین کی تعلیم و تبلیغ و جہاد کے لئے گھروں
سے فارغ رکھا

ازواج صحابہ کرام رضی اللہ عنہن

اردو ترجمہ

زوجات الصحابہ

مصنف ○ عبد العزیز الشناوی

مترجم ○ خدیجہ فرحین صاحبہ

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱ ،۰۶۱

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲
۱۱۲۰۵۵۱

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ۱۹۹۹ء شکیل پریس کراچی
ضخامت : ۱۹۷ صفحات

اس ترجمہ کے حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں۔

عبدالعزیز شاکر

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26۔ نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

عرضِ ناشر

زیر نظر کتاب "ازواجِ صحابۂ کرام" الحمدللہ طبع ہو کر آپکے ہاتھوں میں ہے دارالاشاعت سے اس سے پہلے بھی ماشاءاللہ نہایت مستند کتب شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔اس کتاب میں آپکو صحابۂ کرام کی ازواج کے حالات اور کارنامے پڑھنے کو ملیں گے جنہوں نے اپنے خاوندوں کو حضور اقدس ﷺ سے دین سیکھنے اور اس کی تبلیغ کے لیے گھروں کی فکر سے فارغ کرر کھا تھا اور پیش آنے والی مشکلات کو ہنسی خوشی گذار دیتی تھیں۔اللہ تعالیٰ اسکے مطالعہ سے وہ بصیرت عطا فرمادے کہ ہم بھی کوشش کریں کہ زندگیوں میں ان خواتین کی سیرت واُسوہ کی جھلک نظر آسکے اپنے اعمال واخلاق کی فکرِ اصلاح پیدا ہو سکے۔اسکے ساتھ ساتھ ان خواتین کی محنت وعظمت کا صحیح اندازہ ہو کہ کسطرح اسلام کی حفاظت کے لیے انہوں نے مصائب واذیتیں برداشت کیں اور قربانیاں دیکر اسلام کی حفاظت اور اشاعت میں حصہ دار بنیں۔یہ عربی کتاب "زوجات الصحابہ" کا اردو ترجمہ ہے عربی میں بات کہنے کا اسلوب اردو سے مختلف ہوتا ہے اس لیے اگر کہیں ربط میں کمی یا خامی محسوس ہو تو ازراہ کرم ناشر کو آگاہ فرمادیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔خواتینِ اسلام کے بارے میں مختلف انداز سے جو کتب ہمارے ہاں سے شائع ہو چکی ہیں یا ہونیوالی ہیں وہ کچھ درج ذیل ہیں:

(۱)	بہشتی زیور	حضرت تھانویؒ
(۲)	اصلاحِ خواتین	حضرت تھانویؒ
(۳)	اسلامی شادی	حضرت تھانویؒ
(۴)	تحفۂ خواتین	حضرت تھانویؒ
(۵)	پردہ اور حقوقِ زوجین	حضرت تھانویؒ
(۶)	اسلام کا نظام عفت وعصمت	مفتی ظفیر الدین صاحب

Marfat.com

(۷)	حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حقِ تنسیخِ نکاح	مفتی ظفر الدین صاحب
(۸)	خواتین کے لیے شرعی احکام	اہلیہ ظریف تھانوی
(۹)	سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات	اہلیہ ظریف تھانوی
(۱۰)	چھ گناہگار عورتیں	مفتی عبد الرؤف صاحب
(۱۱)	خواتین کا حج	مفتی عبد الرؤف صاحب
(۱۲)	خواتین کا طریقہ نماز	مفتی عبد الرؤف صاحب
(۱۳)	ازواجِ مطہرات	ڈاکٹر حقانی میاں
(۱۴)	پیارے نبی ﷺ کی پیاری صاحبزادیاں	ڈاکٹر حقانی میاں
(۱۵)	نیک بیبیاں	حضرت میاں اصغر حسین صاحب
(۱۶)	جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	احمد خلیل جمعہ
(۱۷)	دورِ نبوت ﷺ کی برگزیدہ خواتین	احمد خلیل جمعہ
(۱۸)	دورِ تابعین کی نامور خواتین	احمد خلیل جمعہ
(۱۹)	ازواج الانبیاء	احمد خلیل جمعہ
(۲۰)	تحفۂ خواتین	مولانا عاشق الٰہی صاحب
(۲۱)	مسلم خواتین کے لیے بیس سبق	مولانا عاشق الٰہی صاحب
(۲۲)	زبان کی حفاظت	مولانا عاشق الٰہی صاحب
(۲۳)	شرعی پردہ	مولانا عاشق الٰہی صاحب
(۲۴)	میاں بیوی کے حقوق	مفتی عبد الغنی صاحب
(۲۵)	مسلمان بیوی	مولانا ادریس صاحب

امید ہے کہ ہماری اس کوشش کی کماحقہٗ پذیرائی کی جائی گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص کے ساتھ کام کی توفیق عطا فرمائیں اور دنیا و آخرت میں ہماری کوششوں کو قبول فرمالیں آمین۔

تمام قارئین سے درخواست ہے کہ احقر، والدین اور اہلِ خانہ کی عافیتِ دارین کے لیے دعا فرمائیں۔

والسلام
مخلص

خلیل اشرف عثمانی
ولد الحاج محمد رضی عثمانی (مرحوم)

Marfat.com

فہرستِ مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر	۳
فہرست	۵
عرضِ مصنف	۷
عرضِ مترجم	۹
اسماء بنتِ سلامہ	۱۱
زینب بنتِ ابو سفیان	۲۵
عاتکہ بنتِ زید بن عمرو	۳۳
حبیبہ بنتِ خارجہ	۴۳
اُمّ الخیر	۶۳
ضباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب	۸۹
اُمّ عبداللہ	۱۰۳
زینب بنتِ جابر	۱۲۹
اُمّ ایاس بنتِ ابی الحسیر	۱۴۳
سہیمہ بنتِ عمیر	۱۶۹
فاختہ بنتِ ولید	۱۷۷
اُمّ ثوبان	۱۸۷
مراجع	۱۹۷

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مصنف

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل خلق اللہ سیدنا محمد بن عبداللہ وعلیٰ آلہ و صحبہ و کل من والاہ.

وبعد :۔ یہ کتاب "ازواجِ صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور اس کے آنے والے جتنے بھی بقیہ حصےؔ ہیں، مؤمن، نیک، سچی، خدا کا خوف رکھنے والی صدقہ دینے والی روزہ رکھنے والی خواتین اور بیبیوں کی سیرت اور ان کے احوال بیان کرتی ہے. اس کتاب کے ذریعے میں نے کوشش کی ہے کہ ہر مسلمان گھرانے کو ایک بہترین نمونہ اور مثال پیش کر سکوں کہ جس کی روشنی میں ہماری خواتین اپنا راستہ تلاش کر سکیں، اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص کو ان واقعات کے ذریعے کچھ عبرت حاصل ہو سکے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیراً لہ من زوجة صالحة ان امرھا اطاعته وان نظر الیھا سرته وان اقسم علیھا ابرته وإن غاب عنھا نصحته۔ حفظته۔ فی نفسھا ومالہ.

فان الدنیا متاع ولیس من متاع الدنیا شئ افضل من المرأة الصالحة فھی حسنة الدنیا.

اور ایسی ہی تھیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی بیویاں، کہ ان کو قرآن کے ذریعہ کوئی حکم دیا جاتا تھا یا اللہ کے نبی ﷺ ان کو کسی چیز سے روکتے تھے تو وہ

Marfat.com

یہی کہتی تھیں کہ : ہم نے سنا اور اطاعت کی یعنی اُس پر عمل کیا۔
اور جب ان میں سے کسی کے شوہر کام کی غرض سے باہر تشریف لیجاتے تھے تو بیوی یہی کہتی تھی کہ : دیکھو! ہمارے معاملے میں خدا کا خوف دل میں رکھنا اور ہمیں حلال روزی ہی کھلانا۔

اور آج کے اس دورِ پُر فتن میں جبکہ دشمنانِ اسلام راہ مستقیم پر سے ہمارے قدم اکھاڑنے کے لیے اپنا زہر پھیلا رہے ہیں، شک اور گمراہی کے بیج بو رہے ہیں ہمیں سخت ضرورت ہے ایک نیک اور صالح بیوی کی اور شاید کہ یہ کتاب "ازواج صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین)" رشد وہدایت کی راہ سے بھٹکنے والوں کے لیے ایک روشن مشعل کا کام کر سکے۔
اور اللہ جل جلالہٗ سے ہماری یہی التجا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا والی راہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔۔ آمین یارب العالمین!

عبد العزیز الشناوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

الحمد للہ رب العالمین ، والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین و رحمۃ اللہ للعالمین ، نبیّنا مولانا محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

وبعد : اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اُس نے مجھے ایک عظیم سعادت حاصل کرنے کی توفیقِ عطا فرمائی۔۔ اور وہ عظیم سعادت ہے۔۔۔ اِس کتاب کا ترجمہ، جس کے اصل محرک میرے برادرِ محترم جناب خلیل اشرف عثمانی صاحب ہیں۔۔۔ جنہوں نے میری توجہ اسطرف مبذول کرائی۔۔۔ اور مجھے یہ ذمہ داری سونپی کہ اس کتاب کا ترجمہ کر کے۔۔۔ خواتین کے لیے ایک ایسا عملی نمونہ پیش کیا جائے کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے لیے صحیح راہِ حیات کا تعین کر سکیں۔

کیونکہ اس کتاب (ازواجِ صحابۂ کرامؓ) میں اُن جلیل القدر صحابیوں کی ازواج کا ذکر ہے جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔۔۔ اور اُن کے اِن کارناموں میں اُن کی گھر والیوں کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔۔۔ کیونکہ اِن خواتین نے ہر مشکل اور آزمائش میں اپنے شوہروں کا ساتھ دیا اور اُن کی حوصلہ افزائی کی۔۔۔ اور کسی قسم کی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران کہیں کہیں آپ کو یہ محسوس ہو کہ ان خواتین کا ذکر کم ہے اور صحابہ کرام کا زیادہ ہے۔۔۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی صحبت میں زیادہ وقت صحابہ کرام کا ہی گذرتا تھا۔۔۔ اور پھر وہ اپنے گھروں میں آکر اپنی گھر والیوں کو

Marfat.com

ایک ایک بات بتاتے تھے .. جسے وہ اپنی زندگی کا جزو بنالیا کرتی تھیں ... مگر جہاں جہاں بھی اِن خواتین کا ذکر ہے وہ یہ بتانے کے لیے بہت کافی ہے... کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کس نہج پر گذرنی چاہیئے!

ترجمہ کے دوران بہت سے ایسے اشعار بھی گذرے جن کا ترجمہ کرنا میں نے غیر ضروری سمجھا کہ اُن کا اصل موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں تھا... اور جہاں جہاں میں نے ضروری سمجھا وہاں میں نے اشعار کا بھی حتیٰ الوسع ترجمہ کرنے کی کوشش کی... اگر میری یہ کوشش کامیاب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد اس میں میرے والدین کا بہت بڑا ہاتھ ہے... جن کی دُعاؤں اور کوششوں سے آج مجھے اس کتاب کے ترجمے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے... کیونکہ میرے والد محترم مولانا (محمد عبداللہ ضیاء الدین صاحب جو کافی عرصے سے سعودی عرب میں مقیم ہیں) نے بچپن میں ہی مجھے عربی اسکول میں داخل کرا دیا تھا.... اور پھر کالج تک میری تعلیم کا سلسلہ مکمل طور پر عربی زبان میں رہا... جس کے بناء پر میں نے یہ کام کرنے کی ہمت کی... اس ترجمہ کے دوران میرے شوہر محترم جناب محمد دانش کمال صاحب نے میری پوری پوری حوصلہ افزائی کی... اور میرا ہر طرح سے ساتھ دیا.. ورنہ یہ کام ایک گھریلو خاتون کے لیے بہت مشکل.. بلکہ.. ناممکن تھا۔

اللہ تعالیٰ سے میری یہی دعا ہے کہ وہ اِن تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بالخصوص میرے برادرِ محترم خلیل اشرف عثمانی صاحب کو جنہوں نے مجھے یہ خدمت انجام دینے کا موقع فراہم کیا... اور اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے (آمین)

(وصلیٰ اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ أجمعین)

خدیجہ فرحین

Marfat.com

اسماء بنتِ سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب رات گہری ہو چلی، اوراس نے اپنی سیاہ چادر "اُمّ القریٰ" (مکہ مکرمہ) پر پھیلا دی تو اسماء بنت سلامہ کو خوف محسوس ہونے لگا اور دل میں طرح طرح کے اندیشے سر اٹھانے لگے، کہ ان کے شوہر عیاش بن ابی ربیعہ نے گھر آنے میں اتنی دیر کیوں کر دی؟ کیا انکے بھائی ابو جہل نے ان کو محمد بن عبداللہ ﷺ کے ساتھ دیکھ لیا؟ کیا کسی نے جا کر اُن کی والدہ اسماء بنت مخرمہ کو خبر کر دی کہ ان کے بیٹے نے ابن عبداللہ سے ملاقات کی اور ان کی باتیں سنی؟

اتنے میں ایک سایہ انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا.. انکا دل دھڑک اٹھا یہ تو ان کے شوہر عیاش تھے ان کو دیکھتے ہی وہ بے تابی سے بولیں:

کیا ہوا؟ کیا ان سے ملے؟

عیاش بن ابی ربیعہ بولے: نہیں.. کیونکہ قریش کے جاسوس ان کے گھر پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

تو اسماء بنت سلامہ بولیں: میری ایک رائے ہے!

تو عیاش بولے: کیا؟

تو اسماء بنت سلمہ بولیں: کہ آپ ابی بکر بن ابی قحافہ، زید بن محمد ابن حارثہ، عثمان بن عفان اور جن لوگوں نے محمد کا راستہ اپنایا اُن سے جا کر ملیں۔

عیاش نے جوش میں اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارتے ہوئے کہا:

Marfat.com

بہت بہترین رائے ہے۔
اس کے بعد عیاش بن ابی ربیعہ ابو بکرؓ کر کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے، اور وہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے چاروں طرف دیکھا.. اور جب ان کا دل مطمئن ہو گیا کہ کوئی ان کا پیچھا نہیں کر رہا تو انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابو بکرؓ نے اُن کا خیر مقدم کیا اور پھر اُن سے نبی و اسلام کے بارے میں گفتگو کرنے لگے تو عیاش نے پوچھا کہ :
اسلام کیا ہے ؟
ابو بکرؓ نے فرمایا : کہ اسلام یہ ہے کہ : تم اپنا دل اللہ کے حوالے کر دو اور یہ کہ تمام مسلمان تمہاری زبان اور ہاتھ کے شر سے محفوظ و مامون رہیں۔ پھر عیاش بن ابی ربیعہ نے پوچھا کہ :
نبی کیا ہے ؟
تو ابو بکر نے فرمایا : کہ نبی وہ ہے کہ جس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور پھر وہ زمین والوں کو اسکی اطلاع کرتا ہے۔
پھر عیاش نے پوچھا کہ :
کیا اللہ تعالیٰ کسی انسان سے کلام کرتے ہیں ؟
تو ابو بکرؓ نے فرمایا کہ :
اللہ جلّ جلالہٗ نے اپنے نبی اور رسول موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تھا۔ اور پھر کچھ آیتیں قرآن سے ابو بکرؓ نے انہیں پڑھ کر سنائیں.. تو عیاش اُن کی مٹھاس میں کھو گئے اور بہت خوش ہوئے.. اور پھر جب عیاش بن ابی ربیعہ ابو بکرؓ کے گھر نکلے تو ان کی ملاقات عثمان بن عفان سے ہو گئی.. عیاش نے اُن سے پوچھا کہ !
کون سا اسلام افضل ہے ؟
تو عثمان بن عفان نے فرمایا :
ایمان۔
تو عیاش بن ابی ربیعہ نے سوال کیا کہ :
ایمان کیا ہے ؟

Marfat.com

تو عثمان بن عفان فرمایا کہ : ایمان یہ ہے کہ :
تم ایمان لاؤ اللہ پر ، اُس کے فرشتوں پر اُس کی نازل کردہ کتابوں پر ، اُس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ، یوم آخر یعنی قیامت کے دن پر ، اور اچھی یا بُری تقدیر پر۔
پھر عیاش بن ابی ربیعہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے تو اسماء بنت سلامہ اُن سے ملیں اور پوچھنے لگیں !
کیا اُن میں سے کسی سے ملاقات ہوئی ؟
عیاش بولے :
ہاں !
تو اسماء بنت سلامہ بولیں : تو پھر انہوں نے کیا کیا ؟
عیاش کہنے لگے کہ :
میں نے حیران کر دینے والی باتیں سنیں ، اور جو کچھ میرے دل میں شک کے مرحلے میں تھا وہ اب یقین میں بدل گیا ہے۔
تو اسماء بنت سلامہ کہنے لگیں کہ : عباس بن عبد المطلب کی بیوی اُمّ الفضل میرے پاس آئی تھیں اور انہوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی : اور یہ کہ محمد ﷺ کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ، اُمّ الفضل ، اور زید بن محمد ﷺ کی بیوی بوکۃ الحبشیہ بھی اسلام لے آئی ہیں . . اور انہوں نے قرآن کی کچھ آیتیں مجھے پڑھ کر سنائیں . . جن کو سُن کر مجھے ایسا لگا کہ میرا دل ان کی طرف کھنچ رہا ہے . . اور میری روح بلندی کی طرف پرواز کر رہی ہے اور میرے ضمیر کو بڑی راحت و سکون کا احساس ہوا۔
تو عیاش بن ابی نے پوچھا کہ :
پھر کیا خیال ہے تمہارا ؟
تو اسماء بنت سلامہ بولیں کہ :
جو آپ کی رائے . .
تو عیاش بن ابی ربیعہ بولے کہ :
کل ، ہم محمد سے ملاقات کریں گے !

Marfat.com

اور پھر اسماء بنت سلمۃ سو گئیں۔۔ اور خواب میں انہوں نے دیکھا کہ انہیں آگ میں ڈال دیا گیا۔۔ مگر وہ وہاں سے بھاگ کر ایک سر سبز و شاداب وادی میں آگئیں۔ وہ کپکپاتی ہوئی نیند سے اٹھیں… تو ان کے شوہر عیاش نے پوچھا:

کیا ہوا؟

تو انہوں نے ان کو اپنا خواب سنایا۔۔ تو عیاش بولے کہ:

تمہارے خواب کی تعبیر تو صاف ظاہر ہے۔۔ مبارک ہو تمہارے لیے خوشخبری ہے۔۔ وہ اسلام ہے جس نے تمہیں آگ سے بچالیا۔

اور اس سے پہلے کہ ابی قبیس کی پہاڑی کے پیچھے سے سورج اپنا سر اٹھاتا عیاش نے اپنی بیوی سے کہا۔۔ کہ:

چلو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔۔ میں ان سے ملنے کے لیے بے تاب ہوں۔

تو اسماء بنت سلامہ بولیں: اور میں بھی ان سے ملنے کے لیے کم بے تاب نہیں۔

اور پھر وہ دونوں چھپتے چھپاتے نبی اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلے تو وہ انہیں علی بن ابی طالب کے ساتھ ان کے والد کی گھاٹی میں نماز پڑھتے ہوئے ملے۔۔ انہوں ان کی نماز ختم ہونے کا انتظار کیا۔۔ اور پھر عیاش اور اسماء آگے بڑھے اور حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئے۔۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔۔ اور قرآن کریم کی چند آیات انہیں پڑھ کر سنائیں۔۔ ان دونوں نے بڑے غور سے کلام اللہ کو سنا۔۔ یہاں تک کہ ان کے دل حقیقت سے آشکارا ہو گئے۔۔ اور نور سے جگمگا اُٹھے اور پھر بے اختیار عیاش اور ان کی بیوی نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔

پھر تو عیاش بن ابی ربیعہ نے رسول ﷺ کی رفاقت کو مستقل طور پر اپنا لیا۔ وہ ہر دم آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔۔ یہاں تک کہ ”ارقم بن ابی الارقم المخزومی کا گھر“ حضور ﷺ اور ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا مستقل ٹھکانہ بن گیا۔۔ جس میں ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم ہر دم ان کو گھیرے رہتے تھے… کہ حاصل کر سکیں ان سے بہترین علم۔۔ اور زندہ کر سکیں اپنے دلوں کو اللہ عزّوجل کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی حکمت کے نور سے۔

Marfat.com

اور جب عیاش بن ابی ربیعہ "دارِ ارقم" سے واپس اپنے گھر لوٹتے تھے تو ان کی بیوی اسماء بنت سلمہ ان سے دریافت کرتیں تھیں کہ ..

کیا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ؟ اللہ جلّ شانہٗ نے کیا نازل فرمایا اپنے نبی ﷺ پر ؟

پھر عیاش بن ابی ربیعہ انھیں بتاتے تھے ... اور پھر دونوں بیٹھ کر حضور ﷺ کے اقوال اور جبریل علیہ السلام کے لائے گئے پیغامات پر غور کرتے تھے وہ باتیں دہراتے تھے اور آپس میں مذاکرہ کرتے تھے اور پھر قول کو عمل سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتے تھے

ایک دن ایسا ہوا کہ عیاش کی والدہ اسما بنت مخرمہ بن جندل اپنے بیٹے کے گھر آئیں اور بولیں ..

مجھے پتہ چلا ہے کہ تم اپنے مذھب سے پھر گئے ہو اور محمد کے ساتھ ہو گئے ہو.

تو عیاش بولے :-

بلکہ اسلام لے آیا ہوں۔

اسماء بنت مخرمہ نے اپنی بھتیجی اسماء بنت سلامہ کی طرف دیکھا اور بولیں :

اِور تم ؟

اسماء بنت سلامۃ نے جواب دیا : میں نے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیا ہے اور اللہ واحد و قہار پر ایمان لے آئی ہوں۔

تو اسماء بنت مخرمۃ نے اپنا سر ہلایا اور اپنے بیٹے عیاش سے بولیں : کہ

کیا تمہیں معلوم ہے کہ بنی مخزوم محمد کا ساتھ دینے والوں کو کیسی کیسی اذیتوں سے دوچار کرتے ہیں ؟ تو وہ اپنے مذھب سے پھرنے والوں کے ساتھ وہ کیا کچھ نہیں کریں گے ؟

تو عیاش بن ابی ربیعہ بولے : کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ ہو گوارا ہے۔

توانکی والدہ نے کہا :

اپنے آباء و اجداد کے مذھب پر لوٹ آؤ .. اور چھوڑ دو محمد کی تعلیمات کو .. کیونکہ وہ

Marfat.com

ایک ماں کو اپنے بیٹے سے، اور آدمی کو اپنی بیوی سے اور دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے۔

تو اسماء بنت سلمیٰ فوراً بولیں کہ :

کیا تم دونوں بھی وہی کچھ دہراتے ہو جو محمد ﷺ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں اور حساب کتاب کے بارے میں ؟

تو عیاش بن ربیعہ بولے : کہ اللہ عزّوجل نے فرمایا ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ٥ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ٥ ثُمَّ. يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ٥وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى" ٥ (سورة نجم : ۳۹ تا ۴۲)

اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی پھر اس کو پورا پورا بدلہ کیا جائے گا اور یہ کہ تمھارے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔ (سورۂ نجم ۳۹۔۴۲)

توان کی والدہ بولیں :

کیا اس نے تمہیں بھی اپنے قرآن کی گھٹی پلادی ؟

تو اسماء بنت سلامۃ بولیں کہ :

"اپنے نہیں بلکہ اللہ کے قرآن کی"۔

تو اسماء بنت مخرمۃ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا اور پوچھا :

کیا تمھارا دین تمہیں والدین کی نافرمانی سے نہیں روکتا ؟

تو عیاش بن ابی ربیعہ گویا ہوئے :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ز وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ج ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ (سورۂ لقمان:۱۵)

اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُن کا

Marfat.com

اچھی طرح ساتھ دینااور جو شخص میری طرف رجوع لائے اس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

تو ان کی والدہ ایک دم چلا پڑیں اور بولیں: بند کرو محمد کے اشعار پڑھنا ورنہ میں تمھارے باپ کے حبشی غلاموں کو بلا کر تمہیں ایسی سزا دلواؤں گی ایسے عذاب سے دوچار کراؤں گی جو اس سے پہلے کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ تو عیاش ان سے پوچھنے لگے: کہ ماں.. تم کیوں نہیں کرلیتیں محمد ﷺ کی اتباع، تم کیوں نہیں اتار کر پھینک دیتی اپنی گردن سے ان بتوں کی پوجا کا طوق جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں؟

تو اسماء بنت مخرمۃ نے غصہ میں جھلا کر بولی:

میں تمھیں خبردار کرتی ہوں۔

تو عیاش بن ربیعہ نے جواب میں قرآن پاک یہ آیات پڑھیں:

" الٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ق وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝" (سورۃ لقمان: ۱-۶)

الف لام میم۔ یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں۔ نیکو کاروں کے لیے ہدایت اور رحمت۔ جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے خدا کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزاء کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

بے اختیار ان کی والدہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، اور کمرے میں ٹہلتے ٹہلتے اچانک رک گئیں اور تیز آواز سے میں بولیں: بس بہت ہو چکا ..بہت

Marfat.com

ہو چکا.. قسم ہے لات اور عزیٰ کی میں تیری قوم کو تجھ سے بد گمان کر دوں گی کہ وہ تجھ کو قتل کر ڈالیں کیونکہ تو ہمارے لئے رسوائی اور ذلت کا سبب بن گیا ہے۔

پھر بنی مخزوم محمد ﷺ کی اتباع کرنے والوں پر ٹوٹ پڑے، اور ابو جھل بن ھشام نے اپنے بھائی عیاش کو شدید عذاب اور اذیت کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ مگر عیاش بن ربیع اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ نے صبر کیا .. اور پھر وہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں وہاں عثمان بن عفان اور انکی بیوی رقیہؓ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں، ابو سلامہ المخزومی اور اُمّ سلامہ قریش کی طرف سے کئے گئے ظلم و ستم کا شکوہ کرتے ہوئے ملے.. تو حضور ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔

عیاش بن ابی ربیعہ اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ نے بھی حبشی کی جانب ہجرت کی اور اپنا مال و متاع اور اپنا قبیلہ، خاندان، رشتہ داری سب کچھ چھوڑ کر صرف اپنا دین بچا کر لے گئے.. اور پردیس میں زندگی گذارنے لگے، وہیں پر اسماء بنت سلامہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عیاش بن ابی ربیعۃ نے عبداللہ رکھا۔

اور کچھ عرصہ کے بعد عیاش اور اسماء اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ مکۃ مکرمہ واپس آگئے کہ شاید اتنا عرصہ گذر جانے بعد حالات صحیح ہو گئے ہوں اور اب وہ مکۃ میں دوبارہ رہ سکیں.. مگر قریش کے سردار حبشہ کے مہاجروں کے لئے اب تک اپنے تمام ظلم و ستم کے ہتھیاروں سے لیس تیار بیٹھے تھے۔

اور پھر انصار نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ یثرب کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ عیاش اور ھشام بن العاص عمرؓ بن خطاب کے پاس گئے اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ دونوں ان کے ساتھ ہی ہجرت کریں گے .. کیونکہ عیاش کو خطرہ تھا کہ اگر اس کے بھائیوں ابو جھل حارث بن ھشام کو پتہ چل گیا تو وہ انہیں ہجرت کرنے سے روک دیں گے اور ھشام کو اپنی قوم کی طرف سے خطرہ تھا۔ انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا.. کہ ہم بنی غفار کی بستی کی فلاں جگہ پر ملیں گے.. ہم میں سے جو بھی وقت پر وہاں نہ پہنچ سکا تو سمجھ لیں کہ وہ

Marfat.com

پکڑا گیا تو باقی دونوں ساتھی وہاں سے روانہ ہو جائیں۔

عیاش کو عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ مقرر کردہ مقام پر مل گئے .. اور انہیں اندازہ ہو گیا کہ ھشام بن عاص پکڑے گئے .. تو عمرؓ اور عیاش وہاں سے چل دیئے اور یثرب کی جانب روانہ ہو گئے .. اور قباء کے مقام پر بنی عمرو بن عوف کی بستی میں قیام کیا؛ اس کے بعد حضور ﷺ بھی اپنے ساتھیوں سے جا کر مل گئے۔

ادھر اسماء بنت سلامہ کو پتہ چلا کہ ابو جہل اور حارث بن ھشام دونوں کے دونوں یثرب کے لیئے روانہ ہو چکے ہیں تا کہ وہاں سے عیاش کو واپس لا کر اس کو سزا دے سکیں۔ وہ بڑی بے تابی سے کسی ایسے شخص کو تلاش کرنے لگیں کہ جس کو یثرب بھیج کر اپنے شوہر کو خبر دار کر سکیں مگر انہیں کوئی نہ مل سکا۔ اور ھشام کے بیٹے ابو جہل اور حارث دونوں یثرب کے لیے روانہ ہو گئے اور عیاش بن ابی ربیعہ سے ملے جو ان کے ماں جائے بھائی تھے اور کہنے لگے کہ ..

تمہاری ماں نے منت مانی ہے کہ جب تک وہ تمہیں دیکھ نہیں لے گی نہ اس کے سر کو کنگھا چھوئے گا اور نہ ہی وہ سورج کی تپش سے بچنے کے لیئے سائے میں جائے گی۔

تو عیاش بن ابی ربیعہ نے جواب دیا کہ ..

وہ آزاد ہے، جو اس کا دل چاہے کرے۔

حارث بن ھشام بولا ..

کیا تمہیں نہیں پتہ کہ وہ تم سے کتنی محبت کرتی ہے؟

جس کے جواب میں عیاش بولے:

اور اللہ جانتا ہے کہ میں بھی ان سے کتنی محبت کرتا ہوں .. مگر میرا دین مجھے زیادہ عزیز ہے۔

تو ابو جہل نے کہا ..

کیا تمہارا دین تمہیں اپنے والدین کی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیتا؟

تو عیاش بن ابی ربیعہ بولے: بالکل دیتا ہے۔

حارث بن ھشام بولا:

Marfat.com

تو پھر اپنی ماں کا خیال کیوں نہیں کرتے ؟ تمہاری جدائی کے غم میں روتے روتے اس کی آنکھیں سفید پڑ گئی ہیں۔

عیاش ان کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور بولے :

تو میں ان کیلئے کیا کر سکتا ہوں ؟

تو ابو جہل بن ھشام بولا :

اس کے مرنے سے پہلے پہلے اس سے مل لو اگر تم اس سے نہیں ملنا چاہتے تو کیا ہوا وہ تم سے ملنے کیلئے بیقرار ہے۔

انکی ان باتوں پر عیاش نے اپنے بھائیوں کو شک بھری نگاہ سے دیکھا تو وہ فوراً بولے :

ڈرو مت.. تم تو اپنے قبیلے کے سرداروں میں سے ہو ہم تمہارے ساتھ دوسروں جیسا سلوک نہیں کریں گے۔

عیاش بھول گئے کہ ابو جہل اسلام اور مسلمانوں کا دیرینہ دشمن ہے اور اپنی ماں کیلئے ان کا دل نرم پڑ گیا اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ واپسی کا اور اپنی ماں سے ملنے کا فیصلہ کر لیا اور سوچا کہ ماں سے مل کر دوبارہ یثرب واپس آجاؤں گا یہ سوچ کر انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا :

تھوڑا رکو میں رسول اللہ ﷺ سے مل کر آتا ہوں۔

راستہ میں انہیں حضرت عمرؓ بن الخطاب ملے تو انہوں نے انکو اپنی ماں کے بارے میں بتایا۔ جس پر عمرؓ بن الخطاب نے کہا :

ابو جہل اور حارث تمہیں دھوکہ دیں گے اور تمہیں تمہارے دین سے پھیرنے کی کوشش کریں گے۔ اور قسم خدا پاک کی.. اگر تمہاری ماں کو جوئیں تنگ کریں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی گرمی کی شدت اس پر بڑھ جائے گی تو وہ ضرور سایہ ڈھونڈے گی۔

عیاش بن ابی ربیعہ بولے کہ :

ماں کی قسم بھی پوری کر لوں گا اور میرا وہاں پر کچھ مال و متاع بھی ہے جسے میں لیکر لوٹ آؤں گا۔

Marfat.com

تو حضرت عمرؓ بن خطاب بولے :
قسم ہے خدائے پاک کی .. تم تو جانتے ہی ہو کہ میں قریش کا سب سے زیادہ مالدار آدمی ہوں .. میں تمہیں اپنی آدھی دولت دیتا ہوں .. مگر تم حارث اور ابو جہل کے ساتھ مت جاؤ۔
مگر عیاش نے نے حضرت عمرؓ فاروق کی آدھی دولت کی طرف نہیں دیکھا اور کہا :
ماں کی قسم پوری کرنا میرے لیے بہت ضروری ہے۔
جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ وہ ابو جہل اور حارث کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس جانے پر بضد ہیں تو انہوں نے کہا :
اگر تم ایسا کرنا ہی چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے جاؤ .. بہت اچھی نسل کی فرمانبردار اونٹنی ہے .. اس پر سوار رہنا .. اگر تمہیں ابو جہل اور حارث کی کسی بات سے شک گذرے تو فوراً اونٹنی دوڑا کر اپنی جان بچا لینا۔
پھر عیاش حضرت عمرؓ بن خطاب کی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور بے خوف و خطر ہو کر اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ چل پڑے ..
راستے میں ابو جہل کہنے لگا، اُف کتنا تھکا دیا ہے مجھے میرے اس اونٹ نے .. کیا خیال ہے عیاش اگر ہم دونوں اپنی اپنی سواریاں آپس میں بدل لیں ؟
تو عیاش نے کہا :
بڑی خوشی سے ..

چنانچہ عیاش نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا .. جیسے ہی ان کے قدموں نے زمین کو چھوا ان کے بھائیوں ابو جہل اور حارث نے ان پر چھلانگ لگائی اور انہیں زمین پر گرا کر رسیوں میں جکڑ دیا .. وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے .. یہ تم کیا کر رہے ہو ؟
تو ابو جہل اور حارث نے جواب دیا :
ہم تمہیں مکہ جا کر قید خانے میں ڈال دیں گے اور اس وقت تک عذاب میں مبتلا رکھیں گے جب تک کہ تمہاری عقل ٹھکانے پر نہیں آجائے گی .. اور جب وہ انہیں مکہ لیکر پہنچے تو صبح کا وقت تھا .. مکہ میں داخل ہوتے ہی ابو جہل نے قریش کو پکارا اور

Marfat.com

کہا :

شہر مکہ کے رہنے والو تم بھی اپنے نادانوں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ہم نے اپنے نادان کے ساتھ کیا ہے۔

عیاش بن ابی ربیعہ کو ھشام بن عاص کے ساتھ لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ایسے قید خانے میں ڈال دیا جس کی چھت نہیں تھی۔ اسماء بنت سلامہ ان کے لیے قید خانے میں ہی کھانا اور پانی بھیج دیا کرتی تھیں۔

اور پھر ایک دن اسماء بنتِ مخرمہ ان کے قید خانے میں آئیں اور بولیں :

تم دونوں پر بھی محمد نے جادو کر دیا؟

تو عیاش فوراً بولے :

خدا نہ کرے جو رسول اللہ ﷺ جادوگر ہوتے۔

تو اسماء بنتِ مخرمۃ بولی :

میرے بیٹے میرا کہنا مان اور لوٹ جا لات اور عزیٰ کی عبادت کی طرف۔

عیاش بولے :

قسم خدا کی .. ایمان کی مٹھاس چکھنے کے بعد میں کبھی کفر کی طرف نہیں لوٹوں گا۔

تو اسماء بنت مخرمۃ بولی :

کیا ہم کافر ہیں؟

عیاش بولے :

بالکل تم لوگ کافر ہو.. خدا کی نعمتوں کو جھٹلانے والے ہو :

تم لوگ بت ہو جو بتوں کی پوجا کرتے ہو ان کے سامنے گڑگڑاتے ہو؟

اسماء بنت مخرمۃ نے جلاّد کی طرف دیکھا اور بولی :

اسکو اذیت دو مگر قتل مت کرنا.. اسے کاٹ ڈالو.. مگر مرنے مت دینا میں بھول چکی ہوں اور مجھے یاد بھی نہیں کہ عیاش نام کا میرا کوئی بیٹا بھی تھا۔ اور وہ اپنے بیٹے عیاش کو اور ساتھ میں ھشام کو قید خانے میں طرح طرح کے ظلم و ستم سے دوچار ہونے کے لیے چھوڑ گئی۔

۱۱۶۵۵۱

Marfat.com

اور جب اسماء بنت سلامہ کو جنگِ بدر میں مشرکین کی ہزیمت کا علم ہوا تو انہوں تہہ خانے میں اپنے شوہر عیاش کو یہ اطلاع بھجوائی.. تو عیاش اور ھشام دونوں نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا.. اللہ اکبر اللہ اکبر.. قسم رب کعبہ کی.. اسلام کے دشمنوں.. ابو جھل، ربیعہ اور امیہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کی ہلاکتوں کے بعد یہ فتح ونصرت کی پہلی علامات میں سے ہے۔

اسماء بنت سلامہ.. عمیر بن وھب.. اور ولید بن ولید بن مغیرۃ کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئیں.. پہلے وہ قریش کے شیطان مانے جاتے تھے اور اب وہ اسلام کے پروانے بن چکے تھے۔

ایک رات.. ولید بن ولید منہ پر ڈھاٹا باندھے ہوئے آئے اور اسماء بنت سلامہ کا دروازہ کھٹکھٹایا.. اور جب وہ انہیں پہچان گئیں تو ولیدؔ نے ان سے عیاش اور ھشام کے قید خانے کے بارے میں پوچھا.. تو انہوں نے اس کا پتہ بتادیا.. اور خود بھی ساتھ ہولیں.. وہاں پہنچ کر.. ولید نے ان دونوں سے کہا.. رسول اللہ ﷺ نے عیاش اور ھشام جیسے مجبور اور بے بس مؤمنون کو نہیں بھلایا..

اسماء نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور ولید اس پر پاؤں پر رکھ کر دیوار پر چڑھے اور دوسری طرف کود کر انہوں نے اپنی تلوار سے عیاش اور ھشام کی بندشیں کاٹ ڈالیں۔

اور پھر ولید بن ولید.. اور ھشام بن عاص اور عیاش اور اسماء بنت سلامہ اپنے بیٹے کے ساتھ شہرِ نبی ﷺ کی جانب روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

زینب بنت ابی سفیان

عروہ بن مسعود الثقفی کی بیوی، ابی سفیان بن حرب کی بیٹی.. اور رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ اُمّ حبیبہؓ کی بہن۔

ابو سفیان جب یمن سے واپس لوٹے تو قریش کے لوگ، بنی اُمیہ کے سردار اور اس عظیم الشان تاجر سے ملنے اور اپنے اپنے سامان تجارت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے اُمڈ پڑے.. اور پھر جب محمد ﷺ تشریف لائے.. تو اس وقت ھند بنت عتبہ اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھی اپنے تینوں بیٹوں معاویہ، یزید اور عتبہ کو کھلا رہی تھیں رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان کو سلام کیا اور ان سے ان کے سفر اور قیام کی تفصیلات معلوم کیں.. مگر اپنے سامان تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا اور پھر آپ ﷺ وہاں سے اٹھ گئے.. تو ابو سفیان اپنی بیوی ھند بنت عتبہ کی طرف متوجہ ہو کر بولے..

قسم خدا کی.. یہ شخص مجھے بہت بھاتا ہے.. قریش کے جتنے لوگوں کا میرے پاس سامان سب نے اپنے اپنے سامان کے بارے میں دریافت کیا مگر اس نے اپنے سامان کے بارے میں کچھ بھی نہ پوچھا۔

تو ھند بنت عتبہ اپنے بچوں کو کھلاتے ہوئے بولیں..

کیا آپ کو اس کے بارے میں کچھ پتہ چلا ہے؟

تو ابو سفیان حیرت سے بولے..

کس بارے میں؟

Marfat.com

ھند بنت عتبہ بولیں..

وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے!

تو ابو سفیان اپنا سر ہلاتے ہوئے بولے:

یہ تو بالکل بیکار بات ہے وہ تو بہت عقل مند شخص ہے پھر کیسے ایسا دعویٰ کر سکتا ہے؟

ہند بنت عتبہ بولیں:

خدا کی قسم وہ واقعی یہ سب کچھ کہتا ہے.. بلکہ لوگوں کو اسکی طرف دعوت بھی دیتا ہے.. اور کئی لوگ اس کے دین میں اس کے ساتھی بن چکے ہیں.. ابو بکر بن ابی قحافہ، علی بن ابی طالب، زید بن حارثہ، عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف، خباب، صہیب، عمار اور بلال سب کے سب اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

یہ سب باتیں سن کر ابو سفیان غصہ مین بولے:

یہ سراسر غلط اور باطل ہے:

کیونکہ ابو سفیان اپنی قوم کے سردار ہیں.. اس لئے وہ یہ کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ وہ اسلام لا کر محمد ﷺ کے تابع ہو جائیں اسی لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو جھٹلایا اور اس کے خلاف آواز بلند کی۔ ادھر عروہ بن مسعود نے بھی خوب خوب مذاق اڑایا .. کہ کیا قرآن دونوں شہر .. مکہ اور طائف .. کے اسی عظیم آدمی پر نازل ہونے کو رہ گیا تھا؟

اس پر اللہ جلّ جلالہ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

" وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ٥ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ ط نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ط (سورۃ زخرف: ۳۱، ۳۲)

اور جب عروہ بن مسعود نے یہ دیکھا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کی یہ دعوت اس کی قوم کے کسی بڑے سردار کی حکومت اور رعب و دبدبہ کا خاتمہ کر دے گی تو اس نے ان کی

Marfat.com

اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔

حدیبیہ کے روز قریش نے.. محمد ﷺ اور ان کے صحابۂ کرام کو حرم میں داخل ہونے سے روک دیا.. اور پہلے بدیل بن ورقاء الخزاعی کو ان کے پاس بھیجا.. پھر مکرز بن حفص کو، پھر الحلیس بن علقمہ حبشیوں کے سردار کو اور پھر جب عروہ بن مسعود کو بھیجنے کا ارادہ کیا تو وہ بولے :

اے قریش کے لوگو! میں نے دیکھا کہ محمد کے پاس بھیجے گئے لوگوں میں سے جب بھی کوئی واپس تمہارے پاس آتا ہے تو تم لوگ کتنی بُری طرح اس سے پیش آتے ہو اور بُرا بھلا کہتے ہو.. اور تم لوگ جانتے ہو.. کہ تم لوگ میرے بزرگ ہو اور میں تمہاری اولاد کی جگہ ہوں... جب مجھے پتہ چلا کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو میں نے اپنی قوم کے چند ہم خیال لوگوں کو جمع کیا اور تمہارے پاس چلا آیا۔

تو سہیل بن عمرو.. اور عکرمہ بن ابی جہل اور حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص بولے : کہ تم نے سچ کہا.. ہم تم پر کوئی الزام نہیں رکھتے۔ پھر عروہ بن مسعود وہاں سے نکل پڑے اور محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ.. محمد.. تم نے ادھر اُدھر سے لوگ جمع کیے اور یہاں چلے آئے ؟

اے محمد.. تم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور ان سے ناطہ توڑ لیا .. کیا اس سے پہلے عرب قوم میں کسی نے ایسا کیا ہے؟ اور تمہیں نہیں پتہ کہ قریش کے لوگ کتنی تیاریوں کے ساتھ نکلے ہیں.. انہوں نے چیتے کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ وہ تمہیں زبردستی مکہ میں کبھی نہیں داخل ہونے دیں گے.. اور میں دیکھ رہا ہوں کہ کہ یہ جو اِدھر اُدھر کے لوگ تمہارے اردگرد جمع ہیں .. یہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے.. اور قسم خدا کی مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ سب کے سب کل تک تمہارا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے فوراً بولے :

غارت ہو جا لات کے پجاری.. کیا ہم انہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ؟

ایکدم عروہ کو غصہ آ گیا کیونکہ لات طائف کے لوگوں کا معبود ہے.. اور وہ خود بنی

Marfat.com

ثقیف کا سردار تھا.. اور ان الفاظ سے اس کی اور اس کے معبود کی شان میں گستاخی ہورہی تھی.. فوراً بھنا کر بولا..

محمد.. یہ کون ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ ابن ابی قحافہ ہے:

تو عروہ بن مسعود نے صدیق اکبر سے کہا..

اگر تمھارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا تو میں ضرور اس بات کا بدلہ چکاتا۔

پھر عروہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے ہوئے ان کی ریش مبارک سے کھیلنے لگا یعنی بار بار چھونے لگا.. اور یہ عرب کی عادات میں شامل تھا کہ اگر کوئی شخص کسی سے دوستانہ انداز مین گفتگو تھا تو وہ اس کی داڑھی سے ہلکے ہلکے کھیلتا رہتا تھا اور اسے چھوتا رہتا تھا۔ اِدھر مغیرہ بن شعبہ جو کہ عروہ کے بھتیجے تھے .. حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے ..وہ اس وقت زرّہ بکتر پہنے ہوئے تھے اور لان کے خود نے ان کا تقریباً پورا چہرہ چھپا رکھا تھا.. ان کی صرف آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں.. جس سے وہ پہچانے نہیں جارہے تھے.. جب انھوں نے اپنے چچا کو رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کو بار بار چھوتے دیکھا جب کہ نبی کریم ﷺ ایسا نہیں کررہے تھے تو ہر دفعہ ان کے ہاتھ اپنی تلوار کا دستہ مارتے اور کہتے.. کہ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک چھونا بند کریں.. کیونکہ ایک مشرک کو اس چیز کی اجازت نہیں۔

تو عروہ ان کی متوجہ ہوکر غصہ سے بولا:

کتنے بد تمیز انسان ہو تم.. پھر رسول اللہ ﷺ سے بولے: کاش میں اپنے ساتھ بد تمیزی کرنے والے آپ کے اس ساتھی کو سبق سکھا سکتا.. قسم خدا کی میں سمجھتا کہ آپ کے ساتھیوں میں اس سے زیادہ بد تمیز اور شریر کوئی اور ہوگا..!!

تو رسول اللہ ﷺ بے ساختہ مسکرائے اور بولے:

یہ تمھارا ہی بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔

Marfat.com

عروہ بن مسعود بولا : اے غدار.. میں نے کل ہی عکاظ میں تیری غدّاری پر پردہ ڈالا ہے.. تونے ہمیشہ کے لیے ثقیف سے ہماری دشمنی کرادی ہے..

پھر رسول اللہ ﷺ عروہ کو سمجھانے لگے کہ وہ جنگ کی نیت سے یہاں نہیں آئے۔ یہاں پر عروہ بن مسعود نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ ﷺ کے ساتھی آپ کے ساتھ کس طرح سے پیش آتے ہیں.. جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے ہیں تو وہ اپنی آوازیں نیچی کر لیتے ہیں.. اور اگر آپ ﷺ کے موئے مبارک میں سے کوئی ایک نیچے گر جاتا ہے تو وہ فوراً اسے اٹھا لیتے ہیں.. اور بوجہ ادب واحترام کے ان سے نظریں نہیں ملاتے۔

پھر عروہ بن مسعود قریش کے پاس واپس آگئے اور بولے :

قریش کے لوگو! میں نے کئی سلطنتیں دیکھیں.. میں کسریٰ کے پاس بھی گیا.. قیصر کے پاس بھی گیا اور نجاشی کے پاس بھی گیا.. مگر قسم خدائے پاک قسم کی میں نے کسی بادشاہ کو اپنی قوم کے درمیان ایسا نہیں پایا جیسا کہ محمد ﷺ کو اپنے ساتھیوں کے درمیان پایا ہے.. اور میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ان کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتے.. تو تمہارے لئے بہتر یہی ہو گا کہ تم لوگ اپنی رائے بدل ڈالو وہ تمہیں رشد و ہدایت کی دعوت دے رہے ہیں.. ان کی دعوت قبول کرلو.. میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ تم ان پر قابو نہیں پا سکتے۔

تو قریش کے سردار بولے : ایسی باتیں مت کرو اے ابو یعفور.. ہم انہیں اس سال واپس لوٹائیں گے.. وہ لوگ چاہیں تو اگلے سال یہاں آجائیں۔

تو عمروہ بن مسعود نے کہا..

مجھے لگتا ہے کہ تم لوگوں پر ناگہانی آفت ہی ٹوٹے گی. اس کے بعد عروہ اور اس کے ساتھی واپس طائف لوٹ گئے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ نے "حنین" میں مشرکین مکہ کو شکست دے کر مکہ فتح کر لیا تو وہ طائف کی جانب چلے اور اس کا محاصرہ کرلیا.. اس وقت عمرو بن مسعود طائف میں نہیں تھے۔

Marfat.com

اور جب رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے.. عمروہ بن مسعود ان کے پیچھے پیچھے نکل پڑے.. حتیٰ کہ انہیں مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی پالیا.. اور اسلام لے آئے. اور پھر عروہ بن مسعود کو احساس ہوا کہ مال و دولت کے ساتھ ساتھ انہیں ایمانِ صادق.. اور عزت و بلند مرتبہ کی دولت بھی حاصل ہو گئی ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

”عرض علی الا نبیاء علیھم السلام فاذا موسٰی ضرب من الرجال کانه من رجال شنوء ة ورأیت عیسٰی بن مریم فاذا اقرب من رایت به شبها عروة بن مسعود ورأیت ابراهیم علیه السلام فاذا اقرب من رأیت به شبهاصاحبکم یعنی نفسه ﷺ ورأیت جبریل علیه السلام فاذا اقرب من رأیت به شبها دحیة الکلبی.

ترجمہ: فرمایا آپ ﷺ نے:

میرے سامنے انبیاء علیہم السلام کو پیش کیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام تو ایسے تھے جیسے کہ وہ شنوء ۃ کے آدمیوں میں سے ہوں... میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کی شباہت سے قریب ترین شخص میں عروۃ بن مسعود کو دیکھا اور میں نے ابراھیم علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کی شباہت سے قریب ترین شخص میں نے اپنے آپ کو پایا... اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کی شباہت سے قریب ترین شخص میں نے دِحیَہ کلبی کو دیکھا“.

عروہ بن مسعود اپنی قوم میں بڑے محبوب اور ہر دل عزیز تھے ان کی قوم ان کی فرمانبردار تھی.. ان کی دس بیویاں تھیں.. تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں سے صرف چار چُن لو.. تو ان چاروں میں سے جو انہوں نے چُنیں.. زینب بنت ابی سفیان بھی شامل تھیں۔

جب عروہ بن مسعود نے اپنے لوگوں میں واپس جانے کی اجازت طلب کی.. تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..

مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔

Marfat.com

تو عروہ بن مسعود بولے :

یارسول اللہ ﷺ.. میری قوم مجھ سے محبت کرتی ہے میں اگر انھیں سوتا ہوا ملتا ہوں تو مجھے جگاتے نہیں.. میں انہیں ان کی آنکھوں سے زیادہ عزیز ہوں.. تو رسول اللہ ﷺ انہیں اجازت دیدی.. اور وہ طائف کے لیے روانہ ہو گئے..

اور پھر انہوں نے اپنی چار بیویوں کو اسلام کی دعوت دی تو زینب بنت ابی سفیان اور باقی تینوں بیویاں بھی ایمان لے آئیں۔

عروہ بن مسعود کہتے ہیں :

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا :

"لقنوا موتا کم لاالٰہ الا اللّٰہ فانہا تہدم الحظایا"

اپنے مرنے والوں کو لاالٰہ الااللہ کی تلقین کیا کرو کیونکہ اس سے گناہ مٹ جاتے ہیں،،

اور پھر عروہ بن مسعود نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، انہیں نصیحتیں کیں، سمجھایا.. مگرانہوں نے نافرمانی کی اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔

ایک دن صبح صادق کے وقت عروہ بن مسعود جو اپنے گھر میں تھے اٹھے اور اذان دینے لگے.. کہ اتنے میں ثقیف کے کسی آدمی نے ان پر تیر چلادیا.. اَوس بن عوف یا وھب بن جابر اس آدمی کا نام تھا۔ تیر کھا کر وہ زمین پر گر گئے.. تو ان سے کہا گیا.. کہ آپ کو اپنے خون میں کیا نظر آتا ہے ؟

تو عروہ بن مسعود نے جواب دیا :

عزت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی اور شہادت کے مرتبہ پر فائز کیا.. مجھ میں ان شہیدوں سے بڑھ کر کچھ نہیں جو "حصارِ طائف" کے روز نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور شہید کر دیئے گئے تھے.. مجھے بھی ان کیساتھ دفن کر دینا۔

تو جب عروہ بن مسعود انتقال فرما گئے.. تو انہیں بھی رسول ﷺ کے شہید ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ تک ان کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

مثل عروة مثل صاحب یاسین دعا قومه الی الله فقتلوه

ترجمہ : عروۃ کی مثال صاحب یاسین کی سی ہے کہ جس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی جواب میں انہوں نے اُسے قتل کردیا۔

Marfat.com

عاتکہ بنت زید بن عمرو

ان کے والد زید بن نفیل.. قریش کی غیر اللہ کے نام پر قربانی پیش کرنے کو بہت بُرا جانتے تھے.. اور لوگوں کو اپنی بیٹیوں کے قتل سے روکتے تھے اور جب کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو وہ اس سے کہتے تھے کہ اسے مت قتل کرو میں اس کا خرچ برداشت کروں گا.. اور کہا کرتے تھے.. اے خدایا.. اگر مجھے پتہ چل جاتا آپ کا پسندیدہ ترین ترین چہرہ کون سا ہے تو میں اس کی عبادت کرتا.. لیکن میں انجان ہوں.. یہ کہہ کر وہ اپنی سواری پر ہی سجدہ ریز ہو جایا کرتے تھے۔

پھر یہ ہوا کہ زید بن عمرو بن نفیل العدوی دین کی کھوج کرتے ہوئے شام جا پہنچے.. جہاں پر یہود اور نصاریٰ کے علماء نے انہیں ایک ہی بات بتائی کہ دین ابراہیمی ہی اصل دین ہے.. کیونکہ وہ نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی.. تو انہوں نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے اور بولے: خدایا.. میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں آج سے دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں۔

اور جب ان کے چچا خطاب نے یہ دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں اور ان بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں.. تو انہوں نے مکہ کے بدمعاش لوگوں کو اُن پر مسلط کر دیا جو اُن کو اذیتیں دینے لگے تو وہ حراء پہاڑی کے ایک غار میں جا کر رہنے لگے اور چھپ چھپ کر مکہ آتے تھے۔

ایک روز زید بن عمرو مکہ شہر سے حراء جا رہے تھے کہ انہیں عامر بن ربیعہ ملے تو وہ عامر سے کہنے لگے.. میں نے اپنی قوم سے ناطہ توڑ لیا ہے اور ابراہیم اور ان کے بیٹے

Marfat.com

اسماعیل کا راستہ اپنالیا ہے وہ اس عمارت (یعنی کعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اب مجھے انتظار ہے اُس نبی کا جو اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے اور پھر عبد المطلب کی اولاد میں سے ہوگا۔۔ مگر مجھے نہیں لگتا کہ میں ان کو دیکھ پاؤں گا۔۔ مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی سچائی پر یقین رکھتا ہوں اور انکی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، اگر تمہیں موقع ملا اور تم ان سے ملے تو انہیں میرا سلام کہنا۔۔ اور میں تمہیں ان کا حلیہ اور اوصاف بتاتا ہوں تاکہ تم انہیں پہچان جاؤ:

تو عامر بن ربیعہ بولے: جلدی بتاؤ۔۔

تو زید بن عمرو بن نفیل یوں گویا ہوئے:

وہ میانہ قد کے مالک ہیں نہ بہت لمبے ہیں اور نہ بہت چھوٹے۔۔ ان کے بال نہ تو بہت گھنے ہیں اور نہ بہت ہلکے۔۔ اور انکی آنکھوں میں ایک طرح کی سرخی رہتی ہے۔۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے، اور ان کا نام احمد ہے۔۔ اور یہ شہر ان کی جائے ولادت ہے اور یہیں سے وہ مبعوث ہوں گے۔۔ پھر ان کی قوم انہیں اس شہر سے نکال دے گی اور ان کی دعوت سے نفرت کرے گی، جس وجہ سے وہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں گے اور پھر ان کی دعوت عام ہو جائے گی۔ تو خبردار دھوکہ مت کھانا۔۔ میں دینِ ابراہیمی کی طلب میں جگہ جگہ پھرا ہوں اور جس کسی یہودی، نصرانی یا مجوسی سے میں نے پوچھا تو انہوں نے یہی کہا کہ۔۔ یہ دین تو بہت قریب ہے اور انہوں نے مجھے وہی خوبیاں بتائی ہیں جو میں نے تم سے بیان کی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اور زید بن عمرو نے اپنے دونوں بچوں: سعید بن زید اور عاتکہ بنت زید کو وصیت کی کہ وہ دونوں خاتم النبیین پر ایمان لائیں۔ پھر جب زید بن عمرو کو نبی محمد ﷺ کی بعثت کی اطلاع ملی تو انہوں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا مگر شام کے علاقے مقبعہ میں انھیں قتل کر دیا گیا۔۔!!

پھر جب عامر بن ربیعہ اسلام لے آئے تو انہوں نے زید بن عمرو بن نفیل کی ساری باتیں رسول ﷺ کو بتائیں اور ان تک ان کا سلام بھی پہنچادیا۔۔ جس پر نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت طلب کی اور فرمایا:

میں انہیں جنت میں دیکھا ہے کہ.. اپنا دامن کھینچتے چلے جا رہے ہیں۔

پھر سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اسلام لے آئے تو ان کے ساتھ ہی ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب جو کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کی بہن تھیں اور خود ان کی بہن عاتکہ بنت زید بن عمرو بھی اسلام لے آئیں۔

ایک دن سعید بن زید بن عمرو نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ آپ کو تو میرے والد کے سارے حالات وواقعات کا علم ہو چکا ہے تو کیا ان کی مغفرت اور بخشش ہو جائے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

نعم فانه یبعث یوم القیامة امة واحدة

جی ہاں.. وہ قیامت کے روز اُمت واحد کی طرح اٹھائے جائیں گے۔

عاتکہ بنت زید بے انتہا حسین اور خوش اخلاق تھیں.. حضرت ابوبکر کے بیٹے عبداللہ بن ابوبکرؓ نے ان کو شادی کا پیغام بھجوایا اور ان رشتہ طے ہو گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابوبکرؓ نے بڑا اہم رول ادا کیا.. اور جب رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں پناہ لی.. تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کے ذمہ یہ کام کیا کہ وہ مکہ میں رہ کر ان کے لئے جاسوس کے فرائض انجام دیں.. تو عبداللہ بن ابوبکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر مکہ میں رہ کر قریش کے لوگوں کی باتیں سنا کرتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کیا کہہ رہے ہیں؟ اور ان کے خلاف کیسی کیسی سازشیں تیار کر رہے ہیں؟ اور پھر رات ہوتے ہی وہ ان دونوں کے پاس جا کر ساری باتیں باہم پہنچا دیتے۔

پھر سعید بن زید اپنی بیوی فاطمہ بنت الخطاب اور بہن عاتکہ کے ساتھ یثرب کی طرف ہجرت کر گئے.. اور وہیں پر عاتکہ اور عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی ہو گئی۔

Marfat.com

عبداللہ ان کی محبت میں اتنے مگن ہو گئے کہ . . اپنی جنگی مصروفیات کی طرف سے تھوڑے لاپرواہ ہو گئے . . جس بات پر ان کے والد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ناراض ہو گئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ عاتکہ کو طلاق دے دیں۔

اس پر عبداللہ نے چند اشعار پڑھے جس میں انہوں نے اپنے والد کے اس فیصلے پر رنج و غم اور عاتکہ کے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا . . مگر انہوں نے اپنے والد کے حکم آگے سر جھکا دیا اور عاتکہ کو طلاق دے دی۔

اِدھر عاتکہ بنت زید بھی عبداللہ بن ابو بکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت کرتی تھیں . . جبکہ عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی یاد میں المیہ اشعار پڑھتے تھے جو ایک دن ان کے والد ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن لئے اور اپنے بیٹے کی حالت پر ان کا دل پسیج گیا اور انہوں نے اپنے بیٹے کو انہیں واپس لانے کی اجازت دے دی اور وہ انہیں واپس لے آئے (طلاق سے رجوع کر لیا)۔

عبداللہ بن ابو بکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ اور جنگِ حنین میں شریک رہے اور بھر پور حصہ لیا . . اور مشرکین کی شکستِ فاش کے بعد نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ مالک بن عوف ان کے چند ساتھیوں نے اپنی شکست کے بعد طائف کے ایک قلعہ میں پناہ لے لی ہے اور اس میں اپنی ضرورت کی سب چیزیں جمع کر لی ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ فوراً طائف کی طرف روانہ ہو گئے . . اور اس قلعہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر پڑاؤ ڈالا جس میں مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپا ہوا تھا . . اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ شروع ہو گیا . . کہ اچانک ایک تیر عبداللہ بن ابو بکرؓ کے آکر لگا اور بے تحاشہ خون بہنا شروع ہو گیا . . انہیں فوراً انے والد کے پاس لے جایا گیا . . اوہ پھر مدینہ منورہ لے جائے گئے . . جہاں انہوں کچھ رقم اور زمین اپنی بیوی کے نام کر دی اور ساتھ ہی یہ شرط لگا دی کہ وہ ان کے بعد کبھی شادی نہیں کریں گی ! اسی دوران عبداللہ بن ابو بکر کا انتقال ہو گیا اور انہیں مدینہ منورہ میں ہی دفن کر دیا گیا۔

عاتکہ انہیں یاد کرتی تھی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں جن کا مفہوم یہ ہے :-

Marfat.com

اللہ کے نبی علیہ السلام اور ابو بکر کے بعد مجھے سب سے بہترین انسان سے نوازا گیا تھا
...جو میرا بہت خیال رکھتا تھا... میری آنکھیں ابھی تک تمھارے غم سے
پُر نم ہیں اور میری جلد گرد آلود ہے.. کسی آنکھ نے ان جیسا بہادر اور صابر جوان
دیکھا ہے ؟

عبداللہ بن ابو بکرؓ اپنے پیچھے اپنے گھر میں سات دینار چھوڑ گئے تھے.: جو ابو بکر کی نظروں میں بہت زیادہ تھے وہ بار بار یہی کہتے تھے کہ سات دینار ؟......سات دینار ؟

اِدھر عاتکہ بنت زید اپنے شوہر کی خواہش کا احترام کر کے شادی سے انکار کرتی رہیں.. لوگ انکے لیے پیغامات لے کر آتے تھے مگر وہ سب رشتے ٹھکراتی رہیں.. مگر کب تک.. آخر کار حضرت عمرؓ بن خطاب کے بھائی زید بن خطاب نے ان سے شادی کر لی.. تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکو انکا وہی شعر پڑھ کر سنایا جو وہ عبداللہ بن ابو بکرؓ کے لیے پڑھا کرتی تھیں :

کہ میری آنکھیں ابھی تک تمھارے غم میں پُر نم ہیں.. اور میری جلد گرد آلود ہے..!!

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ..

ہمیں ہماری زمین واپس کر دو!

تو عاتکہ نے رقم اور زمین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کو لوٹا دی۔
ان کے یہ شوہر زید بن خطاب جنگِ یمامہ کے موقع پر شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سرپرست کے ذریعہ ان کے لئے شادی کا پیغام بھجوایا تو عاتکہ نے ان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا :

تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہلوا بھیجا کہ عاتکہ :

جو کچھ اللہ نے تمھارے لیے حلال کیا ہے وہ تم نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے ؟

چنانچہ عاتکہ نے ان کا پیغام منظور کر لیا اور حضرت عمرؓ نے ۱۲ھ میں ان سے

Marfat.com

شادی کرلی اور ولیمہ کی دعوت کی جس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا .. اُن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے .. انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا.. کہ ..

امیر المؤمنین کیا میں عاتکہ سے کچھ بات کر سکتا ہوں ؟

حضرت عمرؓ بولے .. بالکل کر سکتے ہو ..

تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پردہ کے پاس آکر عاتکہ سے مخاطب ہو کر بولے ..

کہ اب آپ کے اس شعر کا کیا ہوا جس میں آپ نے کہا تھا کہ :

میری آنکھیں ابھی تک تمھاری جدائی کے غم میں پُر نم ہیں .. اور میری جِلد گرد آلود ہے ؟

تو عاتکہ بے اختیار رو پڑیں ..!! تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابو الحسن تم نے ایسا کیوں کہا؟

سب عورتیں ایسا ہی کرتی ہیں...

پھر حضرت عمر عاتکہ کے پاس آئے اور انہیں دلاسہ دیا یہاں تک کہ ان کے دل سے غم و الم کا احساس دور ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان کے پاس رات گذاری.. جب جانے لگے تو اس سے اظہار ہمدردی کیا۔ جب چلے گئے تو ان کی نفسیاتی حالت کی وجہ سے ان کے پاس آنا موقوف کر دیا تو عاتکہ نے اپنی کنیز کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ آپ میرے پاس آئیں میری وہ کیفیت اب ختم ہو گئی ہے (یعنی سابقہ شوہر کی محبت کی وجہ سے آپ سے سرد مہری سے پیش آنا)۔

اور جب حضرت عمرؓ روزہ کی حالت میں ہوتے تھے تو کبھی کبھی عاتکہ ان کا سر چوم لیتی تھیں مگر وہ انہیں روکتے نہیں تھے۔

اکثر عاتکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد جانے لے لیے اجازت طلب کیا کرتی تھیں تو وہ جواب میں ان سے یہی کہا کرتے تھے کہ :

عاتکہ تم تو جانتی ہو کہ مجھے تمھارا گھر میں رہنا زیادہ پسند ہے...

Marfat.com

تو عاتکہ ان سے یہی کہا کرتی کہ.. میں آپ سے اجازت لینا بند نہیں کروں گی.. اور جب وہ ان سے اجازت طلب کیا کرتیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں روکتے نہیں تھے..

وہ اکثر مسجد نبوی جایا کرتی تھیں مگر حضرت عمرؓ کو یہ بات ناگوار گذرتی تھی..

عاتکہ سے کسی نے کہا کہ امیر المؤمنین کو تمھارا بار بار مسجد جانا پسند نہیں تو وہ یہی کہتی کہ جب تک وہ مجھے جانے سے منع نہیں کردیں گے میں جانا نہیں چھوڑوں گی مگر حضرت عمرؓ کو انہیں زبردستی روکنا پسند نہیں تھا۔

ایک مرتبہ بحرین سے سے مشک اور عنبر کی سوغات حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کی گئی تو انہوں نے بے اختیار اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش: کوئی بالکل صحیح وزن کا اندازہ رکھنے والی عورت ہو جو اس عطر کا صحیح صحیح وزن کر سکے تاکہ یہ خوشبو مسلمانوں میں تقسیم کی جاسکے۔

تو عاتکہ بولیں کہ..

میں وزن کا صحیح اندازہ رکھتی ہوں مجھے دے دیں میں وزن کردوں گی۔

مگر حضرت عمرؓ نے انکار میں سر ہلایا کہ نہیں!!

عاتکہ نے انکار کی وجہ پوچھی تو وہ بولے کہ.. مجھے ڈر ہے کہ تم یہ خوشبو خود کو ضرور لگاؤ گی اور اس طرح مسلمانوں کی حق تلفی ہوگی۔

جب حضرت عمرؓ مسجد میں شہید کردیئے گئے تو عاتکہ انہیں یاد کرکے بہت روتی تھیں اور ان کے فراق میں اشعار پڑھا کرتی تھیں۔

اس کے بعد زبیر بن العوام نے ان سے شادی کرلی.. عاتکہ یہ شرط رکھی تھی کہ وہ انہیں مسجد جانے سے نہیں روکیں گے.. جب وہ مسجد جانے کے لیے تیار ہوتیں تو زبیر بن العوام ان سے کہتے: کہ قسم خدا کی مجھے تمہارا جانا پسند نہیں تو عاتکہ کہتیں.. تو مجھے جانے سے منع کردو میں رک جاؤں گی.. مگر نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد کہتے کہ میں تمہیں کیسے روک سکتا ہوں جب کہ میں نے تمھاری شرط قبول کرلی تھی۔

Marfat.com

ایک دن زبیر بن العوام رات کے اندھیرے میں اس راستے پر چھپ کر بیٹھ گئے کہ جس سے گذر کر عاتکہ ان کی بیوی مسجد جایا کرتی تھی.. جب وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی جانے لگیں اور ان کے پاس سے گزریں تو انہوں نے ان پہلو پر ہاتھ مارا.. عاتکہ ایک دم پیچھے پلٹ گئی.. اور واپس اپنے گھر لوٹ گئیں.. پھر اگلے دن جب ان کے مسجد جانے کا وقت آیا مگر وہ نہیں گئیں تو زبیر نے ان سے پوچھا:

کیا بات ہے؟ تم نماز پڑھنے کیوں نہیں جارہی ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا.. لوگ بہت خراب ہو گئے ہیں.. قسم خدا کی میں اب اپنے گھر سے نہیں نکلوں گی۔

حضرت زبیر بن عوام جان گئے کہ انہوں نے جو کیا ہے وہ اس کے مطابق کہہ رہی ہیں تو وہ بولے..

پریشان مت ہو عمرو کی بیٹی..

اور انہیں اصل بات بھی بتادی۔

جنگِ جمل کے موقع پر زبیر بن عوام شہید کردیے گئے.. عاتکہ نے ان کی یاد میں بھی المیہ اشعار کہے۔

باپ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیر نے عاتکہ بنت زید کو کہلوایا.. کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں آپ بنی عدی کی عورت ہیں اور ہم بنی اسد کی قوم ہیں اگر آپ ہماری مال و دولت میں شریک ہو گئیں تو یہ مناسب نہ ہوگا..

عاتکہ بنت زید نے جواب دیا کہ.. اے ابو بکر (عبداللہ بن زبیر) آپ مجھے جو بھیجیں گے وہ مجھے قبول ہوگا۔

تو عبداللہ بن زبیر نے انہیں اسی ہزار درہم بھجوائے جو انہوں نے خوشی قبول کر لیے۔

عاتکہ بنت زید کی عدت پوری ہونے کے بعد ابوالحسن نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ: اے رسول اللہ ﷺ کے عم زاد کے بیٹے.. میں قتل ہو

Marfat.com

نے سے آپ کی ضمانت لیتی ہوں.
اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عاتکہ بنت زید سے شادی کر لی اور پھر حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی انتقال ہو گیا.. اور یہ عاتکہ کے آخری شوہر تھے۔

نوٹ : حضرت عاتکہ کے حالات ان کی شریعت مطہرہ سے شدید وابستگی کا ایک بیّن ثبوت ہیں کہ انہوں نے پے در پے اپنی بیوگی کے صدمات برداشت کیے، مگر خود کو شریعتِ مطہرہ کے تابع رکھا۔ کسی بشری تقاضے کے ہاتھوں بے بس ہو جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف شریعت مطہرہ کے حکم کے آگے اپنا سر خم کرتے ہوئے خود کو عقدِ ثانی بلکہ ثالث، رابع اور خامس تک لیے آمادہ رکھا۔

Marfat.com

Marfat.com

حبیبہ بنت خارجۃ

ان کا پورا نام حبیبہ بنت خارجۃ بن زید یا پھر حبیبہ بنت زید بن خارجۃ خزرجیہ تھا۔اُن کی والدہ کا نام خولہ بنت عمرو بنت قیس بن امرئ القیس تھا اور وہ سعد بن ربیع کی بہن اور حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیوی تھیں.

ایک دن ایک آدمی نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنی کسی ضرورت کیلئے بلایا اور پھر انھیں ایک راستے پر چھوڑ دیا جس سے وہ خود گزرنا پسند نہیں کرتا تھا.. تو ابو بکر نے کہا: کہ تم یہ راستہ چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟

وہ آدمی بولا: اس راستہ پر کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جن کے پاس سے گزرتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے..

تو ابو بکر بولے: تم مجھے ایسے راستے پر چلنے کے لئے کہتے ہو جس پر چلنے سے خود شرماتے ہو؟ اب میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا.. اور اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں وہ سب سے زیادہ پاکیزہ صفت شخص تھے۔

ایک دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کعبہ مشرفہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے.. وہیں پر زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ امیۃ بن ابی الصلت ان کے قریب سے گزرے اور پوچھا.. اے خیر و بھلائی کے دلدادہ کیسے ہو؟

تو زید بن عمرو بن نفیل نے جواب دیا: خیریت سے ہوں۔

تو امیہ بن ابی الصلت نے پھر پوچھا.. کیا تمہیں (تمہارا مطلوب) مل گیا؟

تو زید بن عمرو بولے: نہیں۔

تو امیہ بن ابی الصلت چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

Marfat.com

قیامت کے روز در حقیقت ہر دین بیکار ہو گا علاوہ اس کے جو اللہ نے اپنی مشیت سے قائم و دائم رکھا۔
اور قیامت کے روز اللہ کے نزدیک ہر مذہب جھوٹا ہو گا علاوہ دین حنیفیہ کے۔

پھر امیہ بن ابی الصلت بولے کہ :
وہ نبی جس کا ہم لوگوں کو انتظار ہے وہ یا تو ہم میں سے ہو گا (یعنی بنی ثقیف سے) یا پھر تم میں سے ہو گا (یعنی اہل مکہ سے)۔
ابو بکر بن ابی قحافہ نے ان دونوں کی یہ گفتگو سنی.. جبکہ اس سے پہلے انہوں نے کسی ایسے نبی کے بارے میں کبھی نہیں سنا تھا جس کا لوگوں کو اتنی بے چینی سے انتظار ہو.. تو وہ وہاں سے نکل کر ورقہ بن نوفل کی طرف روانہ ہو گئے.. جو علم کی طلب اور جستجو میں بے تحاشہ کتابوں کا مطالعہ کر چکے تھے اور ان کی بے چین نظریں اکثر و بیشتر آسمان کی وسعتوں میں کچھ ڈھونڈتی رہتی تھیں۔ اور ان کا دل بتوں کی عبادت سے بیزار ہو چکا تھا۔
ابو بکرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے مل کر.. امیہ بن ابی صلت اور زید بن عمرو بن نفیل کے بیچ میں ہونے والی گفتگو ان کے سامنے دہرائی تو ورقہ بن نوفل بولے :
ہاں میرے بھتیجے ہم اہل علم ضرور ہیں مگر وہ نبی جس کا سب کو انتظار ہے وہ عرب کی سب سے اونچی نسل والی قوم سے ہیں... اور تمہاری قوم حسب و نسب میں سب سے اعلیٰ ہے۔
اور ابو بکرؓ علم الانساب کے ماہر تھے۔ بولے : اے چچا.. اور وہ نبی کیا کہے گا؟
تو ورقہ بن نوفل بولے :
وہ نبی وہ کچھ کہے گا جو اس سے کہا گیا ہو گا.. وہ نہ تو کسی پر خود ظلم کرے گا اور نہ اس پر کوئی ظلم کر سکے گا اور نہ کسی ظلم پر اعانت کرے گا۔
اور جب ابو بکرؓ اٹھارہ سال کے ہوئے.. تو وہ محمد بن عبد اللہ کے ساتھ.. جو اس وقت بیس سال کے تھے.. تجارت کے غرض سے ملک شام روانہ ہوئے.. اور وہاں پہنچنے کے بعد ایک جگہ ٹھہرے۔ وہاں ایک بیری کا درخت تھا.. تو محمد اس درخت

Marfat.com

کے سائے تلے بیٹھ گئے اور ابو بکرؓ.. ایک عیسائی راہب "بحیرا" سے کچھ پوچھنے کے لیئے چل پڑے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو "بحیرا" نے درخت کی طرف اشارہ کر کے پوچھا.. وہ آدمی کون ہے جو درخت کے سائے تلے بیٹھا ہوا ہے ؟

تو ابو بکرؓ نے جواب دیا.. وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔

تو "بحیرا" بے ساختہ بولا کہ یہ تو قسم خدا کی نبی ہیں۔!! کیونکہ عیسیٰ بن مریم کے بعد اس درخت کے سائے میں محمد کے علاوہ اور کوئی نہیں بیٹھا.. تو ابو بکر کے دل میں سچائی اور یقین نے گھر کر لیا۔

ابو بکر بن ابی قحافہ کہتے ہیں.. کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی تائید کی.. مردوں میں سب سے پہلے ایمان والے حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ صرف لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ وہ غلام خرید کر انہیں اللہ کے نام پر آزاد کر دیتے تھے تو ان کے والد نے ان سے کہا :..

اے میرے بیٹے میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور اور نادار لوگوں کو خرید کر آزاد کرتے ہو.. اگر تم بجائے ان کے مضبوط اور طاقتور خرید کر انہیں آزاد کرو تو وہ تمہاری کام بھی آئیں گے اور تمہاری حفاظت بھی کریں گے :

تو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا..

والد محترم.. مجھے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے سوا اور کچھ نہیں چاہیئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے سات لوگوں کو خرید کر آزاد کیا جو سب کے سب اللہ کی راہ پر قدم رکھنے کے جرم میں طرح طرح کے عذاب سہہ رہے تھے.. جیسے.. بلال بن رباح، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، النہدیہ اور ان کے بیٹے، بنی مؤمل کی جاریہ، اور اُمّ عبیس کو۔

اور حضرت ابو بکر کا رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں سب سے زیادہ وقت گزرا... اور انہوں نے ان کے ساتھ مکّہ سے مدینہ منورہ کے لئے ہجرت بھی کی.. اور پھر ابو بکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ نے حبیبہ بنت خارجۃ الانصاری سے شادی کرلی۔
مدینہ پہنچنے کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان دوستی کرائی.. تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور خارجۃ بن زید کے درمیان بھی دوستی کرائی۔
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے وزیر تھے۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ما من نبی الاله وزیر ان من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السمآء فجبریل ومیکائیل وا ما وزیرا ی من اهل الارض فا بو بکرؓ وعمرؓ.

ہر نبی کیلئے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں.. تو آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر تو جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دونوں وزیر ابو بکر اور عمرؓ ہیں۔

حضرت ابو بکر نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شرکت فرمائی۔
خارجہ بن زید رسول اللہ ﷺ کی مجلس کا ذکر تے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کی مجلس بڑی پُر وقار ہوا کرتی تھی.. اور اس مجلس کی سب سے زیادہ باوقار شخصیت آپ ﷺ کی ذات تھی .. آپ ﷺ زیادہ تر خاموش رہا کرتے تھے.. اور ضرورت کے وقت ہی گفتگو فرماتے تھے.. اور اگر کوئی ناپسندیدہ بات کہہ دیا کرتا تھا تو آپ ﷺ منہ پھیر لیتے تھے.. آپ ﷺ کی ہنسی ایک ہلکا سا تبسم تھا.. آپ ﷺ کی گفتگو بڑی واضح اور جامع ہوا کرتی تھی.. ادھوری یا طویل نہیں.. آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی ہنسی بھی آپ ﷺ کے سامنے مسکراہٹ کی شکل میں ہوتی تھی.. آپ ﷺ کے احترام اور آپ ﷺ کی اقتدا میں۔
ایک دن کا ذکر ہے.. کہ آپ ﷺ صبح اٹھے اور فجر کی نماز ادا کی.. پھر بیٹھ گئے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی.. کہ یکایک نبی کریم ﷺ بے ساختہ ہنس پڑے اور اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہے پھر انہوں نے ظہر.. عصر.. اور مغرب کی نمازیں ادا کیں.. مگر اس دوران

Marfat.com

بھی ابو القاسم ﷺ نے کوئی بات نہیں کی اور خاموش ہی رہے۔۔ یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر اٹھ کر اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے۔

لوگوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھئے کہ آخر کیا بات ہے؟ آج انہوں نے ایسا کام کیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔

تو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بولے: کہ ٹھیک کہتے ہو۔

پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

عرض علی ما هو کا ئن من امر الدنیا والآ خرة فجمع الاولون والآخرون بصعیدٍ واحد حتی انطلقوا الی آدم علیه السلام والعرق یکاد یلجمهم فقالو ا:یا آدم انت ابو البشر اصطفا ك الله اشفع لنا إلی ربك فقال :لقد لقیت مثل الذی لقیتم انطلقوا إلی ابیکم نوح.

" اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوْ حًا وَآلَ اِبرَاهِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ" .(آل عمران:۳۳).

فینطلقون الی نوح علیه السلام .... الی آخر الحدیث

دنیا و آخرت کے کل معاملات میں جو کچھ رونما ہوگا وہ میرے سامنے پیش کیا گیا۔۔ اور سارے اگلے اور پچھلے لوگوں کو ایک ساتھ ایک میدان میں جمع کیا گیا۔۔ پھر سب کے سب اپنے اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: کہ اے آدم۔۔ آپ نوعِ بشر کے باپ ہیں۔۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چُنا ہے۔۔ اللہ عزّوجل کے دربار میں ہماری شفاعت کر دیجئے۔۔ تو آدم علیہ السلام نے فرمایا۔۔ مجھ پر وہی کچھ بیت رہا ہے جو تم لوگوں پر۔۔ جاؤ اپنے باپ نوح کے پاس جاؤ۔۔

" اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوْ حًا وَآلَ اِبرَاهِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ" .(آل عمران:۳۳).

Marfat.com

"بے شک اللہ نے چُن لیا ہے تمام عالمین پر آدم، نوح، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران علیہم السلام کو"

تو پھر سارے کے سارے نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے.. کہ اللہ کے حضور ہماری شفاعت فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چُنا اور فضیلت عطا فرمائی اور آپ کی دعا قبول فرمائی اور روئے زمین پر کوئی کافر نہیں چھوڑا.. تو وہ فرمائیں گے :.. یہ میرے بس کی بات نہیں.. تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا دوست قرار دیا ہے.. تو پھر سب کے سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے : یہ میرے بس کی بات نہیں.. تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ.. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے گفتگو فرمائی تھی.. تو پھر سب کے سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے.. یہ میرے بس کی بات نہیں.. تم لوگ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتے ہیں اور مُردوں کو زندہ کر دیتے ہیں.. تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے : یہ میرے بس کی بات نہیں.. ہاں تم لوگ بنی نوع انسانی کے سردار کے پاس جاؤ کہ قیامت کے روز جب زمین پھٹے گی تو سب سے پہلے انہیں کو باہر نکالا جائے گا.. جاؤ محمد ﷺ کے پاس جاؤ.. وہی تمہارے خدا کے ہاں تمہاری شفاعت کریں گے.. تو وہ لوگ جبریل علیہ السلام کے پاس جائیں گے.. تو جبریل علیہ السلام اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے.. اور عرض کریں گے.. ان کو اجازت دیں اور جنت کی بشارت دیں.. پھر جبریل علیہ اسلام انہیں لے کر چلیں گے تو آپ ﷺ سجدہ میں گر جائیں گے تو .. اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہو گا :

یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع واشفع تشفع ......

اے محمد.. اپنا سر اٹھاؤ.. اور کہو.. سنے جاؤ گے.. اور شفاعت کرو شفاعت.. تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی

Marfat.com

پھر آپ ﷺ سجدہ ریز ہو جائیں گے.. تو جبریل علیہ السلام انہیں بانہوں سے تھام لیں گے..!!

پھر اللہ تعالیٰ ان کو دعا کا وہ انداز عطا فرمائیں گے جو اس سے پہلے کسی انسان کو عطا نہ ہوا ہو.. تو آپ ﷺ فرمائیں گے.. اے میرے خدا.. آپ نے مجھے آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار بنایا مجھے اس پر کوئی غرور نہیں.. آپ نے مجھے قیامت کے روز زمین پھٹنے کے بعد اس سے باہر آنے والا پہلا شخص قرار دیا اور مجھے کوئی غرور نہیں.. یہانتک کہ حوضِ کوثر پر آنے والوں کی تعداد.. صنعاء اور شام کے درمیان بسنے والوں سے زیادہ ہو گی پھر ارشاد ہو گا: کہ صدیقین کو بلایا جائے وہ آکر شفاعت کریں گے.. پھر ارشاد ہو گا کہ: انبیاء کو بلایا جائے تو کچھ نبی اپنے ساتھ جماعت لیکر آئیں گے.. اور جماعت کی تعداد دس سے بیس یا چالیس کے درمیان ہو گی۔ اور کچھ اپنے ساتھ پانچ اور چھ لیکر آئیں گے اور کچھ تنہا آئیں گے.. پھر ارشاد ہو گا کہ: شہیدوں کو بلایا جائے.. پھر شہید آئیں گے اور جس کی چاہیں گے شفاعت کریں اور جب شہید ایسا کر لیں گے.. تو اللہ عزّوجل کا ارشاد ہو گا کہ:

میں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں..

ہر وہ شخص جس نے میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کیا وہ جنت میں داخل ہو جائے.. تو وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے.. پھر اللہ عزّوجل کا ارشاد ہو گا: کہ ذرا دوزخ پر بھی نظر ڈالو.. کیا اس میں کوئی ایسا ہے جس نے کوئی نیکی کی ہو.. تو دوزخ میں ایک شخص ملے گا.. اس سے پوچھا جائے گا.. کیا تم نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ تو وہ کہے گا نہیں. علاوہ اس کے کہ میں خرید و فروخت کے معاملے میں لوگوں کو معاف کر دیا کرتا تھا.. تو اللہ عزّوجل کا ارشاد ہو گا.. کہ میرے اس بندے کو بھی معاف کر دیا جائے جیسے یہ میرے اور بندوں کو معاف کیا کرتا تھا۔

پھر دوزخ سے دوسرا آدمی نکالا جائے گا.. اور اس سے کہا جائے گا.. کیا تم نے

Marfat.com

کبھی کوئی نیکی کی ہے ؟ تو وہ کہے گا.. نہیں.. علاوہ اس کے کہ میں نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا پھر مجھے سُرمے کی مانند باریک پیس کر سمندر پہ جا کر ہوا میں اڑا دینا۔ تو اللہ عزّوجل نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ آپ کے ڈر سے: تو باری تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ: سب سے زیادہ عظیم بادشاہ کی سلطنت اور اس جیسی دس سلطنتیں تمہاری ہیں.. تو وہ شخص کہے گا: آپ بادشاہ ہو کر میرا مذاق کیوں اڑاتے ہیں؟ بس اسی بات پر دوپہر کو مجھے ہنسی آگئی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور خارجہ بن زید کے ساتھ جنگ احد میں حصہ لیا اور اسی جنگ میں خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یا ابابکر اذا دخلتم المساجد فارتعوا فیها فان ریاض الجنة المساجد فاکثروا فیها الرتع :سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر لا حول ولا قوة الا باللہ .

اے ابوبکرؓ! جب تم مسجدوں میں داخل ہوا کرو تو اس میں قیام کیا کرو کہ مساجد جنت کی کیاریاں ہوتی ہیں تو اس میں قیام کثرت سے کیا کرو:

سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ.

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

اتمشی امام من هو خیر منك ؟ ان ابا بکر خیر من طلعت علیه الشمس و غربت.

کیا تم اپنے سے بہتر اور افضل آدمی کے آگے چلتے ہو؟ کیونکہ ابوبکر وہ شخص ہیں جن سے بہتر انسان پر سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا۔

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق ،بنی قریظہ ، صلح حدیبیہ ،اور قضاء عمرہ میں شرکت فرمائی۔ . اور آپ ﷺ نے اپنے خادم ربیعہ بن کعب الاسلمی کو زمین عطا فرمائی۔

دونوں میں ربیعہ بن کعب کی زمین کی حد بندی میں اختلاف ہو گیا۔ . اور ان کے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔ . ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوئی ناپسندیدہ لفظ کہہ دیا اور بعد میں انہوں نے بڑی ندامت محسوس کی۔ .
اور ربیعہ سے کہا:

کہ تم بھی مجھے ایسا ہی جواب دو تاکہ تمہارا بدلہ پورا ہو جائے۔
مگر ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا:
تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہ تمہیں ایسا کہنا پڑے گا ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری شکایت کروں گا !
تو ربیعہ بن کعب بولے: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا.

ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین ٹھکرا کر نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑے۔ . ان کے پیچھے پیچھے ربیعہ بن کعب بھی چل پڑے۔ راستے میں انہیں بنی اسلم کے کچھ لوگ ملے اور کہنے لگے: اللہ رحم کرے ابوبکر پر آخر وہ رسول اللہ ﷺ سے تمہاری کس چیز کی شکایت کرنے گئے ہیں۔ . جبکہ انہوں نے تمہیں وہ کچھ کہا جو انہوں نے کہا۔
تو ربیعہ بن کعب الاسلمی بولے:

کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ابوبکر صدیق ہیں۔ . غار میں نبی ﷺ کے ساتھی۔ . اور ان کو اسلام میں بڑی بزرگی حاصل ہے۔ . اگر انہوں نے مڑ کر دیکھ لیا کہ تم لوگ مجھے ان کے خلاف اکسا رہے ہو تو وہ ناراض ہو جائیں گے اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں گے تو وہ بھی ان کی ناراضگی دیکھ کر ناراض ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ناراض دیکھ کر مجھ سے ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ تو پھر ہلاک ہو جائے گا۔ تو وہ لوگ بولے:

Marfat.com

تو پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے ؟

ربیعہ بن کعب بولے : واپس چلے جاؤ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جانب چل پڑے تو ربیعہ بھی تنہا ان کے پیچھے چل پڑے .. یہانتک کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے .. اور جو کچھ ہوا من وعن بیان کر دیا .. تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا : اے ربیعہ تمہارے اور صدیق کے درمیان کیابات ہوئی ؟

تو ربیعہ بن کعب بولے : اے اللہ کے رسول معاملہ اس اس طرح ہوا اور ابوبکر نے مجھے ایسا لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گذرا ..

توانہوں نے مجھ سے کہا : کہ تم بھی ایسا کہو جیسا میں نے تمہیں کہا ہے اور اپنا بدلہ لے لو۔

توابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اجل فلا ترد علیه ولکن قل : غفر اللہ لك یا ابا بکر

بالکل تم اسکا جواب مت دو، لیکن یہ کہہ دو .. کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں۔

توابوبکر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔

ایک دن حضور اکرم ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طرح سے داخل ہوئے .. کہ ایک آپ ﷺ کے داہنی طرف تھے اور دوسرے آپ ﷺ کے بائیں طرف اور آپ ﷺ نے دونوں کے ہاتھ تھام رکھے تھے .. اور فرمایا :

"ہم لوگ قیامت کے روز اسی طرح اٹھائے جائیں گے"

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا :

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی محبوب ترین ہستی کون ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : "عائشہ"

تو عمرو بن عاص ؓ بولے : اور مردوں میں ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : "اس کے والد"

تو عمرو بن عاص ؓ نے پھر دریافت کیا : اور پھر کون ؟

Marfat.com

تو نبیِ صادق و مصدوق ﷺ نے فرمایا: "عمر بن خطاب"
عمرو بن عاصؓ نے پھر پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ابو عبیدہ بن جراح"
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ، حنین، اور طائف کے محاصرہ میں حصہ لیا.. اور جنگ تبوک میں آپ نے ہی پرچم لیکر قیادت کی تھی۔
۹ ھ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا.. اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا.. کہ اس سال کے بعد کوئی بھی مشرک حج نہیں کرے گا.. اور حرم میں کوئی بھی برہنہ حالت میں طواف نہیں کرے گا۔
ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آنحضور ﷺ کو دیکھتے تھے تو آپ ﷺ کی شان میں یوں گویا ہوتے:
آپ امین ہیں، مصطفیٰ ہیں، چاند کی چاندنی کی طرح کہ جس سے سارے اندھیرے چھٹ گئے۔
آنحضرت ﷺ نے صاف الفاظ میں نہیں مگر اشاروں ہی اشاروں میں بتادیا تھا کہ ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے.. وہ ایسے کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کچھ دریافت کرنے کے لیے.. تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: پھر آنا۔
تو وہ عورت بولی.. کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں واپس آئی اور آپ نہ ملے تو؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں تمہیں نہ ملا تو ابو بکر تمہیں مل جائیں گے"۔
اور جب آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع کے لیے نکلے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ نیز جب آنحضرت ﷺ بسترِ علالت پر تھے اور آپ ﷺ کا مرض شدّت اختیار کر چکا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں"
تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں:
اے اللہ کے رسول ﷺ... وہ بہت نرم دل انسان ہیں اگر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوئے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

Marfat.com

مگر آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ:
"ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"
حضرت عائشہؓ پھر واپس آگئیں تو آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا کہ:
"کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں کہ تم سب (عورتیں) یوسف والیاں ہو"۔

اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنی شروع کردی اور آپ ﷺ نے انکی تکبیر سن لی تو غصہ کی حالت میں سر اُٹھا کر فرمایا:
کہاں ہیں ابنِ ابی قحافہ؟ نہیں... نہیں... نہیں کیونکہ اللہ عزّوجل اور مسلمانوں کو ابوبکر کے سوا کوئی اور منظور نہیں..
ابوبکر ہی مسلمانوں کو نماز پڑھائیں۔
کیا یہ واضح ثبوت نہیں ہے اس بات کا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام میں سب سے افضل اور برتر ہیں.. اور خلافت اور امارت کے سب سے زیادہ حقدار بھی؟؟۔

آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ کے انصار "سقیفہ بنی ساعدہ" میں.. سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے.. تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو وہ عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما کے ساتھ وہاں پہنچے اور فرمایا.. یہ کیا ہو رہا ہے؟
تو انصار بولے: ایک امیر آپ میں سے.. اور ایک امیر ہم میں سے۔
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا.. کہ ہم میں سے .. یعنی مہاجرین میں سے امیر ہوں گے.. اور تم میں سے یعنی.. انصار میں سے ان کے وزیر ہوں گے۔
پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے تم لوگوں کے لئے اس امت کے امانت دار کے طور پر ان دونوں آدمیوں عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو منظور کیا ہے۔
پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا.. کہ تم میں سے کون یہ

Marfat.com

گوارا کرے گا کہ ان قدموں کو پیچھے لوٹائے جن قدموں کو نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھایا تھا؟

اور یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر باقی لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔

مگر کچھ انصار نے کہا.. کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم اور زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین کے سلسلے میں مصروفیت کی وجہ سے اس بیعت میں شریک نہ ہو سکے۔

اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

میں اپنی تلوار کو میان میں نہیں ڈالوں گا جب تک کہ حضرت علی کی بیعت نہیں ہو جاتی:

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا.. کہ اس کی تلوار لو اور پتھر پر دے مارو۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا.. آپ نے ہمارے سارے معاملات بگاڑ دیئے.. اور ہمارا انتظار نہیں کیا.. اور ہمارے یعنی بنو ہاشم کے کسی حق کی رعایت نہیں کی۔

اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا.. ایسا نہیں ہے.. مگر مجھے فتنہ پھیلنے کا ڈر تھا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اور جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصبِ خلافت سنبھال لیا.. تو ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا: مال و دولت کی ذمہ داری میری.. اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا.. کہ عدل انصاف کے تقاضے میں پورے کروں گا.. مگر پورے ایک سال تک حضرت عمرؓ کے پاس کوئی دو آدمی بھی لڑتے ہوئے نہیں آئے۔

حضرت علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم نے کتابت کے فرائض سنبھال لیے تھے۔

Marfat.com

اور جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پھیلی .. تو دلوں میں نِفاق پیدا ہو گیا، لوگوں میں پھوٹ پڑنے لگی، بہت سے قبائل مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے سر اُٹھانے لگے.. اور اس موقع کا فائدہ اٹھانے کی سوچنے لگے.. لوگوں کا اسلام پر قائم رہنا مشکل ہو گیا یہی وجہ تھی کہ مکہ، مدینہ اور طائف کے مکینوں.. اور اُعراب کے مہاجروں اور بعض اسلام کے قرضداروں جیسے کہ عبدالقیس وغیرہ کے علاوہ کوئی بھی اسلام پر قائم نہیں رہا۔

ان حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور مرتدین کی سرکوبی کے لیے فوجیں تیار کرنی شروع کر دیں.. انہوں نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ بن خویلد الاسدی کے پاس بھیجا.. اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کے پاس یمامہ کے لیے روانہ کر دیا.. اور انہیں کے پیچھے پیچھے انہوں نے شرحبیل بن حسنہ کو بھی روانہ کر دیا.. جب وہ لوگ مسیلمہ کے معاملے کو نمٹا چکے تو قضاعہ کی طرف روانہ ہو گئے، مہاجر بن ابی امیہ کو اسود العنسی کی فوج کی طرف صنعاء یمن کے لیے روانہ کر دیا، حذیفہ بن محصن کو اھل دبا کی سرکوبی کے لیے عمان روانہ کر دیا، عرفجہ بن ھرمہ کو مہرۃ بھیجا، سوید بن مقرن کو تہامہ یمن کی طرف روانہ کیا، علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا، حذیفہ بن حاجز کو بنی سلیم اور ھوازن کی طرف بھیجا، عمرو بن عاص کو قضاعہ کی طرف بھیجا، خالد بن سعید کو شام کے لیے روانہ کیا اور اس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ کو سر اُٹھانے سے پہلے ہی کچل کر رکھدیا۔

اس کے بعد انہوں نے روم اور فارس کی طرف اپنی فوجیں روانہ کیں جنہوں نے حیرہ، انبار اور عین التمر کو فتح کیا۔

بصریٰ وہ پہلا شہر تھا جو بلادِ شام میں خالد بن ولید اور اہل عراق کے ہاتھوں فتح ہوا۔

ایک اعرابی خلیفۂ اول کے پاس آیا اور بولا :

کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں ؟

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا.. نہیں.. تو وہ اعرابی بولا :

تو پھر آپ کیا ہیں ؟

Marfat.com

تو خلیفہ اول نے جواب دیا:
اُن کے بعد باقی رہ جانے والا ہوں۔
ایک دن صہیب بن سنان الرومی خلیفہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس سے گذرے تو ان سے منہ پھیر کر کترا کر گذرنے لگے.. ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا.. کیا بات ہے اس طرح منہ پھیر کر کیوں جا رہے ہو؟ کیا تم تک میری کوئی ناپسندیدہ بات پہنچی ہے؟
تو صہیب رومی رضی اللہ عنہ بولے:
نہیں قسم خدا کی: نہیں: بلکہ: میں نے آپ کے بارے میں ایک ایسا خواب دیکھا ہے جو مجھے پسند نہیں آیا۔
ابو بکر رضی اللہ عنہ خواب کی تعبیر دینا جانتے تھے.. بولے:
تم نے خواب میں کیا دیکھا؟ خدا تمہیں اس خواب کی بھلائی سے نوازے اور اس کے شر سے بچائے.. اس مین ہمارے لیے خیر ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو.. اور شکر ہے اللہ رب العالمین کا.. اب اپنا خواب سناؤ تو صہیب بن سنان بولے:
میں نے دیکھا کہ آپ ایک انصاری کے دروازے پر کھڑے ہیں اور آپ کا ہاتھ آپ کی گردن سے بندھا ہے۔
تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
بہت اچھا خواب دیکھا ہے تم نے.. اس کی تعبیر یہ ہے کہ: اللہ عزّوجل نے قیامت کے دن تک کے لیے میرا دین محفوظ کر لیا ہے۔
ایک روز ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنھا کا میٹھا کھانے کو دل چاہا.. انہوں نے اپنے شوہر سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا.. تو انہوں نے جواب دیا:
ہمارے پاس اُسے خریدنے کی گنجائش نہیں۔
تو حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنھا بولیں! کہ میں روزمرہ کے اخراجات میں سے کچھ دن تک بچت کروں گی تاکہ میٹھا خرید سکوں۔

Marfat.com

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: کہ ہاں ایسا کر لو۔

اور جب انہوں نے ایسا کرنا شروع کیا تو بہت دنوں میں جا کر کہیں تھوڑی سی بچت ہوئی۔ اور جب انہوں نے میٹھا خریدنے کے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس بچت کا ذکر کیا تو انہوں نے ان سے وہ پیسے لیے اور واپس بیت المال میں لوٹا دیے اور کہا:

اس کا مطلب ہے کہ یہ ہماری ضرروت اور خرچ سے زیادہ ہے۔

اور پھر انہوں نے اپنے اخراجات میں سے اتنی مقدار کم کر دی جتنی ان کی بیوی نے روز تھوڑی بچائی تھی.. اور جو اب تک ان کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ آتا رہا تھا وہ انہوں نے بیت المال میں موجود اپنے حصے میں سے ادا کیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا۔ کہ وہ مدینہ میں رہنے والی ایک بوڑھی عورت کا بہت خیال رکھتے تھے.. اور روز رات کو جا کر اس کے کام کاج نمٹاتے تھے اور کھانے پینے کا خیال رکھتے تھے.. مگر وہ جب بھی اس کے پاس پہنچتے تھے انہیں پتہ چلتا تھا کہ اُن سے پہلے کوئی اور آ کر اس کے سب کام نمٹا گیا ہے.. تو حضرت عمرؓ نے یہ سوچ کر کہ وہ شخص ان پر سبقت نہ لے جائے.. اس بوڑھی عورت کے گھر کے کئی چکر لگائے اور اس کا کام کیا.. آخر کار انہوں نے اس شخص کا پتہ چلا لیا جو اِن سے پہلے آ کر سب کام کر جاتا تھا.. اور وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:

مجھے قسم ہے کہ وہ آپ ہی ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں " خزیرۃ " بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ (خزیرہ ایک کھانے کا نام ہے جس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پانی میں اچھی طرح گلائے جاتے ہیں اور پھر اس پر آٹا چھڑ کا جاتا ہے) اس وقت آپ کے ساتھ حارث بن کلدہ بھی وہیں موجود تھے.. دونوں وہ "خزیرہ" کھانے لگے کہ اچانک حارث بن کلدہ بولے:

اے رسول اللہ کے خلیفہ کھانے سے اپنا ہاتھ اٹھا لیجیے.. کہ قسم خدا کی اس میں پورے

Marfat.com

سال کے برابر زہر بھرا ہوا ہے جس سے میں اور آپ ایک ہی دن میں مر سکتے ہیں۔
ایک دن خلیفۂ اول نے درخت پر ایک پرندہ کو بیٹھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے:

خوش نصیب ہے تو اے پرندے.. !! قسم خدا کی میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں بھی تیری طرح ایک پرندہ ہوتا.. جو درخت پر کُودتا پھرتا ہے.. اور کھجور کھاتا ہے اور پھر اُڑ جاتا ہے.. تیرا نہ حساب کتاب ہوتا ہے.. نہ کسی عذاب کا خوف۔

پھر کہتے.. کہ قسم خدا کی میرا دل چاہتا ہے کہ میں راستے میں کھڑا ایک درخت ہوتا.. اور اونٹ میرے پاس سے ہو کر گزرتا۔ اور مجھے لیکر اپنے منہ میں رکھتا.. اور کھاتا.. اور خوب چباتا.. اور پھر فضلہ کی شکل میں مجھے نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا.. !!

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دیدی تھی مگر پھر بھی اللہ عزّوجل سے ڈر اور خوف کا یہ عالم تھا۔
اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے.. اور ان کا جسم کمزور ہوتا چلا گیا.. مگر اس کے باوجود انہوں نے یرموک کی طرف فوجیں روانہ کیں۔

ایک دن بہت ٹھنڈ تھی کہ.. ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل فرمالیا.. جس کی وجہ سے انہیں بخار آگیا.. اور وہ پورے پندرہ روز تک نماز پڑھانے نہ جاسکے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں.. تو آپ کے گھر والوں نے آپ سے کہا:

اے اللہ کے رسول کے خلیفہ: کیا آپ کو دیکھنے اور علاج کرنے کے لیئے کسی طبیب کو نہ بولیں؟

تو خلیفہ اول بولے:

میرے طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔

تو حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔ کہ انہوں (طبیب) نے آپ سے کیا کہا؟
جس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: اس نے کہا ہے کہ..

Marfat.com

اِنِّی فَعَّالٌ لِمَا اُرِیْدُ

میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں

تو حبیبہ بنت خارجہ ان کا مطلب سمجھ گئیں اور خاموش ہو گئیں۔

جب خلیفۂ اول قریب المرگ تھے تو بولے کہ:

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں یہ آیت پڑھی۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (الفجر ۲۷،۲۸)

اے اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ: یہ آیت کتنی پیاری ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابو بکر تمھاری موت کے وقت فرشتہ تم سے یہی کہے گا۔

پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ سے کہا:

بیٹی میں نے تمہیں ایک باغ عطا کیا تھا جو آج مال اور ورثہ ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں.. تو تم لوگ اللہ کی کتاب قرآن کی روشنی میں سے آپس میں بانٹ لینا۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں:

قسم خدا کی اگر ایسا اور ایسا ہوتا تو میں اسے چھوڑ دیتی.. مگر ایک تو اسماء ہو گئی یہ دوسری کون ہے؟

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے:

جو حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے.. مجھے لگتا ہے کہ وہ لڑکی ہو گی.. تم اسکا خیال رکھنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

میں ایسا ہی کروں گی۔

پھر وہ ان کے سرہانے بیٹھ گئیں اور یہ شعر پڑھا:

وکل ذی ابل سیوردھا وکل ذی سلب لابد مسلوب

Marfat.com

اور ہر اونٹ والا ایک دن اس کو گھاٹ پر لے جاتا ہے۔ اور جس کے پاس بھی مال ہوتا ہے ایک نہ ایک دن اس سے لے لیا جاتا ہے۔

دراصل یہ شعر "وکل ذی ابل یوما موردھا" تھا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے شعر کا مفہوم سمجھ گئے اور بولے:

ایسے نہیں بیٹی بلکہ ایسے جیسے کہ اللہ عزّوجل نے ارشاد فرمایا:

"وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ" (ق: ۱۹)

اور آگئی موت کی سختی سچ مچ

تو حضرت عائشہ گویا ہوئیں :۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجھه فمال الیتامی عصمة للارامل

اور وہ (آنحضور ﷺ) سفید چہرے والا ہے۔ بارش طلب کی جاتی ہے اس کے وسیلے سے وہ یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے

تو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ بولے:

کہ وہ رسول ﷺ ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آخری الفاظ یہ تھے:

تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ

(اے اللہ) مجھے حالت اسلام میں وفات عطا فرما اور نیکوں کاروں سے ملادے.

حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ دس راتیں تھی۔

انتقال کے وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔

جب ان کا انتقال ہو گیا۔ تو شہر مکہ ہل کر رہ گیا.. ان کے والد نے پوچھا: یہ کیا ہوا؟

تو لوگوں نے بتایا۔ کہ آپ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔

تو وہ بولے: ان کے بعد ان کی جگہ کون سنبھال لے گا؟

کہا گیا.. کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

تو ابو قحافہ بولے: ان کے دوست اور ساتھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خواب سچ ہو گیا.. اور ان کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ کے

Marfat.com

یہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی اور ان کا نام اُمّ کلثوم رکھا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اساف بن عتبہ بن عمر نے حبیبہ بنت خارجہ سے شادی کرلی۔

Marfat.com

اُمّ الخیر

اُمّ الخیر : جلیل القدر صحابی جندب بن جنادۃ (ابو ذر غفاری) رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

ایک دن ابو ذر اور ان کے بھائی انیس اپنے گھر کے سامنے بیٹھے تھے کہ اتنے میں ان کے سامنے مکہ کا ایک آدمی آیا تو ابو ذر نے اس سے پوچھا : مکہ کی کوئی خبر؟
تو وہ آدمی بولا :

جی ہاں.. مکہ میں ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے.. اور وہ اپنی قوم کے خداؤں سے بیزار ہے اور کسی اور کی عبادت کے لیے دعوت دیتا ہے۔
ابو ذر یہ خبر سنتے ہی کچھ بے کل سے ہو گئے.. جب وہ آدمی چلا گیا تو وہ اپنے بھائی انیس کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے کہ :

تم فوراً اس وادی میں جاؤ اور اس آدمی سے ملو جو اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ کہ اس کے لیے آسمان سے خبر آتی ہے.. وہ جو کہتا ہے غور سے سنو اور اس سے بات کرو اور مجھے آکر اس کے بارے میں سب کچھ بتاؤ۔

تو انیس ایک اونٹ پر سوار ہو کر اُمّ القریٰ (مکہ) کی جانب چل دیے اور ادھر ابو ذر نہایت بیتابی سے اپنے بھائی کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے اور جیسے ہی ان کے بھائی واپس آئے وہ دوڑ کر انکے پاس گئے اور پوچھا کیا خبر لائے ہو؟
تو انیس بولے : قسم خدا کی میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بھلائی کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ نے اسے بھیجا ہے اور میں نے

Marfat.com

دیکھا کہ وہ ساری اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے۔

تو ابوذر غفاری بولے :

لوگ اُن کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟

تو انیس بولے :

لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے، جادوگر ہے، دیوانہ ہے۔ مگر قسم خدا کی وہ سچا ہے جب کہ لوگ جھوٹے ہیں۔

تو ابوذر بولے کہ :

کہ ان سب باتوں سے میری پوری طرح تسلّی نہیں ہوئی میری مدد کرو کہ میں خود مکّہ جاکر دیکھوں۔

تو انیس انہیں خبردار کرتے ہوئے بولے .. وہ تو ٹھیک ہے .. مگر تم مکّہ والوں سے ہوشیار رہنا۔

ابوذر نے فوراً اپنی تیاری شروع کردی۔ اور ساتھ میں کچھ کھجوریں پانی کا ایک مشکیزہ اور چھڑی لی۔ اورامّ القریٰ (مکہ مکرمہ) کی طرف روانہ ہو گئے مکّہ پہنچ کر وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنے لگے، جبکہ وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنے لگے، جبکہ وہ انہیں پہچانتے بھی نہیں تھے اور نہ ہی لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھنا مناسب لگا یہانتک کہ رات ہو گئی تو وہ وہیں مسجد میں ہی لیٹ گئے کہ علی بن ابی طالب نے انہیں دیکھ لیا اور سمجھ گئے کہ جندب بن جنادہ اس شہر میں اجنبی ہے تو علی بن ابی طالب بولے :

میرے خیال سے تم اجنبی ہو ؟

تو ابوذر غفاری بولے : جی ہاں !

تو علی بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ :

میرے ساتھ گھر چلو :

وہ انہیں لیکر "خدیجہ بنت خویلد" کے گھر کے مہمان خانے میں لے آئے۔ اس دوران دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی

Marfat.com

توابوذر غفاری پھر مسجد واپس آ گئے اور نبی کریم ﷺ کی تلاش شروع کر دی.. نہ تو کسی سے ان کے بارے میں پوچھا اور نہ ہی کسی نے ان کو کچھ بتایا۔ جب رات ہو گئی تو وہ وہیں لیٹنے کی تیاری کرنے لگے کہ حضرت علی پھر وہاں سے گذرے اور بولے :

کیا تمہیں ابھی تک اپنا ٹھکانہ نہیں ملا؟

توابوذر غفاری بولے :

نہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب بولے کہ : اچھا میرے ساتھ چلو۔

دونوں پھر چل دیئے.. ابوذر نے اپنی رات گذاری۔ اور صبح ہوتے ہی نبی کریم ﷺ کی تلاش میں پھر مسجد طرف چل دیئے.. جب دن ڈھل گیا اور رات نے اپنے پردے گھرے کرنے شروع کر دیئے تو حضرت علی پھر وہاں سے گذرے اور ابوذر سے بولے :

میرے ساتھ آؤ :

اور دونوں خاموشی سے چل دیئے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت علی گویا ہوئے : کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ تمہاری یہاں آمد کا کیا مقصد ہے؟

ابوذر غفاری نے جواب دیا :

اگر مجھ سے وعدہ کرو کہ تم مجھے صحیح راستہ دکھاؤ گے تو میں بولوں؟

تو علی بن ابی طالب نے فرمایا : میں ایسا ہی کروں گا۔

اس پر ابوذر غفاری کہنے لگے کہ :

ہم نے سنا تھا کہ یہاں کہ ایک شخص ہے جو اپنے نبی ہونے کا دعویدار ہے.. تو میں نے اپنے بھائی کو اس سے ملنے کے لیے بھیجا اور وہ مل کر واپس بھی آ گیا.. مگر مجھے اس کی باتوں سے پوری طرح تسلی نہیں ہوئی تو میں خود اس سے ملنے چلا آیا۔

تو حضرت علی فوراً بولے :

وہ ایک حقیقت ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اب جبکہ تمہیں صحیح بات پتہ

Marfat.com

چل گئی.. تو اب تم میرے ساتھ آؤ.. جہاں جہاں میں جاؤں میرے ساتھ رہنا .. اور جوں ہی مجھے کوئی ایسا آتا ہوا محسوس ہوا جس سے تمہیں خطرہ ہو سکتا ہے تو میں فوراً دیوار کا سہارا لیکر ایسے ظاہر کروں گا جیسے میں اپنی چپل درست کر رہا ہوں اور تم وہاں سے چلے جانا۔

وہ دونوں چل دیئے یہاں تک کہ ابوذر غفاری رسول ﷺ تک پہنچ گئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے:

السلام علیکم:

یہ وہ پہلی تحیت تھی جو اسلام میں سکھائی گئی تھی.. تو جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وعليك السلام ورحمة الله وبركاته..

تم کون ہو؟

تو ابوذر غفاری بولے: میں غفار قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ انہیں بار بار تعجب سے دیکھنے لگے... تو ابوذر اپنے دل ہی دل میں کہنے لگے: کیا ان کو میرا غفار قبیلے سے متعلق ہونا ناگوار گزرا؟

پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم یہاں کب سے ہو؟

تو ابوذر بولے: تین دن سے میں یہاں ہوں۔

تو آپ ﷺ نے پوچھا: تو تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا؟

تو ابوذر غفاری نے جواب دیا: آبِ زمزم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

تو رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تو بڑا مبارک ہے اور کھانے کا کھانا ہے۔

ابوذر غفاری نے کہا: آپ جو کچھ کہتے ہیں مجھے سنائیے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کوئی شعر تو نہیں جو تمہیں سناؤں یہ تو قرآن کریم ہے"

تو ابوذر لغفاری بولے: تو پھر مجھے پڑھ کر سنائیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے.. جو کچھ ان کے خدا نے ان پر نازل فرمایا تھا وہ پڑھنا شروع کر دیا.. اور ابوذر غفاری مبہوت ہو کر بڑے غور سے سننے لگے۔ پھر رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے آپ پر اسلام پیش کیا اور دعوت دی تو ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمۂ شہادت

اشهدان لااله الا الله واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله

پڑھا.. پھر انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر آپ ﷺ سے مصافحہ کیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر اپنی زبان اور دل سے بیعت کی۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا :

اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ اور انہیں سب کچھ بتاؤ.. اور مکہ والوں سے اپنی بات چھپا کر رکھنا کہ "مجھے ان کی طرف سے خطرہ ہے"۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بولے :

قسم اس ذات پاک کہ جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے.. میں ان سب کے درمیان چیخ چیخ کر یہ بات بتاؤں گا۔

پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل کر مسجد آئے.. اور بلند آواز میں مخاطب ہوتے ہوئے بولے :

اے قریش کے لوگو!

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ سنتے ہی لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور بری طرح مار مار کر ان کو زمین پر گرا دیا کہ اتنے میں آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب اُدھر آنکلے اور جب انہوں نے یہاں یہ حال دیکھا تو ایکدم آگے بڑھے اور ڈھال بن کر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر جھک گئے اور لوگوں سے بولے :

تباہی ہو تم لوگوں پر.. کیا غفار قبیلہ کے آدمی کو مارنا چاہتے ہو جبکہ تمہاری تجارت اور تمہاری گذرگاہ غفار قبیلہ ہی ہے۔

تو قریش کے سردار فوراً بولے :

نہیں ہم یہ نہیں چاہتے : کہ غفار ہماری شام جانے والی تجارت میں رکاوٹ پیدا کرے اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ غفار کے کسی آدمی کا ہمارے یہاں کوئی بدلہ ہو۔

Marfat.com

پھر عباس رضی اللہ عنہ ابوذر غفاری کو اُن سے بچانے کے بعد انہیں تسلّی تشفّی دینے لگے.. مگر اگلے ہی روز ابوذر غفاری پھر دوبارہ وہیں واپس آئے اور زم زم سے غسل کرنے کے بعد حرم کی طرف روانہ ہو گئے.. اور وہاں پہنچ کر پھر بلند آواز میں اعلان کیا: اے قریش کے لوگو!

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

قریش کے لوگ پھر اُن پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور پھر عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آکر ان کی جان بچائی.. اور جب ابوذر کو ہوش آیا تو وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور رسول ﷺ کی جانب چل دیئے.. اور بڑے مطمئن دل کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے.. اور غفار واپس جانے کی اجازت مانگی.. تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا.. "مجھے توجہ دلائی گئی ہے ایک ایسی زمین کی طرف جو کھجور کے درختوں سے بھر پور ہو گی اور میرے خیال سے وہ یثرب کے سوا اور کوئی نہیں.. تو کیا تم اپنی قوم تک میرا پیغام پہنچادو گے؟ ہو سکتا ہے اللہ عزّوجل تمہاری ذات سے انہیں فائدہ پہنچائیں اور تمہیں اجر و ثواب سے نوازیں تو جندب بن جنادہ بولے:

میں ایسا ضرور کروں گا۔

پھر ابوذر غفاری مکّہ سے نکل کر جب اپنے بھائی انیس سے ملے تو انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

کیا کر کے آئے ہو؟

تو ابوذر لغفاری رضی اللہ عنہ جواب دیا:

میں اسلام لے آیا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

تو انیس بولے:

مجھے تمہارے دین سے کوئی بیزاری نہیں.. میں بھی اسلام لاتا ہوں اور تائید کرتا ہوں۔

پھر وہ دونوں اپنی والدہ کے پاس آئے تو انہوں نے ابوذر سے پوچھا: کیا دیکھا تم نے؟

Marfat.com

تو ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے :۔
میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے.. جو مروّت میں اپنی قوم میں سب سے افضل ہے.. اخلاق میں سب سے بہتر ہے.. لوگوں سے ملنے جلنے میں سب سے بڑھ کر ہے.. اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنے میں سب سے بہتر ہے اور امانت، دیانت داری اور علم و متانت میں سب سے بڑھ کر ہے، اپنی گفتگو میں سب سے سچا ہے.. اور برائی و دل آزاری سے سب سے زیادہ دور ہے.. اور اس کی قوم نے اُسے "الامین" کا خطاب دے رکھا ہے.. وہ بڑی نرمی اور محبت سے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے.. گناہوں اور برائیوں سے روکتا ہے.. اور میں نے گواہی دیدی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں.. اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں.. اور میں بھی اسلام لے آیا ہوں اور میرا بھائی بھی۔
تو ان کی والدہ بولیں :
مجھے تم دونوں کے دین سے کوئی بیزاری نہیں.. میں بھی اسلام لاتی ہوں اور تائید کرتی ہوں۔
پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی (اُمّ الخیر) کو سب باتیں بتائیں.. کہ اُمّ القریٰ (مکہ) میں کیا کیا ہوا..!! تو وہ قریش کے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں.. اور پھر بولیں :

مبارک ہو ابوذر.. آپ بڑے خوش نصیب ہیں.. کہ آپ نے رسول ﷺ کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں..۔ ہم تو انہیں اسوقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تک ہمارے پاس ان کے ظاہر ہونے کی اطلاع نہ پہنچ جائے.. تا کہ پھر ہم ان سے ملنے جا سکیں.. پھر اُمّ الخیر رضی اللہ عنہا نے بھی کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور اسلام لے آئیں۔

پھر ابوذر غفاری اپنے لوگوں کے پاس آئے.. تو وہ انہیں قبیلہ کے سردار (خفاف بن رحضۃ) کے پاس بیٹھے ہوئے ملے.. تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس بیٹھ کر انہیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتانے لگے اور انہیں اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنے لگے.. یہاں تک کہ خفاف بن رحضۃ اسلام لے

Marfat.com

آیا.. اور پھر بہت سے لوگوں نے اپنے سردار کی دیکھا دیکھی میں اسلام قبول کر لیا.. اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی تو یہ تمنا تھی.. کہ پورا غفار اسلام لے آئے لیکن کچھ لوگوں نے کہا:

اگر محمد یہاں آئے تو ہم اسلام لے آئیں گے ..

پھر ابوذر رضی اللہ عنہ ہر طرح سے اس کوشش میں لگے رہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ساری خبریں ملتی رہیں.. جب بھی مکہ سے سوار آتے تھے.. وہ آپ ﷺ کے بارے میں سوال کرتے تھے.. اور اُس وقت تو ابوذر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی اُمّ الخیر کے دل خوشی سے معمور ہو گئے.. جب انہیں یہ پتہ چلا کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے.. اور آپ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام یثرب کے لیے ہجرت کر گئے ہیں۔

اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دوست اور ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے نکل چکے ہیں.. اور غفار کی طرف ہی آرہے ہیں.. تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی پوری قوم کو لیکر نکل پڑے.. آگے آگے خود تھے.. اور پھر سب لوگ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر بے چینی سے آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

اور جب آپ ﷺ تشریف لے آئے.. تو غفار کے جو لوگ اسلام لے آئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا.. اور پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور خفاف بن رحضۃ آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت فرمائی.. اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے لگے.. یہانتک کہ غفار کے سب ہی لوگ اسلام لے آئے۔

اور پھر ابوذر اور ان کی بیوی اُمّ الخیر رضی اللہ عنھما بھی ہجرت کر گئے.. ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں لگے رہتے تھے.. کہ ایک دن.. انہوں نے رسول ﷺ کو نماز میں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدة: ۱۱۸)

Marfat.com

اگر آپ انھیں عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔اور اگر آپ انہیں بخش
دیں تو آپ غالب حکمت والے ہیں۔

اور جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا.. کہ یارسول اللہ ﷺ.. آپ اسی ایک آیت کو پڑھتے رہے اور رکوع اور سجدہ کرتے رہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فانی سا لت الله الشفاعة فاعطانيها وهی نائلة ان شآء الله لمن لا يشرك بالله عزّ وجل

پس میں نے اللہ تعالیٰ سے شفاعت طلب کی تو انہوں نے مجھے عطا فرما دی اور اگر اللہ نے چاہا تو یہ شفاعت ہر اس شخص کو ملے گی جو اللہ عزّوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔

ایک رات رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا۔

ايكم يلقاني على الحال الذيی ا فار قه عليها؟

تم میں سے کون مجھ سے اُسی حال میں ملے گا جس حال میں میں اُسے چھوڑ کر جاؤں گا تو سب کے سب صحابہ خاموش رہے:

اور ابوذر رضی اللہ عنہ بولے: میں..

تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے سچ کہا" پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

ما ا ظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء على ذی لهجة اصدق من ابی ذر

ابوذر سے زیادہ سچا لہجہ رکھنے والے آدمی پر نہ تو کسی درخت نے سایہ کیا اور نہ ہی کسی زمین نے اُٹھایا۔

ایک روز ابوذر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہر وہ بندہ کہ جس نے.. لاا له ا لا اللہ کہا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اُسی حالت میں.. تو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

اگرچہ اس نے زنا کیا ہو؟ اور چوری کی ہو تب بھی؟

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے جواب دیا :

" وإن زناوإن سرق "

چاہے اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا :

چاہے اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی ؟

تو آپ ﷺ نے جواب دیا :

"وإن زناوإن سرق"

کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو تب بھی۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا :

اگر اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی ؟

تو آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا :

"وإن زناوإن سرق علی رغم انف ابی ذر"

چاہے اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی.. چاہے ابوذر اس کو پسند کریں یا نہ کریں

پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا۔ " یہ بہترین موضوع ہے.. جو چاہے کم کرلے.. جو چاہے زیادہ کرلے۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا :

اے اللہ کے رسول ﷺ ان میں سے بہتر کیا ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"جُھْدٌمن مُقِل اَوْسِرٌ إلی فقیر"

ایک کام کرنے کی محنت

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا : یارسول اللہ ﷺ سب سے پہلے نبی کون تھے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : آدم علیہ السلام۔

Marfat.com

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: یارسول اللہ ﷺ.. کیا وہ نبی تھے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ وہ نبی مکلّم تھے"۔ یعنی کہ وہ ایسے نبی تھے کہ جن سے اللہ عزّوجل نے گفتگو فرمائی تھی۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: اور پیغمبر کتنے ہیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تین سو اور کچھ"۔

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی یہ بتایئے کہ آپ پر سب سے زیادہ عظیم چیز کیا نازل ہوئی؟

تو آپ ﷺ نے جواب دیا: "آیت الکرسی"

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی کوئی بھی مجلس ہو کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے.. اور کبھی نہ ختم ہونے والے آنحضرت ﷺ کے چشمۂ فیض سے علم وحکمت کے موتی چنتے اور سیراب ہوتے رہتے تھے.. اور جب اپنے گھر واپس لوٹتے تھے تو ساری باتیں پھر اپنی بیوی کو بتاتے تھے۔

ایک دن ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا.. اے اللہ کے نبی ﷺ سب سے بہتر اور افضل عمل کون سا ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ کی ذات پر ایمان، اور اللہ کی راہ میں جہاد (ایمان باللہ عزوجل وجهاد فی سبیله)

تو پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مؤمنوں میں سب سے زیادہ مکمل ایمان کس کا ہوگا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو سب سے بہتر اخلاق والا ہوگا"۔ (احسنهم اخلاقاً)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پھر پوچھا: یارسول اللہ ﷺ مومنین میں سے کون سب سے اچھا مسلمان ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

من سلم الناس من لسانه ویده.

"وہ کہ جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے لوگ محفوظ رہیں"۔

Marfat.com

توابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا :.. "اے اللہ کے نبی ﷺ کون سی ہجرت سب سے افضل ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ جو گناہوں اور برائیوں کو ترک کردے"۔

توابوذر غفاری نے پھر دریافت کیا : یارسول اللہ ﷺ کون سی نماز سب سے افضل ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : "لمبی نماز"۔ (طول القنوت)

ابوذر غفاری پھر بولے : اے اللہ کے نبی ﷺ روزے کیا ہیں ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : ایسا فرض جس کا بہت ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کئی گنا موجود ہے۔ (فرض مجزی وعنداللہ اضعاف کیثرة)

توابوذر غفاری نے پھر پوچھا : " یارسول اللہ ﷺ کون سا جہاد سب سے افضل ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"جس میں کسی کا گھوڑا مارا جائے اور وہ خود بھی شہید ہو جائے"۔(من عقر جواده و اهریق دمه)

ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا : یارسول اللہ ﷺ کون سی جان افضل ہے ؟

آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ جو قیمت میں سب سے زیادہ ہو اور اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت والی ہو "۔ (اغلاهاثمناً وانفسها عند ربها)

ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر بولے : یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت فرمایئے !

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"میں تمہیں تقوی اختیار کرنے اور اللہ عزّوجل کے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں.. کیونکہ تقویٰ ہی.. سارے معاملات کی بنیاد ہے۔ (اوصیك بتقوی الله فهی رأس الا مر کله)

توابوذر رضی اللہ عنہ پھر بولے : اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے مزید اور کچھ بتائیے !

تو آپ ﷺ نے فرمایا : "قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو.. کہ وہ تمہارے لیئے زمین پر نور بن کر رہے گا.. اور آسمان پر تمہارا ذکر بن کر"۔

" علیك بتلاوة القرآن فهو نور لك فی الا رض وذکرلك فی

Marfat.com

السمآء "۔

توابوذر غفاری پھر بولے :یارسول اللہ ﷺ مجھے مزید کچھ اور بتایئے !

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"إياك وكثرة الضحك فإنه يميت القلب ويذهب بنور الوجه".

زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنا.. کہ اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے "۔

توابوذر غفاری پھر بولے :یارسول اللہ ﷺ مجھے اور کچھ بتایئے !

تو آپ ﷺ نے فرمایا..

"عليك بالصمت إلا من خير فإنه مطردة للشياطين عنك وعون لك على امر دينك "

اچھی اور بھلی بات کے علاوہ خاموشی اختیار کرو کہ اُس سے شیاطین تم سے دور بھاگیں گے .. اور وہ تمہارے دینی معاملات سے تمہاری مددگار ثابت ہوگی "۔

توابوذر رضی اللہ عنہ پھر کہا.. یارسول اللہ ﷺ مجھے اور کچھ بتایئے !

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

احب المساكين وجالسهم.

اور مسکینوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرو "۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا :یارسول اللہ ﷺ مجھے مزید اور کچھ بتایئے !

"انظر إلى من تحتك ولا تنظر إلى من فوقك فإنه اجدر الا تزدرى نعمة الله عنك ".

اور اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والے کو کبھی نہ دیکھو۔

توابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا :اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے کچھ اور بتایئے !

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

"صل قرابتك وإن قطعوك".

Marfat.com

"اپنے عزیزاور رشتہ داروں سے میل جول رکھو چاہے وہ تم سے نہ ملیں"۔
توابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے اور کچھ بتائیے!
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
ہمیشہ سچ بولو چاہے وہ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ ہو۔ اور اللہ عزّوجل کے معاملے میں کسی برا بھلا کہنے والے کی پرواہ نہ کرو"۔
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اور کچھ بتائیے!
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یردك عن الناس ماتعرف من نفسك ولاتجدعليهم فيما تاتى وكفى به عيباً ان تعرف من الناس ماتجهل من نفسك اوتجد عليهم فيما تاتى.

اگر تمہیں اپنے عیب اور کمزوریاں نظر آجائیں تو تم تو دوسروں کے عیوب کی طرف نہ دیکھو۔ اور انسان کے عیب دار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ لوگوں کے عیبوں پہ نظر رکھے اور اپنے عیوب سے بے خبر رہے۔
اور پھر آپ ﷺ نے ابوذر غفاری کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا:۔

یااباذر لاعقل کالتدبیر ولاورع کالکف- الکف عن المحارم ولاحسن کحسن الخلق.

"اے ابوذر.. تدبیر کی طرح کوئی عقل نہیں، گناہوں اور محرمات سے بچنے جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں.. اور حسن اخلاق جیسا کوئی حسن نہیں"۔
اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے معلّم اور استاد کی ساری نصیحتیں، وصیتیں، اور ارشادات ذہن نشین کر لیے.. اور اپنے گھر لوٹ آئے تاکہ اپنی بیوی تک بھی یہ ساری باتیں پہنچادیں۔
اور ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: اے ابوذر کیا کرو گے تم؟ اگر تم نے ایسے امیر اور گورنر دیکھے جو مال غنمت کو زیادہ فوقیت دیتے ہوں؟"
توابوذر رضی اللہ عنہ نے بلاتردد جواب دیا: تو پھر تو قسم اس ذات پاک کی کہ

Marfat.com

جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنی تلوار سے وار کروں گا۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتادوں؟
تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بولے: بالکل یارسول اللہ ﷺ۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اس وقت تک صبر کرنا جب تک کہ تم مجھ سے آکر نہ مل جاؤ۔
تو ابوذر رضی اللہ عنہ پھر بولے:
یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ وصیت کیجئے!
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اوصیك بتقوىٰ الله فی سر امرك وإذا اسات فاحسن ولا تسالن احداً شیئاً وإن سقط سوطك ولا تقبض امانة.

"میں تمہیں وصیت کرتا ہو کہ اپنے تمام معاملات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اگر کوئی برائی تم سے سرزد ہو جائے تو فوراً نیکی کرو.. اور کسی سے بھی ہرگز کچھ مانگنا مت چاہے تمہارا کوڑا ہی کیوں نہ گرپڑے اور کبھی کسی کی امانت پر قبضہ مت کرنا"۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ پھر بولے: مجھے اور کچھ بتائیے یارسول اللہ ﷺ۔

اتق الله حیثما کنت واتبع السیئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن".

جہاں کہیں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو.. اور اگر کوئی برائی سرزد ہو جائی تو فوراً کوئی نیکی کرڈالو کہ اس سے برائی مٹ جائے گی.. اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

'تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پھر کہا.. اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے اور بھی کچھ بتائیے!
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

زر القبور تذکر بها الآخرة واغسل الموتىٰ فإن معالجة جسد خاو موعظة بلیغة وصل علىٰ الجنائز لعل ذلك یحزنك فإن الحزن فی

Marfat.com

ظل اللہ یتعرض کل خیر

فرمایا آپ نے ﷺ کہ: ”قبروں کی زیارت کرتے رہا کرو کہ اس سے آخرت یاد آتی ہے.. مُردوں کو نہلایا کرو کہ ایک کھوکھلے جسم کا علاج بڑا سبق آموز ہوتا ہے.. اور جنازوں پر نماز پڑھا یا کرو کہ شاید یہ تمہیں غمزدہ کردے.. کہ اللہ کے سائے میں غم کرنا اپنے اندر ہر بھلائی لیے ہوئے ہوتا ہے“۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے اور بھی کچھ بتایئے!

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یااباذر احکم السفینة فإن البحر عمیق واستکثر الزاد فإن السفر طویل وخفف ظھرك فإن العقبة کؤود واخلص العمل فإن الناقد بصیر“۔

اے اباذر.. اپنی کشتی کو قابو میں رکھو.. کہ سمندر بہت گہرا ہے.. اور زادراہ بڑھا کر رکھو کہ سفر بہت لمبا ہے.. اور اپنی کمر کا بوجھ ہلکا رکھو کہ راستہ دشوار گذار ہے.. اور عمل میں اخلاص شامل رکھو کہ ناقد دیکھ رہا ہے۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے اور بھی کچھ بتایئے!

تو آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا: ”اے اباذر.. کیا تمہاری نظر میں مال ودولت کی کثرت ہی امارت ہے؟“

تو ابوذر رضی اللہ عنہ بولے: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تو مال ہی تمہاری نظر میں فقرو غربت ہے؟

تو ابوذر رضی اللہ عنہ بولے: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إنما الغنی غنی القلب والفقر فقر القلب۔

بلکہ امیری دل کی امیری ہے اور غریبی دل کی غربت ہے

Marfat.com

اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا :

اسمع واطع ولو لعبد مجدوع الانف فان صنعت مرقة فاکثر ماءها ثم انظر إلى اهل جيرانك فاصبهم منها بمرقتك وصل الصلاة لوقتها.

سنو اور اطاعت کرو چاہے وہ کسی ناک کٹے ہوئے غلام کی ہی کیوں نہ ہو.. اور اگر تم یخنی بناؤ اور تو اس میں پانی زیادہ رکھو.. اور پھر اپنے پڑوسیوں پر نظر ڈالو.. اور ان کو اپنی یخنی پلاؤ.. اور نماز کو وقت پر پڑھا کرو۔

اور پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا :

یارسول اللہ ﷺ.. اعمال میں سب سے افضل عمل کون سا ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

ادخالك السرور على مؤمن اشبعت جوعته اوسترت عورته او قضيت لها حاجته.

ایسے کسی مؤمن کو خوشی دینا کہ جس کی تم نے بھوک مٹائی ہو.. یا اُس کا ستر ڈھانپا ہو.. یا اُس کی کوئی حاجت اور ضرورت پوری کی ہو"۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا :

یارسول اللہ ﷺ سارا اجر و ثواب تو امیر لوگ لوٹ کر لے گئے.. ہم نماز پڑھتے ہیں تو وہ بھی نماز پڑھتے ہیں.. ہم روزہ رکھتے ہیں تو وہ لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں، اور ان کے پاس زائد مال و دولت بھی ہے جس سے وہ صدقہ کرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس صدقہ میں دینے کے لیئے کچھ نہیں"۔

تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا :

"اے ابوذر کیا میں تمہیں ایسے الفاظ نہ سکھادوں جنہیں پڑھنے سے تم اپنے اوپر سبقت لے جانے والوں سے جا کر مل جاؤ.. اور تم تک وہی پہنچ سکے جو تم جیسا عمل کرے"۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ بولے : کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

تینتیس بار "اللہ اکبر"

Marfat.com

اور تینتیس بار "سبحان اللہ"

اور تینتیس بار "الحمد للہ"

پڑھو اور

"لاإلٰہ إلا اللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمدوھوعلی کلی شئی قدیر"

پر ختم کرو

تو امیر لوگوں کو بھی اس بات کی خبر ہو گئی.. اور وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور تکبیر، تسبیح، اور حمد انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا.. تو ابوذر رضی اللہ عنہ بولے: یارسول اللہ ﷺ ان لوگوں نے بھی وہی پڑھنا شروع کر دیا جو ہم پڑھتے تھے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ذلك فضل اللہ یؤ تیہ من یشاء وعلی کل نفس فی کل یوم صدقة فضل بصرك للمنقوص بصرہ صدقة وفضل سمعك للمنقوص سمعہ صد قة وفضل شدة ذراعيك للضعيف لك صدقة فضل شدة ساقيك الملهوف صدقة وإ رشادك سائلاً این فلان فارشدتہ صدقة ورفعك العظام والحجرعن طريق المسلمين لك صدقة وامرك بالمعروف ونهيك عن المنكر لك صدقة ومباضعتك اهلك لك صدقة.

یہ تو اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہے عطا کر دے.. اور ہر روز ہر نفس پر ایک صدقہ ہوتا ہے۔ کم نگاہ والے کے لیئے تمہاری نگاہ ایک صدقہ ہے، کم سننے والے کے لیے تمہاری سماعت صدقہ ہے، کمزور اور بے بس کے لیئے تمہارے بازوؤں کی طاقت صدقہ ہے، مظلوم کے لیئے تمہاری ٹانگوں کی طاقت صدقہ ہے، کسی کا پتہ پوچھنے والے کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے، اور مسلمانوں کے راستے میں سے ہڈی اور پتھر ہٹانا صدقہ ہے، کسی نیکی کو حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اپنی بیوی سے جماع کرنا صدقہ ہے۔

ایک مرتبہ یہودیوں اور مسلمانوں میں کچھ اختلاف ہو گیا، تو یہودی یہ کہنے

Marfat.com

لگے :

بیت المقدس کعبہ سے زیادہ عظیم اور افضل ہے کیونکہ وہ نبیوں کی ہجرت گاہ رہا ہے اور مقدس زمین پر ہے۔ تو سلمان بولے :

کعبہ زیادہ افضل ہے۔

تو اللہ عزّ و جل نے یہ آیت نازل فرمائی

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (آل عمران ۹۶)

پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ بابرکت اور جہان کے لیے موجب ہدایت۔

بکہ : اس حصے کا نام جہاں پر اللہ کا گھر ہے۔ اور مکہ پورے شہر کا نام ہے۔

بکہ : مسجد ہے اور مکہ سارا حرم ہے۔

ایک دن ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اور آنحضرت ﷺ سے زمین پر قائم ہونے والی پہلی مسجد کے بارے میں دریافت کیا :

تو آپ ﷺ نے فرمایا : ”مسجد حرام“

پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا : پھر کون سی ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا : ” مسجد حرام“

تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ان دونوں کے درمیان مدّت کتنی ہے ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

”اربعون عاماً ثم الارض لك مسجد فحیثما ادر کتك الصلاۃ فصل “

چالیس سال اور اس کے بعد پوری زمین تمہارے لیئے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت آپہنچے تو نماز پڑھ لو“

ایک دن ابوذر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ :

یارسول اللہ ﷺ میں بھی اونٹنی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

Marfat.com

"لاتا من عُیَیْنَۃَ بن حصن و ذویہ یغیر واعلیك"

" عیینۃبن حصن اوراس کے ساتھیوں کا کوئی بھروسہ نہیں وہ تم پر حملہ کر سکتے ہیں"

مگرابو ذرر ضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" مجھے ایسالگ رہاہے.. جیسے کہ تمہارابیٹا قتل ہو گیاہے۔اور تمہاری بیوی لے جائی جا چکی ہےاور تم چھڑی کا سہارالیکرآرہے ہو"۔

مگرآپ ﷺ کے خبر دار کرنے کے بعد بھی ابو ذرر ضی اللہ عنہ اپنی خواہش پر اصرار کرتے رہے.. اورہر رات کو مغرب کے وقت وہ.. ان کے بیٹے، بیوی اُمّ الخیر اوران کا چرواہا گابھن اونٹنی کادودھ لیکرمدینہ واپس آجاتے تھے۔

ایک رات میں بنی فزارۃ کے کچھ لوگوں نے اونٹنی پر حملہ کردیا..اور ابو ذر غفاری کے بیٹے کو قتل کر دیااوران کی بیوی اُمّ الخیر کواٹھاکرلے گئے.. تو جلیل القدر صحابی سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا..اور کچھ دیر بعد ہی رسول اللہ ﷺاور مقداد بن عمرواور عباس بن بشر اور سعیدبن زیداور کچھ آپ ﷺ کے کچھ اور صحابہ بھی ان لوگوں کے پیچھے پہنچ گئے.. اورانہیں واپس لے آئے..اور ابو ذرر ضی اللہ عنہ چھڑی ٹیکتے ہوئے آگئےاور بولے :یارسول اللہ ﷺ مجھے تعجب ہے اپنے اوپر جبکہ اللہ کے نبی مجھ سے کہہ رہے تھے :کہ مجھے ایسا لگتاہے جیسے کہ تمہارابیٹا قتل کر دیا گیااور تمہاری بیوی کواٹھالے جایا گیا.. اور تم چھڑی کا سہارالیتے ہوئے آرہے ہو۔ تو قسم خداکی وہی ہوا جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..وہ لوگ ہمارے سروں پر سوار ہو گئے تھے۔

ان کی اس بات پرآپ ﷺ بے ساختہ مسکرا اُٹھے۔اور ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے ان کوان کی بیوی اُمّ الخیر پیش کر دیں۔

اور ابو ذرر ضی اللہ عنہ اوران کی بیوی اُمّ الخیر نے آپ ﷺ کے ساتھ (صلح حدیبیہ) (بیعتِ رضوان)اورباقی واقعات میں حصہ لیااور جنگ تبوک کے موقع پرآپ ﷺ(روم) سے جنگ کرنے نکلے توابو ذرر ضی اللہ عنہ ایک اونٹ پر سوار ہوئے جو نہایت کمزور اور مریل تھااوراس سے چلا نہیں جارہاتھا.. جس کی وجہ سے ابو ذرر ضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

لوگوں سے پیچھے رہ گئے.. اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا اونٹ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تو وہ اس پر سے اترے اور اپنا سازوسامان اپنی کمر پر لادا اور رسول اللہ ﷺ کی فوج کے پیچھے چل دیئے۔

اور لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ابوذر پیچھے رہ گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑو.. اگر اُس میں کوئی بھلائی ہوئی تو اللہ اسے تم لوگوں تک پہنچادے گا اور اگر اُس کے علاوہ کچھ اور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے تمہاری جان چھڑوادی"۔

اتنے میں اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کی نظر پڑی.. تو وہ بولا یارسول اللہ ﷺ یہ ایک آدمی ہے جو راستے پر تنہا چل رہا ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم ابوذر ہی ہو (جاؤ)۔

اور جب وہ آدمی قریب آگیا تو لوگوں نے اُسے غور سے دیکھا اور بولے:

یارسول اللہ ﷺ یہ تو قسم خدا کی ابوذر ہی ہیں:

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

رحم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ

اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائیں.. (یہ) تنہا چلیں گے.. تنہا مریں گے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

اور جب رسول اللہ ﷺ مسکرانا چاہتے تھے تو ابوذر سے فرماتے تھے: "اے ابوذر مجھے اپنے اسلام کی ابتداء کے بارے میں بتاؤ"۔

تو ابوذر یوں گویا ہوتے تھے:

ہمارا ایک بت تھا جس کو "نہم" کہا جاتا تھا۔ ایک دن میں نے آکر اس کے لئے دودھ رکھا.. پھر جو میری نظر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ایک کتا وہ دودھ پی رہا ہے.. اور جب وہ فارغ ہو گیا تو اُس نے اپنی ٹانگ اٹھائی اور بت پر پیشاب کر دیا۔

تو میری زبان پر بے اختیار یہ اشعار آگئے:

Marfat.com

(ترجمہ).. اے (نُہم) آج مجھے پتہ چلا کہ میرے قرب سے زیادہ تجھ سے دور اپنے میں ہی عزت ہے.. کہ میں نے ایک کتے کو تمہیں گندا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور تم اُسے روک بھی نہیں سکے۔

میری والدہ اُمّ ذر نے میرے یہ اشعار سن لیے تو بولیں:

کہ تو نے بہت بڑا جرم کیا ہے.. بڑا برا کیا جو نُہم کو برا بھلا کہا۔

مگر جب میں نے انہیں ساری بات بتائی تو وہ کہنے لگیں:

(ترجمہ).. اے ابن وھب ہمیں تو ایک رب کریم کی ضرورت ہے.. اور جس کو ایک کتا گندا کر جائے اور وہ اُسے روک بھی نہ سکے وہ ہمارا رب نہیں ہو سکتا.. اور پتھر کو پوجنے والا ذی ہوش نہیں بلکہ کم عقل ہوتا ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اُمّ ذر نے سچ ہی کہا کہ پتھر کو پوجنے والا ایک گمراہ کے سوا کچھ نہیں"

اور پھر رسول ﷺ کا دور گذر گیا.. اور اس کے بعد خلیفۂ اول اور پھر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا دور بھی زندگی کے فتنوں کو کچلتا ہوا گذر گیا۔ یہانتک کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی سچائی اور بہادری کے ساتھ ان امیروں اور گورنروں کے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہوئے جنہوں نے خراج اور مال غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا.. اور انہیں کسی کی پرواہ نہ رہی.. انہوں نے علی الاعلان لوگوں کو مخاطب کیا اور قرآن کی یہ آیات پڑھیں:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَايُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَاجِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَامَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْامَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

(التوبہ ۳۴..۳۵)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ

Marfat.com

نہیں کرتے ان کو اُس دن کے عذاب الیم کی خبر سنادو۔ جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اسکا مزہ چکھو۔

اور معاویہ بن ابی سفیان ان سے سخت ناراض ہوئے اور امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہ سب بتایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابوذر کو ہٹا کر ربذۃ بھیج دیا۔

ایک دن اُمّ الخیر سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھیں.. کہ ابوذر سے پوچھنے لگیں:

اے ابوذر یہ سورج کہاں چلا جاتا ہے؟

تو جندب بن جنادۃ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اُمّ الخیر.. ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اتدری این تذھب الشمس؟

کیا تمہیں پتہ ہے کہ سورج کہاں چلا جاتا ہے؟

تو میں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں..

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فإنها تذھب فتسجد تحت العرش ثم تستأ مر فيوشك ان يقال لها ارجعي من حيث جئت

کہ سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اگلے حکم کا انتظار کرتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ۔

جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا درد شدّت اختیار کر گیا.. تو اُمّ الخیر ان کی تیمارداری میں لگ گئیں.. وہ رات بھر جاگتیں اور ان کا خیال رکھتیں۔ اور جب وہ دردناک گھڑی آپہنچی اور ابوذر رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہونے لگا تو انہوں نے اپنی بیوی کی

Marfat.com

طرف دیکھا: تو وہ انہیں روتی ہوئی نظر آئیں.. انہوں نے اپنی بیوی سے پوچھا: تم کیوں روتی ہو؟

تو اُم الخیر بولیں: میں کیسے نہ روؤں؟ جبکہ تم اس ریگستان میں دم توڑ رہے ہو.. اور میرے بس میں اتنا بھی نہیں کہ میں تمہیں دفنادوں اور نہ ہی میرے پاس تمہیں کفنانے کے لیے کوئی کپڑا ہے:

تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:۷۸)

(اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔

اور پھر اپنی بیوی سے بولے:

تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ: میرے دوست ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مومنوں کی ایک جماعت میری موت دیکھے گی.. تو تم راستہ پر نظر رکھو..

تو اُم الخیر بولیں: ایسا کیسے ہوگا؟ جبکہ سارے حجاج یہاں سے جاچکے ہیں۔ (کیونکہ حجاج ربذۃ سے گذرتے ہوئے جاتے تھے) تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بولے: جاؤ اور راستہ پر نظر رکھو.. کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کا وعدہ ضرور پورا کریں گے.. تو اُم الخیر ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھنے لگیں.. اور پھر واپس آکر ان کی تیمارداری میں لگ گئیں.. تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ان سے پھر کہا: جاؤ اور دیکھو.

وہ پھر گئیں اور دیکھ کر واپس آگئیں اور بولیں.. کہ کیسے.. جبکہ سارے حجاج چلے گئے تو ابوذر رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے لیکن ناامید نہیں ہوئے انہیں پورا یقین تھا کہ مومنوں کا ایک گروہ ان کی موت میں ضرور شریک ہوگا.. جیسا کہ رسول ﷺ نے جنگ تبوک کے موقع پر فرمایا تھا: "تم اکیلے چلو گے.. اور اکیلے مروگے اور اکیلے ہی اٹھائے جاؤ گے"۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر اُم الخیر سے درخواست کی کہ وہ جاکر راستے پر نظر رکھیں.. تو وہ چلی گئیں اور پھر خوش خوش واپس آئیں اور بولیں.. میں نے کچھ

Marfat.com

لوگوں کو ادھر آتے دیکھا ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ اشک بھری آنکھوں سے بولے : الحمد للہ.. کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ اللہ عزّ وجل اپنے نبی ﷺ کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہونے دیں گے۔

اور پھر اُمّ الخیر چلی گئیں.. اور سامنے سے آتے ہوئے قافلے کو اشارہ کیا..

جب لوگوں کی نظر اُن پر پڑی تو انہوں نے پوچھا : کیا بات ہے ؟ اے اللہ کی بندی تمہیں کیا مسئلہ درپیش ہے ؟

تو اُمّ الخیر بولیں :

ایک مسلمان آدمی دم توڑ رہا ہے، کیا تم لوگ ان کے کفن اور دفن کا انتظام کرو گے ؟

تو وہ لوگ بولے : بالکل کر دیں گے.. مگر وہ ہے کون ؟

تو اُمّ الخیر بولیں : رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو ذر غفاری۔

اس قافلے میں جلیل القدر صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے وہ تیزی سے ان کی طرف آئے.. جب ابو ذر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو مسکرانے لگے اور بولے :

تمہارے لیے خوشخبری ہے..

مجھ سے میرے دوست ﷺ نے وعدہ کیا تھا کہ میں ایک صحراء میں دم توڑوں گا.. اور مومنوں کا ایک گروہ میری موت میں شریک ہوگا۔ پھر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روح اپنے پیدا کرنے والے کی طرف پرواز کی گئی، اور ان کے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ تھی.. جو کسی ایسے شخص کے ہی لبوں پر اُبھر سکتی ہے جس کی آنکھیں اپنے رب کی ملاقات سے ٹھنڈی ہوں.. اور جو اس دنیا سے اس طرح جائے کہ دنیا اپنی ساری خوبصورتی اور آرائش سے بھی اسکا کچھ نہ بگاڑ سکے اور جس نے ہر دنیا پر غلبہ پا لیا ہو۔ اور جب انہیں دفن کر دیا گیا تو عبداللہ بن مسعود بلک اُٹھے اور بولے :

رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا :

"اکیلے چلیں گے، اکیلے مریں گے اور کیلے ہی اٹھائے جائیں گے"

Marfat.com

Marfat.com

ضباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب

رسول ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔
زبیر بن عبد المطلب بن ھاشم، بنی ھاشم کے شاعر تھے.. انکی عاتکہ بنت ابی وھب المخزومیۃ سے صرف دو بیٹیاں تھیں.. ضباعۃ اور ان کی بہن اُمّ الحکم۔
اور جب زبیر کا انتقال ہو گیا تو شاعر کا منصب ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب نے سنبھال لیا۔
اور جب اللہ عزّوجل نے محمد ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا تو قبیلہ قریش نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا چیز مانع ہے کہ تم اسلام لا کر ساری عرب قوم کے سردار بن جاؤ گے؟
تو وہ لوگ بولے: اے محمد ﷺ: ہم تمہاری باتیں نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں، اور ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔
اور پھر ابو جہل نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے اور رسول ﷺ کے درمیان تان کر بولا: اے محمد: تمہاری دعوت کے لیے ہمارے دل پردوں میں چھپے ہوئے ہیں.. اور ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
میں تم لوگوں کو دو نیکیوں کی دعوت دیتا ہوں کہ: ”تم لوگ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“۔
تو قریش کے لوگ نفرت سے اپنی پیٹھ پھیر کر چلے گئے اور کہنے لگے:

Marfat.com

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ (ص:۵)

کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

اور سفیان بن حرب قریش کے سرداروں کو مخاطب کر کے بولے:

"......اِمْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ" (ص ۶:۷)

اور جبریل علیہ السلام آسمان سے اترے اور بولے:

اے محمد: اللہ عزّوجل نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ:

یہ لوگ یہی دعویٰ کرتے ہیں نا.. کہ آپ کی بات ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ ان کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے کان بہرے ہیں اس لیئے وہ آپ کی بات سُن نہیں سکتے.. اگر ایسا ہے تو پھر جب آپ نے قرآن میں اپنے رب کا ذکر اُن کے سامنے کیا تو وہ لوگ کیسے پیٹھ پھیر کر چلے گئے؟ اگر اُن لوگوں کا دعویٰ سچ ہوتا تو وہ لوگ کبھی وہاں سے نہ بھاگتے.. لیکن وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ سنتے ہیں مگر اپنی نفرت کی وجہ سے اس سے نفع حاصل نہیں کرتے۔

اور اگلے روز انہیں میں سے ستّر آدمی.. نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور بولے: اے محمد ہم پر اسلام پیش کرو۔

اور جب ابو القاسم ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا.. وہ سب کے سب اسلام لے آئے.. تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

"الحمد للہ.. کل تو تم لوگ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ تم لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم جو دعوت تمہیں دیتے ہیں وہ تمہارے ڈھکے ہوئے دلوں تک نہیں پہنچتی اور آج تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟

تو وہ لوگ بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ.. کل ہم نے جھوٹ بولا تھا.. اگر ایسا

Marfat.com

ہوتا تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے .. لیکن اللہ عزّوجل سچے ہیں اور بندے جھوٹے ہیں .. وہ غنی ہیں اور ہم فقیر ہیں۔

اِدھر ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب اور ان کے شوہر مقداد بن عمرو نے بھی کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

ایک دن آپ ﷺ کی ابو جہل سے ملاقات ہوئی تو وہ بولا : ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے .. بلکہ جو کچھ تم لیکر آئے ہو اسے جھٹلاتے ہیں۔

تو باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ (سورۂ انعام آیت نمبر ۳۳)

یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

اور آپ ﷺ نے فرمایا :

اے قریش کے لوگوں : اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سوا اور کسی کی عبادت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

تو وہ لوگ بولے : اے محمد ..

کیا تم یہ دعویٰ نہیں کرتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور اللہ کے بندوں میں نیک اور صالح بندے تھے .. تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا لوگ ان کی بھی عبادت کرتے تھے ؟

تو اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلاً اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ .. (الزخرف ۵۷)

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلا اٹھے۔

ضباعۃ بنت الزبیر کہتی ہیں : سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کرنے والے سات تھے : رسول ﷺ، ابو بکرؓ، عمار بن یاسر اور ان کی والدہ سمیہ، صہیب رومی، بلال بن رباح اور مقداد بن عمرو۔ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابو طالب کے ذریعہ فرمائی جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعہ فرمائی .. اور رہے باقی لوگ تو ان کو مشرکین نے لیجا کر .. لوہے کے زرہ پہنا کر

Marfat.com

سورج کے نیچے پگھلنے کے لیے چھوڑ دیا۔

مقداد بن عمرو نے بھی اپنے حصے کا عذاب بھگتا.. مگر ایمان کی حلاوت چکھنے کے بعد وہ کفر کی طرف دوبارہ نہیں لوٹے۔

ضباعۃ بنت الزبیر کہتی ہیں: فرمایا رسول ﷺ نے:

ہر نبی کو سات شرفاء، وزراء.. اور رفیق ملے.. اور مجھے چودہ عطا کیے گئے: حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین، عبد اللہ بن مسعود، سلمان، عمار، حذیفہ، ابوذر، بلال اور مقداد۔

مقداد بن عمرو کھلم کھلا مدینہ کی طرف ہجرت نہ کر سکے.. تو قریش کے مشرکین کے ساتھ وہ اور عتبہ بن غزوان آئے.. راستے میں انہیں.. عبیدۃ بن الحارث بن عبد المطلب اور ان کے ساتھی ملے.. جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہجری سال کے آٹھویں مہینے کے شروع میں رابغ کے علاقے ودان کے لیئے روانہ کیا تھا.. فریقین کے درمیان تیروں کا تبادلہ شروع ہو گیا مگر تلواریں نہیں تانی گئیں.. اور نہ ہی لڑائی کے لیئے صف بندی ہوئی.. سب سے پہلے تیر پھینکنے والے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے.. ان کا تیر اسلام میں پھینکا جانے والا پہلا تیر تھا.. پھر اس کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے راستے پر چل دیئے اور جنگ بند ہوئی گئی.. مشرکین کو یہ گمان ہوا کہ مسلمانوں تک کوئی مدد آپہنچی ہے اس لیئے وہ ڈر کے مارے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے.. مگر مسلمانوں نے اُن کا پیچھا نہیں کیا.. اور مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور عبیدۃ بن الحارث کی جماعت سے جا ملے۔

مقداد بن عمرو ایک نہایت بہادر شہ سوار تھے.. اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا گھوڑا دوڑانے والے بھی وہی تھے.. اور جنگ بدر کے موقع پر ان کی بہادری کے کارنامے ناقابلِ فراموش ہیں..

جب مسلمانوں نے وادئی ذفران میں پڑاؤ کیا تو مقداد بن عمرو کو خبر ملی کہ قبیلہ قریش اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ نکل پڑا ہے اور راستے میں ہے.. اور ان کو وہ قافلہ روکنا تھا: تو وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے بولے: کہ قبیلہ قریش کے

Marfat.com

لوگ اپنی مکمل تیاریوں کے ساتھ مکہ سے نکل پڑے ہیں.. تو تم لوگ کیا کہتے ہو؟ کیا تمہیں تجارتی قافلہ زیادہ عزیز ہے یا اُس میں شامل لوگ؟ کیونکہ رسول ﷺ اپنے ساتھ جنگ کے لیئے نکلنے والوں سے مال غنیمت اور جنگ کے درمیان انتخاب کرواتے تھے۔

توان کے کچھ ساتھی بولے:

کہ ہمیں دشمن کی ملاقات سے زیادہ تجارتی قافلہ عزیز ہے.. اور کچھ اور آوازیں بلند ہوئیں: آپ نے ہم سے جنگ اور لڑائی کا ذکر کیا ہوتا تو ہم تیاری کر کے آتے.. ہم تو تجارتی قافلے کے لیے نکلے تھے.. آپ ﷺ دشمن کو چھوڑیں اور قافلے کو دیکھیں۔

یہ بات سُن کر آپ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا.. اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ص وَاِنَّ فَرِيْقاً مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَاتَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ٥ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ٥ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (الانفال ۵-۸)

(ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کے ساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اس وقت) مؤمنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی۔ وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اسے دیکھ رہے ہیں۔ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ ابو سفیان اور ابو جہل کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔ اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہی وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی

Marfat.com

جڑ کاٹ (کر پھینک) دے۔ تا کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کردے۔ گو مشرک نہ خوش ہی ہوں۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور لوگوں سے کچھ کہا اور خوب کہا.. پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں سے کچھ کہا اور خوب.. پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اُٹھے اور بولے: یارسول اللہ ﷺ.. آپ ﷺ وہ کریں جس کا اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے.. ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں.. اور آپ ﷺ کے لیے خوشخبری ہے.. کہ قسم خدا کی ہم آپ ﷺ سے ایسا کچھ نہیں کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (المائدۃ ۲۴)

(اگر لڑنا ہی ضرور ہے) تو تم اور تمھارا خدا جاؤ اور لڑو۔ ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔

بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رب جلّ جلالہ جنگ کے لئے نکلیں نکلیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے.. قسم اُس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا.. اگر آپ ﷺ ہمیں برک الغماد (یمن کا ایک علاقہ ہے).. تک بھی لیکر چلے تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلیں گے یہانتک کہ آپ ﷺ وہاں پہنچ جائیں۔ اور ہم لڑیں گے آپ ﷺ کے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے.. آپ ﷺ کے سامنے سے اور آپ ﷺ کے پیچھے سے یہانتک کہ آپ ﷺ کی فتح ہو جائے۔

یہ بات سُن کر آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک خوشی سے دمک اُٹھا.. اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس پُرجوش.. بیان پر آپ ﷺ کے دہن مبارک سے اُن کے لیے دعا نکلی۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں:
میں نے مقداد کا وہ انداز دیکھا.. کہ اس کا ساتھی بننا مجھے دینا دمافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔

جنگ بدر کے روز صرف تین مسلمان گھڑ سوار تھے.. مقداد بن عمرو، مرثد بن

Marfat.com

ابی مرثد اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم.. جبکہ رسول اللہ ﷺ کے باقی صحابہ یا تو پیدل تھے یا اونٹوں پر سوار تھے۔ اور اس معرکے میں مقداد بن عمرو نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور بڑی بے جگری سے لڑے.. اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

اور جب جنگ ختم ہوگئی.. تو آپ ﷺ کے صحابہ تین ٹکڑیوں میں بٹ گئے.. ایک ٹکڑی تو آپ ﷺ کے خیمے کے پاس رہی.. اور دوسری ٹکڑی مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئی اور تیسری ٹکڑی نے دشمن کا پیچھا کیا اور بہت سے لوگوں کو قید کیا... اور مقداد بن عمرو نے دشمنِ خدا النضر بن حارث کو اسیر بنالیا۔

جب آپ ﷺ نے اس کی گردن اڑانی چاہی تو مقداد بن عمر بولے:

یہ میرا قیدی ہے یارسول اللہ ﷺ!

یعنی مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ان کا فدیہ چاہیے تھا.. مگر ابو القاسم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم اغن المقداد من فضلك

اے میرے اللہ.. مقداد کو اپنے فضل سے مالا مال کر دے۔

ایسی دعا جو دنیا بھر کے خزانوں سے زیادہ افضل اور بہتر تھی.. اور پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا: اور فرمایا:

اے علی.. اُٹھو اور اس کی گردن اڑادو۔

تو حضرت علی رضی اللہ اُٹھے اور نضر بن حارث کی گردن تن سے الگ کر دی۔

ضباعۃ بنت الزبیر کہتی ہیں کہ..

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ عزّ وجل نے مجھے چار لوگوں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے بتایا کہ وہ بھی اُن سے محبت کرتا ہے: ”علی، مقداد، ابوذر اور سلمان“۔

مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک طویل القامت شخص تھے.. گھنے بال تھے.. روشن آنکھیں تھیں.. اور ان کی بھنویں ملی ہوئی تھیں۔

Marfat.com

اور پھر ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کے لیے ہجرت کرلی۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کسی ریاست کا والی بنا کر بھیجا۔۔جب وہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: امیر بننا کیسا لگا؟

تو مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ پوری سچائی سے گویا ہوئے:

یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے ایسا موقع دیا کہ میں اپنے آپ کو سب لوگوں سے بلند بالا سمجھنے لگا اور لوگوں کو اپنا ماتحت۔۔ قسم اس ذات پاک کی جس نے آپ ﷺ کو نبیٔ برحق بنا کر بھیجا۔۔کہ آج کے بعد میں کسی بھی دو آمیوں پر حاکم نہیں بنوں گا۔

اور مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتے تھے۔۔فوراً اپنی بیوی کو جا کر بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إن السعيد لمن جنب الفتن

خوش نصیب ہے وہ جو فتنوں سے بچ کر رہے

اور پھر اپنے سب ساتھیوں کو بھی جا کر بتاتے تھے۔

مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ ذہین اور حکمت والے تھے۔۔اور انہیں اسلام سے بہت لگاؤ تھا۔۔اور اس سے زیادہ تعلق اور محبت رسول اللہ ﷺ کی ذات سے تھا۔۔اسی لیے جب کبھی مدینہ میں کوئی ہنگامی صورتحال پیدا ہوتی تھی۔۔تو مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ پلک جھپکتے میں۔۔اپنے گھوڑے پر سوار۔۔تیر و تلوار سے لیس۔۔رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر موجود ہوتے تھے۔۔

اسلام کی محبت نے ان کے دل میں گھر کرلیا تھا۔۔وہ اس کے دشمنوں اور منافقین سے ہی نہیں بلکہ اُس کے حامیوں کی غلطیوں سے بھی اُس کی حفاظت کرتے تھے۔

ایک روز مقداد رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے گھر لیکر گئے۔۔تو انہوں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا:

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً

(سورۃ نور: ٦١)

Marfat.com

اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

توضباعہ اپنے شوہر سے کہنے لگیں:

میں کیا کہوں؟

تو مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ بولے: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

إذا دخلتم بيوتاً فسلموا على اهلها واذكروا اسم الله فإن احدكم إذا سلم حين يدخل بيته اسم الله تعالىٰ على طعامه يقول الشيطان لاصحابه: لامبيت لكم هاهنا ولاعشاء واذالم يسلم احدكم إذا دخل ولم يذكراسم الله على طعامه قال الشيطان لاصحابه ادركتم المبيت والعشاء"

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور اللہ کا نام لو.. کیونکہ تم میں سے جب کوئی بھی اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرتا ہے اور اپنے کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم لوگوں کا یہاں پر نہ کھانا ہے نہ بسیرا.. جبکہ تم میں سے کوئی اگر بغیر سلام کیئے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اپنے کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہیں یہاں پر کھانا بھی مل گیا اور رات بسر کرنے کی جگہ بھی۔

توضباعۃ بنت الزبیر کہنے لگیں:

ہر گھر میں داخل ہوتے ہوئے یہ کرنا چاہیے؟

تو مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ بولے: ہر گھر میں داخل ہوتے ہوئے یہ کرنا چاہئے.. اور اگر کسی گھر میں مسلمان مکین ہو تو یہ کہے: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ.. اور اگر اس گھر میں کوئی نہ رہتا ہو تو کہے: سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ اور اگر گھر میں کوئی غیر مسلم رہتا ہو تو کہے: سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت پائی۔ ضباعۃ بنت الزبیر کے یہاں مقداد کے دو بچوں کی ولادت

Marfat.com

ہوئی.. عبداللہ اور کریمہ۔

اور جب رسول اللہ ﷺ نے حج وداع کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو ضباعۃ بنت الزبیر آئیں اور بولیں: یارسول اللہ ﷺ میں حج کرنا چاہتی ہوں تو کیا نیت کروں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں

تو ضباعۃ بنت الزبیر بولیں: کیسے کہوں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو:

لبيك اللّٰهم لبيك وتحللي من الارض حيث حبست"

تلبیہ کہو اور حلال ہو جانا (احرام اتار دینا) جہاں روک دی جاؤ

اور ضباعۃ بنت الزبیر اور ان کے شوہر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔

آپ ﷺ نے حج وداع کے موقع پر ایک سوال کیا اور فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟

تو ضباعۃ بنت الزبیر کہتی ہیں: ہم نے کہا: کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

تو آپ ﷺ خاموش رہے یہانتک کہ مسلمان یہ سمجھے کہ آپ ﷺ اس کو کوئی اور نام دیں گے لیکن آپ ﷺ نے پھر سوال کیا: کیا یہ ذی الحج نہیں؟

تو مسلمان بولے: بالکل ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے پھر دریافت کیا: یہ کون سا شہر ہے؟

ضباعۃ بنت الزبیر کہتی ہیں:

ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

تو آپ ﷺ خاموش رہے یہانتک کہ مسلمانوں کو گمان ہوا کہ آپ ﷺ اُسے کوئی اور نام دیں گے..

پھر آپ ﷺ گویا ہوئے اور فرمایا: "کیا یہ بلد حرام نہیں؟"

تو لوگ بولے: بالکل ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟

Marfat.com

ضباعتہ بنت الزبیر کہتی ہیں :
پھر آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو گمان ہوا کہ آپ ﷺ اُسے کوئی اور نام دیں گے۔
پھر آپ ﷺ نے فرمایا : کیا یہ قربانی کا دن نہیں ؟
تو لوگ بولے : بالکل ہے۔
جمرہٗ اُولیٰ کے پاس ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا : کہ کون سا جہاد افضل ہے ؟
تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا :
اور وہ آدمی جمرہٗ ثانیہ کے نزدیک پھر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اور سوال کیا :
اے اللہ کے نبی ﷺ کون سا جہاد افضل ہے ؟
تو آپ ﷺ نے پھر جواب نہیں دیا۔
تو جمرہٗ عقبہ کے نزدیک وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس پھر آیا اور سوال کیا :
یارسول اللہ ﷺ، کون سا جہاد افضل ہے ؟
تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا :
سوال کرنے والا کہاں ہے ؟
تو وہ آدمی بولا : میں یہاں ہوں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا : ”ایک ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔“

ایک مرتبہ، مقداربن عمرو ایک فوجی دستے کے ساتھ نکلے .. تو دشمنوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کا محاصرہ کرلیا.. تو دستے کے امیر نے حکم صادر کیا کہ کوئی بھی اپنے جانور کو چرنے کے لیے نہ چھوڑے .. مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص کے کانوں تک یہ حکم نہ پہنچ سکا تو اس نے اپنا جانور چرنے کے لیے چھوڑدیا.. جس پر دستے کے امیر نے اُسے بلا بھیجا اور خوب مارا اور اسے اتنی زیادہ سزا دی جس کا وہ مستحق نہیں تھا تو وہ آدمی بڑا غمگین اور مایوس ہو کر وہاں سے واپس آیا.. جب وہ مقدادبن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اسے روک

Marfat.com

کر پوچھا: اے فلاں تمہیں کیا ہوا؟ تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ تو وہ آدمی بولا: امیر نے حکم دیا تھا کہ کوئی بھی اپنے جانور کو چرنے کے لیے نہ چھوڑے.. اور میں نے لاعلمی کی وجہ سے ایسا کر دیا تو انہوں نے مجھے مارا۔

یہ سُن کر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار تانی اور اس آدمی کو لیکر دستے کے امیر کے پاس پہنچے اور بولے: کہ اب تم اس کا بدلہ چکاؤ۔ اور جب اُس آدمی نے دستے کے امیر سے اپنا بدلہ لے لیا تو اُس نے اُسے معاف کر دیا.. لیکن مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے متاثر ہوئے اور بڑے اعزاز کے ساتھ بولے: قسم سے: میں جب مروں گا تو اس حال میں کہ اسلام اپنی قوت اور عروج کی بلندی پر ہوگا۔

ایک روز جب مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی وہاں سے گذرا اور بولا: قابل رشک ہیں یہ آنکھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دیدار کی سعادت حاصل کی.. قسم خدا کی ہماری بھی یہی تمنا تھی کہ کاش ہم بھی وہ دیکھ سکتے جو تم نے دیکھا۔

تو مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آخر تم لوگ ایسی چیز کی تمنا کیوں کرتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے تم سے چھپا کر رکھی.... تم میں سے کسی کو کیا معلوم.. کہ اگر وہ اس وقت وہاں ہوتا تو کس حال میں ہوتا؟ کیونکہ قسم خدا کی حضور ﷺ کے دور میں ایسے لوگ گذرے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے منہ کے بل جہنم میں جھونکا ہے تم خدا کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے کہ جس نے تمہیں ان لوگوں جیسی مصیبت اور آزمائش سے بچایا.. اور اپنے رب اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا بنایا..؟؟

آخر کون نہیں چاہتا ہوگا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار کرے اور ان کے چشمۂ فیض سے اپنی پیاس بجھائے جو ان کے مبارک ہونٹوں سے پھوٹتا تھا؟

لیکن مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور حکمت ایک دھوکہ کو بے نقاب کرتی ہے.. کیونکہ یہ جو تمنا کر رہا ہے کہ کاش وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں

Marfat.com

ہوتا.. ہوسکتا ہے کہ وہ جہنم کا پروانہ یافتہ ہوتا۔
رسول اللہ ﷺ کے شہہ سوار مقداد رضی اللہ عنہ کی خواہش پوری ہوئی کہ جب ان کا انتقال ہوا اس وقت اسلام اپنی سربلندی پر تھا.. اور اس سے پہلے ہی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تھا۔
ان کی وفات کے بعد ان کی نعش مدینہ منورہ منتقل کر دی گئی۔

Marfat.com

Marfat.com

اُمّ عبداللہ

جلیل القدر صحابی عبداللہ بن قیس بن سلیم (ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ) کی بیوی۔

جب اھل یمن کو اطلاع ملی کہ مکّہ میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے جو توحید کا اعلان کرتا ہے.. اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے، اور بہترین اور عمدہ اخلاق کا حکم دیتا ہے.. تو عبداللہ بن قیس (جو حمیر بن سباء کے بھائی اشعر بن سباء کی اولاد میں سے تھے) اپنے دونوں بھائیوں ابو رھم اور ابو برزۃ کے ساتھ (اشعریین) کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے وطن یمن سے نکل کر اُمّ القریٰ (مکہ) کی طرف روانہ ہو گئے۔ سعید بن العاص بن امیہ بن احیحۃ کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا.. اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی.. تو آپ ﷺ نے آپ پر اسلام پیش کیا.. اور قرآن حکیم کی چند آیات تلاوت فرمائیں.. تو عبداللہ بن قیس کھڑے ہو گئے اور زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ لاتعداد مخلوقات اجناس، مختلف اشکال اور احوال کا غور سے معائنہ کرنے لگے پھر واپس آکر بولے:

اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے اس کلام پاک.. یعنی قرآن.. میں سے اور بھی کچھ سنائیے.. اور اسطرح قرآن کریم کی آیتیں ابو موسیٰ الاشعری اور ان کے ساتھیوں کے دلوں کو چھو گئیں، اور انہوں نے کلمہ شہادت ادا کیا.. اور آنحضرت ﷺ کے حضور بیٹھ کر ان سے یقین وہدایت کی تعلیمات حاصل کرنے لگے۔

اور جب ابو موسیٰ الاشعری اور ان کے ساتھیوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو سعید بن

Marfat.com

عاص نے ان سے کہا:

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے محمد ﷺ کی پیروی کرلی ہے جبکہ تم نے انہیں تمہارے خداؤں کی برائی کرتے سُنا ہے! تو وہ لوگ بولے: قسم خدا کی وہ سچے ہیں.. اور ہم ان پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی پیروی کرلی ہے۔

اور پھر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ خدا کا پیغام لیکر یمن کے لیے روانہ ہو گئے۔ جہاں ان کی والدہ ظبیہ بنت وہب اور ان کی بیوی اُمّ عبداللہ بھی اسلام لے آئیں۔ اور عبداللہ بن قیس لوگوں کو اسلام کے بارے میں بتانے اور سمجھانے لگے.. جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔ اور پھر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے پچاس (اشعری) ساتھیوں نے مدینہ کے لیے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے.. مگر ہوا کا رخ بدلا اور وہ نجاشی کی زمین حبشہ جا پہنچے.. اتفاق سے.. جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حبشہ کے مہاجر بھی وہاں سے مدینہ کے لیے نکل رہے تھے تو ان دونوں کا ساتھ ہو گیا.. اور دونوں کشتیاں (ایک اشعریین کی اور دوسری حبشہ کے مہاجروں کی) ایک ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں.. اسی وقت آنحضرت ﷺ خیبر فتح کر کے فارغ ہوئے تھے.. اس لیے آپ ﷺ نے ان سب کے لیے بھی حصے مقرر کر دیئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے وفد کو (الاشعریین) کا نام دیا.. اور تعریف کی کہ ان لوگوں کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں.. اور اکثر وبیشتر آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے سامنے ان لوگوں کی مثال پیش کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: "اشعریین اگر کسی معرکہ میں محتاج ہو جائیں یا ان کے پاس کھانا کم پڑ جائے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے وہ اسے ایک ہی کپڑے میں جمع کرتے ہیں اور آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں.. وہ مجھ میں سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں"۔ اور اُمّ عبداللہ اپنے شوہر ابو موسیٰ سے دریافت کرتی تھیں: آج اللہ تعالیٰ نے کیا نازل فرمایا؟ کیا آج آنحضرت ﷺ نے کچھ فرمایا؟

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نہایت پختہ عقل والے، ذہین، اور فقیہ تھے جو

Marfat.com

مشکل سے مشکل اور نا قابل حل مسائل کے بارے میں صحیح فقہی رائے دینے میں ماہر تھے۔ ۔ اور یہی نہیں بلکہ قرآن کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کرتے تھے۔ کہ ان کو داؤد علیہ السلام کے سُروں میں سے ایک سُر عطا کیا گیا تھا (سُر سے مراد ان کی دعا ہے جس کے مجموعہ کا نام زبور تھا) آپ ﷺ نے ایک دن ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لورأیتنی وانا استمع الی قراء تك البارحته لقد اوتیت مزماراً من مزامیر آل داؤد

اگر تم نے مجھے دیکھا ہوتا۔ ۔ جب میں کل رات تمہاری قرأت سُن رہا تھا۔ ۔ تمہیں آل داؤد کے سُروں میں سے ایک سُر عطا کیا گیا ہے:

مزامیرِ ال داؤد سے مراد داؤد علیہ السلام کی دعا ہے جس کے مجموعہ کا نام زبور ہے۔

آپ ﷺ کی اس بات پر عبداللہ بن قیس خوش ہوتے ہوئے بولے: یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ آپ ﷺ میری قراءت سُن رہے ہیں تو میں اپنی قرأت کو آپ ﷺ کے لیے مزیّن کرتا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

من اویٰ الیٰ فراشه طاهر اً یذکرالله تعالیٰ حتی یدرکه النعاس لم یتقلب ساعة من اللیل یسأل الله شیأ من خیر الدنیا والأخرة الا اعطاه الله اياه

جو اپنے بستر پر بالکل پاک صاف ہو کر جائے اور اللہ کا ذکر کرے یہانتک کہ اُس پر غنودگی چھانے لگے۔ ۔ رات کی ایک گھڑی کے لیے بھی اُس نے کروٹ نہ لی ہو۔ ۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھی بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عطا فرمائے گا۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

من قال حین یاوی الی فراشه: استغفر الله الذی لااله الاهوالحی القیوم واتوب الیه ثلاث مرات غفرالله له ذنوبه وان کانت مثل زبد

Marfat.com

البحر وان كانت عدد ورق الشجر وان كانت عدد رمل عالج - ما تراكم من الرمل و دخل بعضه فی بعض - وان كانت عدد ايام الدنيا
جس نے اپنے بستر پر جاتے ہوئے استغفر اللہ الذی لاالٰہ الاھوالحی القیوم واتوب الیہ تین مرتبہ پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیں گے چاہے وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، چاہے وہ درخت کے پتّوں کے برابر ہوں، چاہے وہ ریت کے ذرّات کی برابر ہوں، چاہے وہ دنیا کے دنوں کے برابر ہوں۔

اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

ألاأعلمك كلمات تقولها إذا أويت إلى فراشم ؟ فإذا مت من ليلتك مت على الفطرة وإن أصبحت أصبحت وقد أصبت خيراً تقول:اللّهم أسلمت نفسى إليك ووجهت وجهى إليك وفوضت أمرى إليك رغبة ورهبة إليك وألجات ظهرى إليك لاملجأولامنجأ الا اليك آمنت بكتا بك الذى أنزلت ونبيك الذى ارسلت.

کیا میں تمہیں ایسے الفاظ نہ سکھادوں جو تم اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھا کرو۔ کہ اگر تم اسی رات انتقال کر جاؤ تو فطرت پر تمہارا انتقال ہو یعنی دین پر اور اگر صبح تک زندہ رہو تو اس حال میں جاگو کہ بے تحاشہ بھلائی پاؤ.. کہو

اللّهم أسلمت نفسى إليك ووجهت وجهى إليك وفوضت أمرى إليك رغبة ورهبة اليك وألجأت ظهرى إليك لاملجأولامنجأ منك إلا إليك آمنت بكتابك الذى أنزلت ونبيك الذى ارسلت.

ایک روز اُمّ عبداللہ نے ابو موسیٰ الأشعري رضی اللہ عنہ سے ان تین لوگوں کے بارے میں دریافت کی جنہیں دوگنا اجر ملے گا تو انہوں نے جواب دیا:
آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"ثلاثة يؤتون أجرهم مرتين :رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه و أدرك النبى ﷺ فآمن به واتبعه وصدقه فله أجران وعبد مملوك أدى حق

Marfat.com

الله وحق سيده فله أجران ورجل كانت له أمة فغذاها فأحسن غذائها ثم أدبها فأحسن تأديبها وعلمها فأحسن تعليمها ثم اعتقها و تزوجها فله أجران.

تین لوگوں کو دوگنا اجر ملے گا: ایک وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہو اور اپنے نبی پر ایمان رکھتا ہو اور پھر نبی کریم ﷺ کا دور اُسے ملا ہو اور وہ اُن پر ایمان لایا ہو ان کی تائید کی ہو اور پیروی کی ہو تو اُس کو دوگنا اجر ملے گا۔ اور دوسرا وہ مملوک غلام جس نے اپنے مالک کا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا ہو۔ تیسرا وہ آدمی جس کی ایک باندی ہو اور اس نے اُسے بہترین کھانا کھلایا ہو.. اور بہترین تربیت کی ہو، اور بہتر تعلیم سے اُسے آراستہ کیا ہو.. اور پھر اُسے آزاد کر کے اُس سے شادی کرلی ہو تو اُسے دوگنا اجر ملے گا"۔

تو اُمّ عبد اللہ رضی اللہ عنہا بولیں: اچھا تو مجھے ان تینوں کے بارے میں بتائیں.. جو قیامت کے دن عرش کے سائے تلے محفوظ باتیں کر رہے ہوں گے جبکہ لوگ حساب میں اُلجھے ہوئے ہوں گے۔

تو عبداللہ بن قیس بولے: فرمایا: رسول ﷺ نے:

ثلاثة يتحدثون في ظل العرش آمنين والناس في الحساب: رجل لم تاخذه في الله لومة لائم ورجل لم يمد يده إلىٰ ما لايحل له ورجل لم ينظر إلىٰ ماحرم الله عليه

تین لوگ اُس وقت عرش کے سائے تلے محفوظ باتیں کر رہے ہوں گے جبکہ باقی لوگ حساب میں اُلجھے ہوئے ہوں گے: ایک تو وہ آدمی جس نے اللہ کے معاملے میں کسی برا بھلا کہنے والے کی پرواہ نہ کی ہو، اور دوسرا وہ آدمی جس نے اپنا ہاتھ اُس چیز کے لیے نہ بڑھایا ہو جو اس کے لیے حلال نہ ہو اور وہ آدمی جس نے اُس چیز پر نظر نہ ڈالی ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دی ہو"۔

اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میں نے پیارے حبیب محمد ﷺ کو کہتے ہوئے سُنا:

Marfat.com

إن من إجلال الله إكرام ذی الشيبة المسلم وحامل القرآن غير الغالی فيه والجافی عنه وإكرام ذی السلطان المقسط .

اللہ عزّوجل کی تعظیم کا حق ہے :اکرام کرنا مسلمان بزرگ کا..اور اس حافظ قرآن کا جو اس میں نہ تو مبالغہ کرتا ہو اور نہ اس سے لاپرواہی برتتا ہو،اور عادل بادشاہ کا۔(ان کی تعظیم گویا اللہ کی تعظیم ہے)

ایک دوپہر کا ذکر ہے :اُبو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ مسجد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا:

من اقام الصلاة و آتی الزكاة ومات لايشرك بالله شيئاً كان حقاً علیٰ الله ان يد خله الجنة هاجرا ومات فی مولده.

جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیے بغیر اُس کا انتقال ہو گیا تو اللہ عزّوجل اُسے لازمی طور پر جنت میں داخل کریں گے چاہے وہ کہیں ہجرت کر گیا ہو یا اپنے وطن میں ہی اُس کا انتقال ہو گیا ہو۔

تو وہ لوگ بولے : یارسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ ﷺ کے صحابہ کو یہ خوشخبری نہ سنادیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

دعو الناس فليعملو افإن فی الجنة مائة درجة مابين كل درجتين كما بين السماء والا رض ا عد هاالله للمجاهدين فی سبيله ولولااشق علیٰ الناس بعدی ماتخلفت عن سرية ابعثهاولكن لايجدون سعة فيتبعونی ولايطيب انفسهم ان يتخلفوا بعد ی ولا ا جدما افضل به عليهم ولوددت ان اغزوفاقتل ثم احيی ثم ا غزوفا قتل ثم ا حيی ثم اقتل.

لوگوں کو عمل کرنے دو..کہ جنت میں سو درجہ ہیں..اور ہر درجہ کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے..اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے..اور اگر مجھے اپنے بعد لوگوں

Marfat.com

کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں اپنے بھیجے ہوئے کسی بھی جنگی دستے سے پیچھے نہ رہتا.. مگر نہ تو ان کی اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ وہ میری پیروی کریں اور نہ ہی وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی میرے پاس ان کو دینے کے لیے کچھ ہے.. ورنہ میری تو یہی تمنا ہے کہ میں جنگ کروں اور قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر لڑائی کروں پھر قتل کر دیا جاؤں.. پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کر دیا جاؤں۔

ایک روز آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو قیامت کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا: ”قیامت تب تک نہیں آئے گی.. جب تک کہ قرآن کو عار سمجھا جانے لگے گا.. اور اسلام اجنبی ہو جائے گا.. اور لوگوں میں دشمنیاں پلنے لگیں گی ... علم سمٹ جائے گا.. زمانہ کمزور ہو جائے گا.. عمر گھٹ جائے گی انسان کی.. اور سال اور پھل کم ہو جائیں گے.. بے ایمان اور حریص لوگوں پر اعتبار کیا جائے گا اور سچے اور امانت دار لوگوں پر اتہام لگایا جائے گا.. جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا گردانا جائے گا.. فتنہ وفساد اور قتل عام بڑھ جائے گا.. اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی .. بچوں والی غمگین ہو جائیں گی اور بانجھ خوش ہوں گی بے حیائی، حسد، اور کنجوسی کا دور دورہ ہو گا.. لوگ ہلاک ہو جائیں گے خواہشات کے پیچھے دوڑا جائے گا.. گمان پر فیصلے ہوں گے.. بارش بڑھ جائے گی اور پھل کم ہو جائیں گے.. علم گھٹ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی.. اولاد نافرمان ہو جائے گی... اور سردی شدید گرمی میں ڈھل جائے گی.. فحش کاری عام ہو جائے گی.. اور زمین سمٹ جائے گی.. اور خطیب جھوٹ بولیں گے.. اور وہ میرا حق میری امت کے شریر لوگوں کو دیدیں گے اور جوان کی باتوں کا یقین کرلے گا اور اس پر راضی ہو جائے گا وہ کبھی بھی جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

اور پھر آپ ﷺ نے دوزخیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

دوزخیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی جو ان پر پہلے سے نازل کردہ عذاب کے برابر ہو گی تو وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد ایسے کھانے سے کی

Marfat.com

جائے گی جو کانٹوں کا ہو گا اور جس سے گلے میں پھند الگ جائے گا۔ تو انہیں یاد آئے گا کہ وہ گلے میں اٹکے ہوئے کھانے کو پانی سے نیچے اتارا کرتے تھے تو لوگ پانی پانی پکاریں گے تو ان کے لیے لوہے کی سلاخیں آگے کر دی جائیں گی جو ان کے چہروں کے قریب جائیں گی تو ان کے چہرے بھون ڈالیں گی، جلا ڈالیں گی اور جب ان کے پیٹ میں داخل ہوں گی تو وہ لوگ کہیں گے کہ جہنم کے پہریداروں کو بلاؤ تو وہ کہیں گے : کیا تمہارے رسول علیہ السلام تمہارے لیے دلیلیں اور حجتیں لیکر نہیں آئے تھے ؟ تو وہ کہیں گے : بالکل آئے تھے : تو وہ کہیں گے : تو پھر پکارتے رہو : کہ کافروں کی پکار ضائع ہی جاتی ہے۔ تو وہ لوگ پھر کہیں گے : مالک کو بلاؤ اور کہیں گے : اے مالک اپنے رب سے کہو کہ وہ ہمارا قصہ ہی تمام کر ڈالیں یعنی مار ڈالیں تو وہ جواب دیں گے : اب تم لوگ ہمیشہ یہی رہو گے : تو وہ لوگ آپس میں کہیں گے : اپنے رب کو پکارو کہ تمہارے رب سے بڑھ کر کوئی نہیں تو وہ لوگ کہیں گے : ہمارے آقا : ہم پر ہماری بد بختی غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ ہو گئے تھے۔ اے آقا : ہمیں یہاں سے نکال دیجئے اگر ہم نے دوبارہ ایسا کیا تو ہم سے زیادہ ظالم کوئی نہ ہو گا : تو انہیں جواب ملے گا : دھتکار ہو تم پر اسی جہنم میں اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔ اور اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور حسرت سے آہیں بھرتے رہیں گے۔

اور ایک دوپہر کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے جمعہ کے فضائل کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

الجمعة كفارة لما بينها بين الجمعة التى قبلها وزيادة ثلاثة ايام وذلك ان الله قال :"من جاء بالحسنة فله عشر امثالها " والصلوات كفارات لما بينهن لا ن الله تعالىٰ قال : "إ ن الحسنات يذهبن السيئات "

فرمایا آپ ﷺ نے : ہر جمعہ اپنے اور گذشتہ جمعہ کے درمیان کے دنوں کے

Marfat.com

لیے کفارہ ہوتا ہے اور اس پر تین دن کا اضافہ اور کیونکہ ارشادباری تعالیٰ ہے:
"نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں" اور نمازیں ہر دو نمازوں کے درمیان کی مدت کے لیے کفارہ ہوتی ہیں.. کیونکہ ارشادباری تعالیٰ ہے "نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں"

ایک روز اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کون سی ہوتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"التمسوا الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة بعه العصر إلیٰ غیبوبة الشمس"

"جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک تلاش کیا کرو"

عبداللہ بن قیس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"یوم الجمعه ثنتا عشرة ساعة منها ساعة لایو جذ عبد مسلم یسال اللہ شیئاً إلا اتاه اللہ إیا ہ فالتمسو ھا ا خر ساعة بعد العصر"

"جمعہ کے دن کے بارہ گھنٹوں میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عطا فرماتے ہیں تو تلاش کرو اُس گھڑی کو عصر کے بعد کی آخری گھڑیوں میں"

پھر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا میرے دوست ﷺ نے:

"ھی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاة یعنی ساعته الاجابة"

"قبولیت کی گھڑی.. امام کے بیٹھنے سے لیکر نماز کے ختم ہونے تک کے درمیان ہوتی ہے"

ایک دن ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو چاشت کی نماز کی بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا:

"ان اللہ تعالیٰ یقول: یا ابن آدم اکفنی اول النهار اربع رکعات

Marfat.com

اکفك بهن آخر یومك"

" کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم تو دن کے شروع حصے میں چار رکعتیں پڑھ کر میری کفایت کردے تو میں تیرے دن کے آخری حصے کی کفایت کردوں گا "

اور فرمایا آپ ﷺ نے:

"صلاة الضحی صلاة الاوابین."

"چاشت کی نماز اوّابین کی نماز ہے"۔

اور فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان فی الجنة بابا یقال له الضحیٰ فاذا کان یوم القیامة نادی مناد: این الذین کانوا یدیمون علی صلاة الضحیٰ هذا بابکم فادخلوه برحمة الله"

"جنت میں ایک دروازہ ہے جسے چاشت کہا جاتا ہے.. تو جب قیامت کا دن آئے گا.. منادی اعلان کرے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو چاشت کی نماز کی پابندی کیا کرتے تھے.. یہ تم لوگوں کا دروازہ ہے تو داخل ہو جاؤ اس میں اللہ کی رحمت کے ساتھ۔"

اور فرمایا آپ ﷺ نے:

"من صلی الضحیٰ اربعا وقبل الاولیٰ اربعابنی له بیت فی الجنة"

"جس نے چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں اور ان سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس نے جنت میں اپنے لیے گھر بنالیا"

ایک دن اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے اپنی کسی تکلیف کی شکایت کی تو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ:

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

"یکتب انین المریض فان کان صابرا کان انینه حسنات وان کان انینه جزعا کان هلوعا لا اجر له"

Marfat.com

"مریض کی کراہیں لکھی جاتی ہیں تو اگر وہ صبر کرنے والا ہوا تو اس کی کراہیں نیکیاں شمار کی جائیں گی۔ اور اگر اس کی کراہیں بیزاری کی وجہ سے ہوئیں تو وہ بے صبرا ہو گا اور اسے کوئی اجر نہ ملے گا"

تو اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: مگر میں نہ مسجد جا سکتی ہوں اور نہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتی ہوں۔

تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: جب کوئی بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے پاس دو فرشتوں کو بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں: "ذرا دیکھو.. یہ اپنی عیادت کے لیے آنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ تو اگر وہ اُس کے پاس گئے اور اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا تو وہ اللہ تعالیٰ تک اُس کا شکر پہنچا دیتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ تو پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے!
قسم ہے مجھے اپنے بندے کی:

"اگر میرے حکم سے اس کا انتقال ہو گیا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر میں نے اسے شفا عطا فرمائی تو میں اس کے گوشت سے بہتر گوشت اس عطا کروں گا اور اس کے خون سے بہتر خون اس عطا کروں گا اور اس کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔"

اور پھر عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا آپ ﷺ نے:

"ما من مسلم يصاب فم في جسده الا امر الله تعالىٰ الحفظة: اكتبوا لعبدي في كل يوم وليلة من الخير ما كان يعمل مادام محبوسا في وثاقي"

"کوئی بھی مسلمان جب کسی جسمانی مصیبت کا شکار ہوتا ہے یعنی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں: "دن اور رات میں میرا بندہ جو بھی نیک عمل کرتا تھا وہ لکھو جب تک کہ وہ میری بندش میں جکڑا ہوا ہے۔"

ایک مرتبہ اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

تلاوت قرآن کی فضیلت کے بارے میں سوال کیا توانہوں نے کہا: فرمایا آپ ﷺ نے:

"من تلا آية من كتاب الله كانت له نورا يوم القيامة ومن استمع لاٰية من كتاب الله كتبت له حسنة مضاعفة"

"جس کسی نے قرآن کی ایک آیت تلاوت کی تو قیامت کے روز وہ اس کے لیے نور بن جائے گی اور جس کسی نے قرآن کی ایک آیت غور سے سنی تو اس کے لیے دو گنی نیکی لکھی جائے گی۔"

اور پھر عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"من قراحرفاً من القرآن كتب الله تعالىٰ له به حسنة لا اقول بسم الله ولكن باء وسين وميم ولا اقول آلم ولكن الالف واللام واليم"

"جس کسی نے بھی قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک نیکی لکھدیں گے اور میں "بسم اللہ" نہیں کہتا۔ بلکہ ب، س، م اور "آلم" نہیں کہتا، بلکہ الف، لام، اور میم کہتا ہوں"۔

اور پھر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرمایا آپ ﷺ نے:

"مثل من اعطى القرآن والايمان كمثل اترجة طيب الطعم طيب الريح ومثل من لم يعط القرآن ولم يعط الايمان كمثل الحنظلة مرة الطعم لاريح لهاومثل من اعطى الايمان ولم يعط القرآن كمثل التمرة طيبة الطعم ولاريح لهاومثل من اعطى القرآن ولم يعط الايمان كمثل الريحانة مرة الطعم طيبة الريح"

"جس کو قرآن اور ایمان دونوں عطا کیئے گئے اس کی مثال "لیموں" کی سی ہے جس میں خوشبو بھی ہوتی ہے اور وہ خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ قرآن عطا کیا گیا ہو اور نہ ایمان تو اُس کی مثال "اندرائن" کی سی ہے جو کڑوا ہوتا ہے اور جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کو ایمان عطا کیا گیا ہو مگر قرآن عطا نہ کیا گیا ہو اس کی مثال "کھجور" کی سی ہے جو خوش ذائقہ ہوتی ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور جس کو قرآن عطا کیا گیا ہو مگر ایمان عطا نہ کیا گیا ہو

Marfat.com

تو اس کی مثال "ریحان" کے پودے کی سی ہے جو خوشبودار تو ہوتا ہے مگر تلخ ہوتا ہے"۔

اور ایک روز آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو امیر کی کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی ظلم سے دور رہنے اور اس کی مخالفت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"من ولی من امرالمسلمین شیئا فاحتجب عن ضعفة المسلمین واولی الحاجة احتجب الله عنه یوم القیامة"

"جس کسی کو مسلمانوں کا امیر بنایا گیا اور اس نے کمزور مسلمانوں اور حاجت مندوں سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے پوشیدہ رہیں گے"

پھر فرمایا آپ ﷺ نے:

"سیکون بعدی امراء یؤخرون الصلاة لوقتها فاذا حضر تم معهم الصلاة فصلوا"

"میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے اگر ایسا ہو کہ تم اس کے ساتھ ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو تم لوگ نماز پڑھ لینا"

اور فرمایا آپ ﷺ نے:

"سیکون امراء تسشغلهم اشیاء یؤخرون الصلاة عن وقتها فصلوا الصلاة لوقتها واجعلوا صلاتکم معهم تطوعا"

"آنے والے وقت میں ایسے حکمران آئیں گے جو کچھ چیزوں میں مشغول ہو کر نماز کا وقت گذار کر نماز پڑھا کریں گے.. تو تم لوگ نماز کو وقت پر پڑھنا..اور ان کے ساتھ جو نماز پڑھو اسے نفل رکھنا۔"

اور آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کو مساجد کی تعمیر اور پانچوں وقت کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ فرمایا آپ ﷺ نے:

"اذارأیتم الرجل یعتادا المساجد فاشهدوا له بالایمان"

Marfat.com

"اگر تم کسی شخص کو پابندی سے مسجد آتے ہوئے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔"
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ ......" (سورة توبه: ۱۸)

خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اور آپ ﷺ نے پیدل مسجد جانے کے لیے بھی ترغیب دی اور فرمایا:

"من غدا الی المسجد او راح اعدالله له فی الجنة نزلا کلما غدا او راح"

"جو صبح کے وقت مسجد گیا یا شام کے وقت مسجد گیا.... اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں صبح و شام اس کی میزبانی فرمائیں گے۔

اور فرمایا آپ ﷺ نے:

"من تطهر فی بیته ثم مضی الی بیت من بیوت الله لیقضی فریضة من فرائض الله کانت خطواته احداها تحط خطیته والأخری ترفع درجة"

"جو اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرنے کی نیت سے اللہ کے گھر کے لیے نکلا تو اس کے اٹھتے ہوئے قدموں میں سے ایک قدم اس کا کوئی گناہ مٹائے گا تو دوسرا اس کا درجہ بلند کرے گا"

انصار کا ایک شخص مسجد نبوی سے کافی فاصلے پر رہائش پذیر تھا اور اس کی کوئی بھی نماز قضا نہیں ہوتی تھی.. کیونکہ وہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت اہتمام رکھتا تھا۔ تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم ایک گدھا کیوں نہیں خرید لیتے کہ رات کی تاریکی اور شدید گرمی میں اس پر سواری کر سکو؟

تو اس انصاری نے جواب دیا:

میرا گھر اگر مسجد کے پہلو میں واقع ہوتا تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی کیونکہ میں

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ میرا مسجد پیدل جانا اور پیدل اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانا میرے اعمال نامے میں لکھا جائے۔

اور آپ ﷺ نے ان دونوں کی یہ گفتگو سن لی اور اس انصاری سے فرمایا:

"قدجمع اللہ لك ذلك کلہ"

"اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔"

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

"ان اعظم الناس اجرا فی الصلاۃ ابعد ھم الیھا ممشی فابعدھم والذی ینتظر الصلاۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلیھا ثم نیام"

"نماز میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے دور سے چل کر آتا ہے اور جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اسے اور زیادہ اجر ملتا ہے.... اور جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے انتظار کرتا ہے اسے اس شخص سے کہیں زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے جو نماز پڑھکر سو جاتا ہے"

ایک مرتبہ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک معرکہ میں نکلے تو یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام جب بھی کسی ٹیلہ یا چڑھائی پر چڑھتے یا کسی وادی میں اترتے تو بلند آواز میں نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے چلتے تو آپ ﷺ ان کے قریب آئے اور فرمایا:

"ایھاالناس اربعوا علی انفسکم فانکم لاتدعون اصم ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا"

"اے لوگو.. ٹھہرو.. تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم لوگ تو سمیع اور بصیر یعنی دیکھنے اور سننے والے کو پکار رہے ہو"

اور پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے عبداللہ بن قیس کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک لفظ نہ بتادوں؟

(اور وہ لفظ ہے)

Marfat.com

”لاحول ولاقوۃ الا باللہ“

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا :

”ابلیس ہر صبح اور شام اپنے چیلوں کو بھیجتا ہے اور کہتا ہے :

جس نے کسی شخص کو گمراہ کیا میں اسے انعام واکرام سے نوازوں گا اور جو کوئی ایسا ایسا کرے گا.. تو ایک چیلا آکر بولے گا :

میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک بہکایا جبتک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیدی..

تو ابلیس بولا :

وہ دوسری شادی کرلے گا :

تو وہ چیلا پھر کہے گا :

میں نے اسے اس وقت تک بہکایا جبتک کہ وہ زناکاری کا مرتکب نہیں ہوگیا..

اس پر ابلیس خوش ہو کر اسے انعام واکرام سے نوازے گا اور کہے گا :

بس ایسے ایسے کام کیا کرو..

پھر دوسرا چیلا آکر کہے گا :

میں نے فلاں آدمی کو اس وقت تک بہکایا جبتک کہ اس نے قتل نہیں کردیا تو ابلیس ایک زوردار چیخ مارے گا کہ سارے جن اس کے پاس جمع ہوجائیں گے اور کہیں گے : ہمارے آقا آپ کس لیے اتنے خوش ہیں ؟

تو ابلیس جواب دے گا :

مجھے فلاں نے بتایا کہ اُس نے بنی آدم میں سے ایک شخص کو اس وقت تک بہکایا جبتک کہ اس نے ایک آدمی کو قتل نہیں کردیا اور جہنم میں داخل ہوگیا.. اور پھر وہ اس چیلے کو ایسے انعام واکرام سے نوازے گا کہ اس سے پہلے اپنے کسی چیلے کو اتنا نہ نوازا ہوگا اور پھر تاج منگوا کر اس کے سر پر رکھے گا اور اسے سب کا سردار بنادے گا۔“

Marfat.com

ایک روز ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ اپنی مسجد تشریف لیجا رہے تھے ساتھ میں ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور کچھ اور صحابہ کرام بھی تھے کہ ایک سیاہ عورت وہاں سے گذری تو ایک آدمی نے اس سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ تو وہ عورت بولی: راستہ کشادہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے بات مت کرو کہ یہ مغرور اور سرکش ہے: اگرچہ یہ اس کی قدرت سے باہر ہے مگر اس کے دل میں ہے"۔

اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا:

"يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْجَاءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ (الفرقان ۲۸۔۲۹)

ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد مجھ کو بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔

تو انہوں نے جواب میں کہا:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"نیک اور صالح ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال عطر بیچنے والے اور لوہے کی بھٹّی پھونکنے والے کی سی ہے.. کہ عطر بیچنے والا یا تو تمہیں کچھ دیدے گا یا پھر تم اس سے خرید لو گے یا پھر تمہیں اس کے پاس سے خوشبو آئے گی.. اور لوہے کی بھٹّی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا ڈالے گا یا پھر تمہیں اس کے پاس سے بدبو آئے گی"۔

تو کہا گیا: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے کون سے دوست اور ہم نشین بہتر ہیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس کو دیکھنے سے تمہیں اللہ کی یاد آئے اور جس کے بولنے سے تمہارے نیک عمل میں زیادتی ہو اور جس کا عمل دیکھ کر آخرت کی یاد آئے۔"

Marfat.com

اور اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان تین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو دعا کریں تو ان کی دعا قبول نہ ہو: تو انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"ثلاثة يدعون الله فلا يستجاب لهم: رجل اعطى ماله سفيها وقد قال تعالىٰ: (ولا تؤتوا السفهاء اموالكم) ورجل له امراة سيئة الخلق فلا يطلقها ورجل بايع ولم يشهد"

"تین لوگ ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہو گی: ایک تو وہ آدمی جس نے اپنا مال کسی نادان اور بے عقل کے حوالے کر دیا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (اور بے عقلوں کو اپنا مال مت دو) اور دوسرا وہ آدمی جس کی ایک بد اخلاق اور بُری بیوی ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے.. اور تیسرا وہ آدمی جو بیعت کرے اور گواہی نہ دے۔"

ایک رات کی بات ہے کہ اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہا کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے نکلیں.. تو آنحضرت ﷺ کو آنے میں دیر ہو گئی یہانتک کہ آدھی رات ہو گئی پھر آپ ﷺ آئے اور اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی.. اور جب نماز ختم ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ذرا ٹھہرو میں تمہیں بتاتا ہوں.. تمہارے لیے خوشخبری ہے.. اللہ تعالیٰ کا انعام ہے تم پر کہ ایسے وقت میں تم لوگوں کے علاوہ اور کسی نے نماز نہیں پڑھی۔"

اور ایک مرتبہ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک لڑائی پر نکلے، اور جب واپس آئے تو اُمّ عبداللہ نے ان سے اس لڑائی کی بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ہم سولہ آدمی تھے جو اونٹوں پر سوار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے ہم آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے.. کہ ہمارے پیر پھٹ گئے اور میرے پیر بھی پھٹ گئے تھے اور ناخن ٹوٹ کر گر گئے تھے تو ہم لوگ اپنے پیروں پر کپڑے لپیٹ لیتے تھے اسی لیے اس معرکہ کا نام ذات الرقاع (کپڑے والی یا پیوند والی) پڑ گیا.. اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو دنیا سے بے رغبتی

Marfat.com

کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ فرمایا آپ ﷺ نے: "جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اُس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا.. اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اُس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، تو تمہیں چاہیئے کہ باقی رہ جانے والے چیز کو فنا ہو جانے والی چیز پر فوقیت دو۔"

آنحضرت ﷺ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کے چند ساحلی علاقوں اور زبید۔ اور عدن کا والی بنا کر بھیجا تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے ساتھ لے گئے.. اور وہ اہل یمن کو دینی تعلیمات دیتے اور سکھاتے تھے۔ اور جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا تو آپ مدینہ منورۃ واپس آگئے اور آنے کے بعد شام کی فتوحات میں بھرپور حصہ لیا۔ اور پھر امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرۃ کا والی بنا کر بھیجا.. تو ابو موسیٰ ہی تھے جنہوں نے اھلِ بصرۃ کو پڑھایا اور سمجھایا.. اور ایک دن خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

اچھے اور نیک دوست تنہائی سے بہتر ہے اور تنہائی برے دوست سے زیادہ بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کی مثال عطر بیچنے والے کی سی ہے جو تمہیں دے گا تو اپنی خوشبو سے مہکا دے گا.. اور برے ہم نشین کی مثال لوہے کی بھٹی لگانے والے جیسی ہے یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں بدبودار کر دے گا.. اور قلب یعنی دل کا نام قلب یوں رکھا گیا ہے کہ یہ پلٹتا رہتا ہے اور قلب کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ اور قلب کی مثال خالی زمین پر پڑے پَر کی سی ہے جسے ہوا الٹتی پلٹتی رہتی ہے.. اور آنے والا وقت تمہارے لیے اندھیری رات جیسے فتنے لیکر آرہا ہے.. کہ جس میں صبح کو آدمی مومن ہوتا ہے تو شام کو کافر بن جاتا ہے اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے زیادہ بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا پیدل چلنے والے سے زیادہ بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سواری کرنے والے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

تو وہ لوگ بولے: تو پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بولے: ہمیشہ خانہ نشین رہو، اور پھر بولے: اے

Marfat.com

لوگو: رویا کرو کہ اگر تم لوگ نہیں روئے تو دوزخ میں رہنے والے آنسوؤں سے روئیں گے یہاںتک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے.. پھر وہ لوگ خون سے روئیں گے یہاںتک کہ اگر اس میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو چل پڑیں۔

ایک دن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اُمّ عبداللہ کے پاس آئے تو وہ بیمار تھیں بولیں: ابو موسیٰ مجھے کوئی نصیحت کیجیے۔

تو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بولے:

ایک دن آنحضرت ﷺ نے نہایت پر اثر وعظ دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عزّوجل فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گمراہ ہے علاوہ اُس کے جس کو میں نے ہدایت دی.. اور تم میں سے ہر کوئی کمزور ہے علاوہ اُس کے جس کو میں نے مال ودولت بخشی تو مجھ سے مانگا کرو میں تمہیں عطا کروں گا۔ کہ اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور جن وانسان اور تمہارے زندہ اور مردہ اور تمہار اتر اور خشک میرے سب سے زیادہ متقی بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میرے ملک اور بادشاہت میں مکھّی کے پر کے برابر اضافہ نہیں ہوگا.. اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے زندہ اور مُردہ اور تمہار اتر اور خشک میرے سب سے زیادہ فاجر وفاسق بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میرے ملک اور بادشاہت میں مکھّی کے پر کے برابر کمی نہ ہوگی اور یہ کہ میں واحد ہوں اور میرا عذاب قول ہے اور میری رحمت قول ہے اور جس نے میرے بخشنے کی قدرت پر یقین کیا تو کوئی بڑی بات نہیں میرے لیے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں چاہے کتنے بڑے کیوں نہ ہو۔''

ایک دن اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا کچھ غمگین تھیں تو ان کے شوہر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

''جس پر کوئی غم آپڑے وہ ان الفاظ میں دعا کرے:

اے میرے اللہ میں آپ کا بندہ ہوں آپ کی بندی کا بیٹا ہوں آپ کے قبضے میں ہوں میری پیشانی آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ کا حکم مجھ پر چلتا ہے آپ کا فیصلہ میرے لیے عدل وانصاف ہے.. سوال کرتا ہوں آپ سے آپ کا ہر وہ

Marfat.com

نام لیکر جو آپ اپنے آپ کو دیا، یا اپنی کتاب (قرآن) میں نازل کیا یا اپنے کسی بندے کو بتایا، یا اُسے اپنے پاس علم غیب بنا کر رکھا.. کہ آپ قرآن کو میرے سینے کا نور بنا دیجئے۔ (کہ اُس کا نور میرے دل میں بھر جائے تو اُس روشنی میں میں حق اور باطل میں تمیز کر سکوں) میرے دل کی بہار بنا دیجئے۔ میرے غم دور ہونے کا ذریعہ بنا دیجئے۔ میری فکر دور ہونے کا ذریعہ بنا دیجئے۔

تو ایک آدمی بولا:

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں یہ دعا پڑھا کرو اور دوسروں کو بھی سکھایا کرو کہ جس نے ان الفاظ میں دعا کی ان میں چھپی خیر اور بھلائی کی طلب میں، اللہ تعالیٰ اس کا غم دور کر دیں گے اور خوشیوں میں برکت عطا کریں گے"۔

تو اُمّ عبداللہ کہتی ہیں: جب سے میں نے یہ الفاظ سیکھے اور ان کے ذریعہ دعا کی مجھے کسی غم نے نہیں چھوا۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اگر کسی سے کسی قسم کا خطرہ ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے:

"اللّٰھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم"

"اے اللہ ہم آپ کو ان کے مقابلے کے لیے چھوڑتے ہیں اور ان کے شر سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔"

ایک مرتبہ اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے قرآن کی اس آیت کے بارے میں دریافت کیا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی" (النمل ۵۹)

کہہ دو کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہی جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

تو عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"اور جب کسی بندے کا بیٹا مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں

Marfat.com

!تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ تو وہ کہتے ہیں :جی ہاں.. تو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے !تم نے اسکے دل کے ٹکڑے کی روح قبض کرلی؟ تو وہ کہیں گے :جی ہاں.. تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہیں گے :اس نے آپ کا شکر ادا کیا اور (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا تو اللہ عزّوجل فرمائیں گے :میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کردو اور اس کا نام (بیت الحمد) رکھدو"۔

ایک مرتبہ اُمّ عبداللہ نے اپنے شوہر سے دریافت کیا کہ عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیے خوشبو لگانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا :

"اذااستعطرت المرأة فمرت علی القوم لیجد وا ریحها فهی زانیة"

"اگر عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گذری اور ان تک اُس کی خوشبو پہنچ گئی تو وہ بدکاری کی مرتکب سمجھی جائے گی"

نمونہ اور پیشوا چار لوگ تھے :عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابو موسیٰ الاشعری. اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو (بصرة) کا امیر بنا کر بھیجا تو وہ اپنی بیوی اُمّ عبداللہ کو بھی ساتھ لے گئے۔ اُمّ عبداللہ کہتی ہیں :

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا!

امّابعد :عمل کی قوت اس بات پر منحصر ہے کہ آج کا کام کل پر مت ڈالو۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے لیے بہت سے کام جمع ہو جائیں گے اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔ اور اگر تمہیں دو چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے کہ ایک دنیا سے متعلق ہو اور دوسری آخرت سے متعلق تو آخرت سے متعلق چیز کو دنیوی چیز پر فوقیت دو کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور قرآن سیکھو کہ وہ عالم کا چشمہ ہے اور دلوں کی بہار ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک لڑائی میں نکلے اور بہت سامال غنیمت حاصل کیا۔ اور جب عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو اس کا حصہ دیا جو کہ پورا نہیں تھا تو اُس آدمی نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں تو سب لوں گا تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اُسے بیس کوڑے مارے اور اس کا سر منڈوادیا تو اُس آدمی نے اپنے کٹے ہوئے بال جمع کیے اور مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر اپنی جیب سے اپنے بال نکالے اور انہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارا تو عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ تمہیں کیا ہوا؟

تو وہ آدمی بولا:

میں ابو موسیٰ کے ساتھ ایک لڑائی میں شریک ہوا اور انہوں نے مال غنیمت میں سے مجھے میرا پورا حصہ نہیں دیا۔ اور ادھورا حصہ لینے سے میں نے انکار کیا تو انہوں نے میرے کوڑے لگوائے اور میرا سر منڈوادیا۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا:

سلامتی ہو تم پر۔ امّا بعد:

فلاں کے بیٹے فلاں نے مجھے یہ یہ بتایا۔ اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تم نے جو کچھ کیا لوگوں کے مجمع کے سامنے کیا تو اسی مجمع کے سامنے تم بیٹھو گے اور وہ تم سے بدلہ لے گا اور اگر تم نے جو کچھ کیا.. تنہائی میں کیا تو وہ تم سے تنہائی میں بدلہ لے گا۔

اور جب امیر المومنین کا خط ابو موسیٰ الاشعری کے پاس پہنچایا گیا تو وہ بدلہ دینے کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گئے اور کہا:

یہ میں حاضر ہوں تو اُس آدمی نے کہا: میں نے تمہیں معاف کیا۔

ایک مرتبہ ابو موسیٰ الاشعری اور زیاد رضی اللہ عنہما امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زیاد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا: کیا تم نے سونے کی انگوٹھی پہن

Marfat.com

رکھی ہے؟ تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بولے: مگر میری انگوٹھی لوہے کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو اور بھی زیادہ برا اور نفرت انگیز ہے.. تم میں سے اگر کوئی انگوٹھی پہنے تو صرف چاندی کی۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے کہا:

اے لوگوں: شرک سے بچو کہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ ہوتا ہے۔

تو عبداللہ بن حزن اور قیس بن المضارب اُٹھے اور بولے: قسم ہے تمہیں تم نے جو کچھ کیا ہے اُس پر دلیل پیش کر کے ثابت کرو ورنہ عمرؓ کو بلاؤ۔

تو ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بولے: میں نے جو کچھ کہا ہے اُسے ثابت کروں گا: ایک خطبہ کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگوں! اس شرک سے بچو کہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ ہے جیسے کہ تم کہو: میں اللہ کی اور تمہاری پناہ میں ہوں یا میں اللہ اور تم پر بھروسہ کرتا ہوں"

تو آپ ﷺ سے کسی نے کہا:

یارسول اللہ جب وہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ ہے تو ہم اُس سے کیسے بچیں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو!

"اَللّٰهم انا نعوذبك من ان نشرك بك شيئاً نعلمه و نستغفرك لما لا نعلمه"

اے میرے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں آپ کی جان بوجھ کر آپ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرانے سے) اور بخشش چاہتے ہیں آپ سے اُس چیز کے لیے جس سے ہم انجان ہیں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مقرر کردہ والی اور حاکموں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"قرآن کو یاد کرنے اور سمجھنے والے ہو.. علم و حکمت کے چشمے ہو.. اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو.. اور اللہ تعالیٰ سے ہر دن کے رزق کا سوال کرو.. تمہیں اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ تمہیں زیادہ مل جائے"

Marfat.com

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو لکھا:

امّابعد! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے خوش قسمت سرپرست اور رکھوالا وہ ہوتا ہے جس کی رعیت خوش ہو.. اور سب سے بدنصیب رکھوالا وہ ہوتا ہے جس کی رعیت ناخوش ہو.. اور خبردار.. آسودہ زندگی گذارنے کے عادی مت بنا کہ تمہارے والی اور حاکم بھی آسودگی کے عادی ہو جائیں گے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس جانور جیسی ہو گی جو سرسبز زمین دیکھتے ہی اُس میں چرنے لگتا ہے موٹا ہونے کے لیے.. جبکہ موٹاپا ہی اُس کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے .. والسلام علیک۔

اُمّ عبداللہ اپنے شوہر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں سے تھیں۔

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ.. حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی حصے تک تو بصرہ کے والی بنے رہے۔ مگر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں معزول کر دیا۔ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا والی بنا دیا۔ تو ابو موسیٰ الاشعری اور اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہما کوفہ آکر بس گئے۔ پھر کوفہ کے لوگوں نے سعید بن عاص کو ہٹا کر ابو موسیٰ کو والی بن دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو درخواست کی کہ وہ ان کے فیصلے کی تائید کر دیں.. تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا والی مقرر کر دیا.. اور وہ اُنکی وفات تک کوفہ کے والی بنے رہے۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین بنے تو انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا جس کی وجہ سے ان کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ناراضگی پیدا ہو گئی۔

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو تحکیم (یعنی فیصلہ) کرانے کی ضرورت پڑی تو معاویہ ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو چُنا اور اشعریین نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کا حَکَمْ (فیصلہ کرنے والا) چنا۔

Marfat.com

جب ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اُمّ عبداللہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں تو قرثع الضبی نے ان سے کہا:

کہ تمہیں نہیں پتہ کہ آنحضرت ﷺ نے کیا کہا ہے؟

تو اُمّ عبداللہ بولیں:

جانتی ہوں اور پھر وہ خاموش ہوگئیں .. تو کسی نے ان سے پوچھا کیا فرمایا آپ ﷺ نے؟ تو اُمّ عبداللہ کہنے لگیں:

آپ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اُس پر جو مصیبت پڑنے پر اپنا سر منڈوالے یا بلند آواز میں بین کرے۔

Marfat.com

زینب بنت جابر

زینب بنت جابر الانصاریہ۔ خادم رسول ﷺ انس بن مالک کی بیوی تھیں۔
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:
جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اُس وقت میں دس سال کا تھا۔ اُمّ سلیم بنت ملحان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں:
یہ انس ہے آپ کی خدمت کرے گا۔
تو آپ ﷺ نے انہیں قبول کر لیا۔
تو اُمّ سلیم کہنے لگیں:
انس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللّٰھم اکثر مالہ وولدہ وادخلہ الجنة"

اے میرے اللہ: اس کے مال اور اولاد میں برکت عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہر جگہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ سفر کے دوران یا بازار میں یا انصار سے ملاقات کرتے ہوئے اور اس کے علاوہ بھی تقریباً ہر جگہ۔
ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک شخص کے پاس آئے جو اس وقت نزع کی حالت میں تھا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا:
کیسا محسوس کر رہے ہو؟

Marfat.com

تو وہ آدمی بولا: امید بھی ہے اور ڈر بھی۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
”ایسے وقت میں کسی بھی بندے کے دل میں امید اور خوف جمع ہو جائیں تو اللہ عزوجل اُسے اس کی امید کے مطابق عطا کرتے ہیں اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اُسے اُس سے محفوظ رکھتے ہیں“۔
ایک مرتبہ آپ ﷺ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: ”اے دو کانوں والے“
ایک مرتبہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ ایک آدمی ملا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا:
اے فلاں کیا تمہاری شادی ہو گئی؟
تو وہ آدمی بولا:
قسم خدا کی یا رسول اللہ شادی نہیں ہوئی اور نہ ہی میرے پاس شادی کرنے کے لیے کچھ ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
کیا تمہارے ساتھ قل ھو اللہ احد نہیں ہے؟
تو وہ آدمی بولا: بالکل ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ) قرآن کا تہائی حصہ ہے۔
پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:
کیا تمہارے ساتھ اذا جاء نصر اللہ والفتح نہیں ہے؟
تو وہ آدمی بولا: بالکل ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ) قرآن کا چوتھائی حصہ ہے۔
پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے ساتھ قل یاایھا الکافرون نہیں ہے؟
تو وہ آدمی بولا بالکل ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ) قرآن کا چوتھائی حصہ ہے۔

Marfat.com

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ساتھ اذا زلزلت الارض زلزالھا نہیں ہے؟
تو وہ آدمی بولا بالکل ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
(یہ) قرآن کا چوتھائی حصہ ہے.. (تمھارے پاس تو بہت کچھ ہے لہذا)
"تم شادی کرلو"
آنحضرت ﷺ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو پانچ چیزوں کی نصیحت کی اور فرمایا:

اے انس: وضو اچھی طرح کیا کرو تمہاری عمر میں برکت ہوگی.. اور میری امت کے کسی آدمی سے تمہاری ملاقات ہو تو اسے سلام کیا کرو کہ تمہاری نیکیاں بڑھیں گی اور جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو تمہارے گھر میں خیر و برکت ہوگی اور چاشت کی نماز پڑھا کرو کہ وہ تم سے پہلے اوّابین کی نماز تھی۔ اے انس! چھوٹے پر رحم کرو اور بڑے کا ادب کرو قیامت کے دن میرے رفقاء میں سے ہوگے۔

آنحضرت ﷺ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو "ابو حمزہ" کی کنیت عطا کی تھی ایک سبزی کی وجہ سے جو انہیں ناپسند تھی۔
انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے، جبکہ اُس وقت وہ بہت کم سن تھے۔
انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و ملائم کوئی ریشم یا کپڑا میں نے نہیں چھوا۔ اور آپ کے پسینے سے زیادہ خوشبو دار.. کوئی مشک و عنبر یا کوئی چیز میں نے نہیں سونگھی۔

ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام سے فرما رہے تھے:
فرشتوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار!
آپ نے ہمیں پیدا کیا ہے اور بنی آدم کو پیدا کیا.. اور انہیں کھانا کھانے والا

Marfat.com

..پانی پینے والا.. کپڑے پہننے والا.. عورتوں سے شادی کرنے والا..اور جانوروں کی سواری کرنے والا..اور سونے اور آرام کرنے والا بنایا۔ جبکہ ہمارے لیے ایسا کچھ نہیں رکھا.. تو آپ ان کے لیے دنیا رہنے دیں اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور اُس میں اپنے حکم سے پھونک ماری..اُسے میں اُس جیسا نہیں بنا سکتا جس کو میں نے ”کُن“ کہا تو وہ ہو گیا۔

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا: اے اللہ کے نبی وہ کون ہے جسے سب سے پہلے آگ کا لباس پہنایا جائے گا؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا تو وہ اُسے اپنے ابرؤوں پر رکھ لے گا اور اپنے پیچھے سے کھینچے گا..اور اس کے بعد اُس کے چیلے چاٹوں کو یہ لباس پہنایا جائے گا..اور ابلیس پکارے گا: ہلاکت اور برباد ہو گئے اور پکارے گا: ہلاک ہو گئے.. یہاں تک کہ وہ سب دوزخ پر لے جا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے تو وہ پھر کہے گا: ہلاک ہو گیا میں..تو ان سے کہا جائے گا: ایک ہلاکت اور بربادی کی دُہائی مت دو،بلکہ بے شمار ہلاکتوں کی دُہائی دو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جابر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ایک دن انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی نصیحت کے مطابق اپنے گھر والوں کو سلام کیا مگر انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ اُنہیں ان کی بیوی سوتی ہوئی ملیں جب وہ جاگ گئیں تو بولیں میں ظہر کی نماز پڑھنا بھول گئی۔

تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ بولے: فرمایا آپ ﷺ نے:

”من نام عن صلاة فكفارتها ان يصليها اذا ذكرها لا كفارة لها الا ذلك“

سونے کی وجہ سے جس کی نماز قضا ہو جائے تو اُس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اُسے یاد

Marfat.com

آئے وہ نماز پڑھ لے اور اس کے علاوہ اُس کا کوئی کفارہ نہیں۔

اور پھر وہ دونوں میاں بیوی کھانا کھانے بیٹھ گئے اور جب زینب بنت جابر کھانا کھا کر فارغ ہو گئیں تو ایک بھی لفظ نہ بولیں تو انس بن مالک بولے: آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ لیرضی عن العبد یاکل الاکلة اویشرب الشربة فیلحمد اللہ علیها۔

اللہ تعالیٰ اُس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں جو کھانا کھا کر یا پانی پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

تو زینب بنت جابر فوراً کہنے لگیں: الحمد للہ رب العالمین۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا آپ ﷺ نے:

"من سأل اللہ الجنة ثلاث مرات قالت الجنة: اللّٰھم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلاث مرات قالت النار: اللّٰھم اجره من النار.

جس نے تین بار جنت کا سوال کیا تو جنت کہے گی: اے میرے اللہ اسے جنت میں داخل کر دیجئے۔ اور جو کوئی دوزخ سے تین بار پناہ مانگے گا تو دوزخ کہے گی: اے میرے اللہ اسے دوزخ سے پناہ میں رکھیے۔

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ثلاث من کن وجد حلاوة الایمان: من یکن اللہ ورسوله احب الیه مما سواهما وان یقذف الرجل فی النار احب الیه من ان یرجع الیه فی الکفر بعد اذانقذہ اللہ منه وان یحب الرجل العبد لایحبه الاللہ - فی اللہ- عزّوجل.

تین خوبیاں جس میں پائی گئیں اُسے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گئی: جس کو اللہ اور اس کا رسول دنیا ومافیھا سے زیادہ محبوب ہوں.. اور کسی کو آگ میں جھونکا جانا زیادہ عزیز ہو بنسبت اس کے کہ وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جائے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس سے بچالیا تھا.. اور کوئی آدمی کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔

Marfat.com

ایک دن آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی دیباج اور ریشم سے کڑھا جبہ پہنے آیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذرا اپنے اس ساتھی کو دیکھو جو ہر شہ سوار ابن شہ سوار کو پست کرنا اور ہر چرواہے ابن چرواہے کو بلند کرنا چاہتا ہے۔

اور پھر آپ ﷺ نے اس کے جبہ کے کناروں کو پکڑتے ہوئے فرمایا:

" الا اری علیك لباس من لا یعقل "

کیا میں تم پر کم عقلوں والا لباس نہیں دیکھ رہا؟

پھر آپ ﷺ نے فرمایا!

جب اللہ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں جس میں میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں: تمہیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں کہ اگر ساتوں آسمان زمین اک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا جھک جائے گا.. اور اگر ساتوں زمین اور آسمان ایک بند حلقہ ہوتے تو لا الہ الا اللہ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتا۔ اور حکم دیتا ہوں تمہیں: سبحان اللہ وبحمدہ کا کہ ان میں اور اسی سے بندوں کو رزق ملتا ہے اور روکتا ہوں تمہیں شر اور غرور سے۔

انس بن مالک اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ: شر تو ہم لوگ سمجھ گئے مگر غرور سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ کہ ہم میں سے کسی کے پاس دو خوبصورت جوتے ہوں جن کے دو خوبصورت تسمے ہوں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے: کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کے پاس پہننے کے لیے نئے کپڑے کا جوڑا ہو؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

Marfat.com

تو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بولے: کیا یہ کہ ہم میں سے کسی کے پاس سواری کرنے کے لیے جانور ہو؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

تو صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ تو غرور کیا ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"سفه الحق وغمط الناس: تنقصهم واحتقارهم"

"حق کو برا بھلا کہنا اور لوگوں کو حقیر جاننا"

ایک رات کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو تکبیر اولیٰ (پہلی تکبیر) کی فضیلت کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا:

"من صلى الله اربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الاولى كتبت له براء تان ..براء ة من النار وبراء ة من النفاق"

"جس نے اللہ عزوجل کے لیے چالیس روز تک باجماعت نماز اس طرح سے ادا کی ہو کہ اُسے پہلی تکبیر ملی ہو تو اُس کو دو پروانے میں گے.. ایک تو دوزخ سے آزادی کا پروانہ دوسرا نفاق سے پاک رہنے کا پروانہ"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر نکلے تو دوران سفر ایسا ہوا کہ آپ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے اور آپ ﷺ کے خراشیں آئیں.. تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی.. آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی.. نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"انما الامام - او انما جعل الامام - ليؤتم به فاذا كبر كبروا واذا ركع اركعوا واذا رفع فارفعوا واذا قال: سمع الله لمن حمده فقولوا: ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلى قاعدا فصلوا قعودا اجمعون"

"امام کو بنایا ہے اس لیے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ اگر وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور اگر وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ اُٹھے تو تم

Marfat.com

بھی اُٹھو اور جب وہ کہے : سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو : ربنا ولک الحمد اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب لوگ بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

اور جب آپ ﷺ علیل ہوئے . . تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ایک آدمی نے خادم رسول (ﷺ) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا : کہ کس چیز سے افطار کرنا مستحب ہے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا : کہ اللہ کے نبی ﷺ نماز پڑھنے سے قبل افطار کیا کرتے تھے تازہ اور پختہ کھجوروں پر اور اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں پر افطار کیا کرتے تھے اور اگر چھوارے بھی نہ ہوئے تو پانی کے چند گھونٹ پی کر افطار کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بازار گئے تو وہاں پر انہوں نے آپ ﷺ کا ذکر کیا تو ایک آدمی نے آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجا تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ بولے : کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی۔

ذلیل ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

ایک آدمی نے آپ ﷺ سے تلاوت قرآن کی فضیلت کے بارے میں دریافت کیا : تو آپ ﷺ نے فرمایا :

عرضت علی اجورامتی حتی القذاۃ یخرجها الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ من القرآن او ایۃ اوتیها رجل ثم نسیها۔

میرے سامنے میری امت کے اجر و ثواب پیش کیے گئے . . حتیٰ کہ وہ پسّو بھی جو کوئی آدمی مسجد سے نکال پھینکتا ہے اور میرے سامنے میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو مجھے اس سے بڑا گناہ نظر نہیں آیا کہ کسی آدمی کو قرآن کی کوئی سورت

Marfat.com

یا آیت حفظ کرنے کی نعمت سے نواز اگیا ہو اور وہ اسے بھلادے۔
آنحضرت ﷺ نے سورۂ حشر پڑھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ان مت مت شهيدا ۔ او من اهل الجنة۔

اگر اسی حالت میں انتقال کر گئے تو شہید مرو گے، یا پھر جنتی ہو گے۔
ایک مرتبہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ان کی بیٹی فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

مايمنعك ان تسمعي ماأوصيك به ؟ تقولين اذا اصبحت واذا امسيت :يا حي يا قيوم بك استغيث فاصلح لي شأني كله ولاتكلني الى نفسي طرفة عين

میں جو کچھ تمہیں نصیحت کروں۔ اُسے سننے میں تمہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ صبح شام کہا کرو: اے زندہ رہنے والے اور نگہبان آپ سے مدد مانگتی ہوں تو میرے سارے معاملات درست فرمادیجیے اور مجھے پلک جھپکنے کے لیے بھی میرے حوالے مت کیجیے گا۔

ایک دن آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا:

انبؤني بافضل اهل الايمان ايماناً۔

مجھے بتاؤ کہ: ایمان والوں میں سب سے افضل ایمان کس کا ہے؟
تو عمر بن الخطاب، انس بن مالک اور جابر رضی اللہ عنہم نے جواب دیا:
یا رسول اللہ ﷺ فرشتوں کا۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ ایسے ہی ہیں اور انہیں اس کا حق حاصل ہے اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا جو اُن کا ہے۔ لیکن وہ کوئی اور ہیں!

تو وہ لوگ بولے:
تو پھر یا رسول اللہ ﷺ وہ انبیاء کرام ہوں گے جن کو اللہ عزّوجل نے رسالت اور نبوت کی نعمت سے نوازا۔

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے فرمایا :
وہ ایسے ہی ہیں اور انہیں اس کا حق حاصل ہے اور کیوں نہ ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا جس پر وہ آج ہیں۔
تو وہ لوگ بولے : تو پھر یا رسول اللہ وہ شہید ہوں گے جو انبیاء کرام سے ساتھ شہید ہو گئے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا : وہ ایسے ہی ہیں اور انہیں اس کا حق حاصل ہے اور کیوں نہ ہو، جبکہ اللہ عزّ و جل نے انہیں انبیاء کرام کے ساتھ شہید ہونے کی نعمت سے نوازا لیکن وہ کوئی اور ہیں۔
تو وہ لوگ بولے : تو پھر کون یا رسول اللہ ﷺ ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا : وہ قومیں جو مردوں کی ریڑھ کی ہڈیوں میں ہیں۔ میرے بعد آئیں گے۔ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے اور مجھے دیکھے بغیر میری تائید کریں گے۔ ٹنگا ہوا ورق دیکھ کر جان جائیں گے کہ اُس میں کیا ہے؟ یہ لوگ ایمان میں سب سے افضل ہوں گے۔"
ایک دوپہر کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا :

انصر اخاك ظالما او مظلوما۔
اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔
تو انس رضی اللہ عنہ اور کچھ اور صحابہ بولے :
یا رسول اللہ مظلوم کی تو مدد کی مگر ظالم کی مدد کس طرح کریں ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا :

تمنعه من الظلم فذلك نصرك اياه۔
اُسے ظلم سے باز رکھو۔ اُس کے لیے یہی تمہاری مدد ہوگی۔
انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کثرت سے آپ ﷺ سے روایت کی۔

Marfat.com

ایک مرتبہ انس بن مالک رضی اللہ عنہا کی بیوی زینب بنت جابر کسی ضرورت سے نکلیں اور ان کے ساتھ ایک اور عورت تھی۔ اور ایک خیمہ لگا کر بیٹھ گئیں اور منت مانی کہ بولیں گی نہیں.. اسی وقت ایک آدمی آیا اور خیمہ کے دروازے پر کھڑا ہو کر بولا :

السلام علیکم۔

توان کی ساتھی عورت نے جواب دیا :

وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

تواس آدمی نے سوال کیا :

تمہاری ساتھی کو کیا ہوا اُس نے مجھے جواب نہیں دیا؟

تو وہ بولی :

وہ خاموش ہے۔ کیونکہ اُس نے منّت مانی ہے کہ وہ بات نہیں کرے گی۔

تو اُس آدمی نے زینب بنت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا :

بولو.. بات کرو کہ تمہارا یہ فعل دور جاہلیت کا فعل ہے۔

تو زینب بنت جابر رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا :

اللہ تمہارے اوپر رحم کرے تم کون ہو ؟

تو وہ آدمی بولا :

میں مہاجرین کا ایک آدمی ہوں۔

توانس بن مالک رضی اللہ عنہا کی بیوی بولیں :

کون سے مہاجرین میں سے ہو ؟

تو وہ آدمی بولا :

قبیلہ قریش سے۔

تو زینب بنت جابر بولیں :

قبیلہ قریش کی کون سی قسم سے ہو ؟

Marfat.com

تو وہ آدمی بولا :

تم بہت سوال کرتی ہو۔ میں ابو بکر ہوں۔

تو زینب بنت جابر بولیں :

رسول اللہ کے خلیفہ ؟ جب ہم دور جاہلیت میں تھے تو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں کرتے تھے اور ڈرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دن آئے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ سب کب تک رہ سکتا ہے ؟

تو خلیفہ اول بولے :

جب تک تمہارے امام نیک اور صالح رہیں گے۔

تو زینب بنت جابر بولیں :

اور یہ امام کون ہیں ؟

تو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ نے سوال کیا :

کیا تمہاری قوم میں ایسے شریف اور عزت دار لوگ نہیں جن کی اطاعت کی جائے ؟

تو انس بن مالک کی بیوی بولیں :

بالکل ہیں۔

تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بولے :

وہی امام ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے.. انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو صدقات وصول کرنے کے لیے بحرین روانہ کرنے کا ارادہ کیا.. ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے اس سے اس سلسلے میں مشورہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے :

انہیں بھیج دیجیے.. وہ عالم اور عقلمند ہیں۔

تو خلیفہ اول نے انہیں بحرین بھیج دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساری فتوحات میں بھرپور حصہ لیا۔ اور وہ اتنی بے جگری سے لڑتے تھے کہ انہیں موت کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔

Marfat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ان کا ایک باغ تھا۔ جس میں سال میں دو مرتبہ پھل آتے تھے اور اس میں ریحان) کے پودے بھی لگے ہوئے تھے جس میں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

ایک دن آمد خرچ کا منتظم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: اے ابو حمزۃ۔ ہماری زمین پیاسی ہو گئی ہے۔

تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ اُٹھے وضو کیا اور جنگل کی طرف نکل گئے۔ وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی۔ فوراً ہی بادل امنڈ امنڈ کر آنے لگے اور بارش شروع ہو گئی تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی آدمی کو بھیجا اور کہا: ذرا دیکھ کر تو آؤ آسمان کس حالت میں ہے؟

اُس آدمی نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ ذرا سا حصہ چھوڑ کر تقریباً پوری زمین سیراب ہو گئی تھی۔ اور یہ گرمی کا زمانہ تھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں چھوٹا سا بچہ تھا تو میری ماں نے رسول اللہ ﷺ کہا تھا: یا رسول اللہ ﷺ یہ انس ہے.. اس کے لیے دعا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللّٰھم اکثر مالہ وولدہ و ادخلہ الجنۃ"

"اے اللہ اس کے مال و اولاد میں برکت عطا فرما اور اسے جنت میں داخل فرما"

اور خادم رسول ﷺ کا کہنا ہے کہ:

میں نے دو چیزیں "مال و اولاد کی کثرت" تو دیکھ لی ہے... اور اب مجھے تیسری کا انتظار ہے.. یعنی جنت میں داخل ہونے کا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انتقال ۹۰ ھ میں بصرہ میں ہوا اور اس وقت ان کی عمر ایک سو تین سال تھی.. اور وہ بصرہ میں انتقال کرنے والے آخری صحابی تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

اُمّ ایاس بنت ابی الحسیر

عشرہ مبشرہ میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی۔
حضرت عبدالرحمٰن کا نام اسلام سے پہلے عبد عمرو تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن سے تبدیل کردیا۔

ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے یمن تشریف لے گئے... وہ ایک معروف تاجر تھے اور جب بھی عنِ جاتے تھے تو عسکلان بن عواکرالحمیری کے یہاں ٹھہرتے تھے ۔ اور عسکلان بن عواکرالحمیری ایک ضعیف العمر شخص تھا۔ جو عمر کی زیادتی کی وجہ سے بے حد کمزور ہوگیا تھا۔ اور وہ اکثر عبد عمرو سے سوال کرتا تھا: کیا تمھارے یہاں ایک قابل ذکر شخص ظاہر ہوا ہے؟

تو عبد عمرو کہتا: نہیں۔

تو عسکلان بن عواکر کہتا: کیا کسی نے تمہارے مذہب کی مخالفت کی؟

تو عبدو عمر کہتا: نہیں۔

اور عبد عمرو کہتا ہے۔ یہ سوال جواب رہتے تھے۔ یہانتک کہ وہ وقت آگیا جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ مجھ سے ملا کہنے لگا: ”کیا تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں۔ جو تمہارے لیے تجارت سے بھی بہتر ہو؟ تو میں نے کہا.. بالکل.. تو وہ بولا:

اللہ تعالیٰ نے پہلے مہینہ میں تمہاری قوم سے ایک پاک صاف نبی بھیجا ہے۔ اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے، حق کا حکم دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اور باطل سے روکتا ہے اور اسے

Marfat.com

جھٹلاتا ہے، وہ بنی ھاشم سے تعلق رکھتا ہے اور تم لوگ اس کی ننھیال ہو۔ تو اے عبد عمرو جلدی کرو اور جا کر اس کی تائید اور مدد کرو۔

اور جب عبد عمرو مکہ واپس جانے کے لئے تیار ہو گئے تو عسکلان بن عواکر نے چند اشعار پڑھے اور کہا کہ یہ آپ ﷺ تک پہنچا دے۔ ان اشعار کا مفہوم یہ ہے۔

گواہی دیتا ہوں دن اور رات کو پیدا کرنے والے خدائے ذوالجلال کی کہ آپ ابھی تک راز میں ہیں اور قریش کے لوگ آپ کے دشمن ہیں.. آپ یقین و سچائی.. خیر فلاح کی دعوت لیکر آئے ہیں.. ماہ و سال نے مجھے کمزور کر دیا ہے اور سفر کی ہمت نہیں رہی اور میں ایک پر کٹے پرندہ کی طرح خانہ نشین ہو کر رہ گیا ہوں میرا گھر آپ سے دور ہے تو کیا ہوا. آپ ہی میری پناہ اور راحت ہیں.. گواہی دیتا ہوں رب موسیٰ کی کہ آپ ستاروں کی روشنی لیکر آئے ہیں.. اور شفاعت کیجئے گا میری اس بادشاہ کے یہاں جو بے گناہوں کو کامیابی دیتا ہے۔

عبد عمرو کہتے ہیں.. میں نے یہ اشعار یاد کیے اور مکہ واپس آگیا۔

ایک دن عبد عمرو کی ملاقات ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ تو انہوں نے ان سے ان سب باتوں کا ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "جن کا ذکر کر رہے ہو وہ محمد بن عبداللہ ہیں"۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تم بھی ان کے پاس جاؤ.. تو عبد عمرو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے.. اور رسول ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی.. تو جب آپ ﷺ نے ان کو دیکھا تو بے ساختہ ہنس پڑے اور فرمایا۔

"میں ایک روشن چہرہ دیکھ رہا ہوں... جس کے لیے ہر بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔"

پھر آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا۔ اے ابا محمد... کیا لیکر آئے ہو؟

تو عبد عمرو نے کہا: کس چیز کی بات کر رہے ہیں اے محمد ﷺ؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ایک امانت لیکر، میرے پاس آئے ہو۔ یا کسی بھیجنے والے نے تمہیں ایک پیغام دیکر بھیجا ہے.. تو لاؤ.. کہاں ہے وہ پیغام.. کہ اولادِ

Marfat.com

حمیر (پیغام بھیجنے والے کا خاندان) مومنین میں خاص مقام رکھتے ہیں۔
عبد عمرو کو بہت تعجب ہوا کہ عسکلان بن عواکر الحمیری کے بھیجے گئے اشعار کے بارے میں محمد بن عبداللہ ﷺ کو کس نے بتایا؟ کیونکہ وہاں ان دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا.. کیا ان سے پہلے کسی اور نے مکہ آکر محمد بن عبداللہ ﷺ کو اطلاع کر دی؟ مگر نہ کوئی ان سے پہلے مکے آیا.. اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور نے عسکلان بن عواکر کے اشعار سنے۔
کہیں ایسا تو نہیں کہ محمد بن عبداللہ ﷺ کو آسمان سے چیزیں ملتی ہوں؟؟
اور پھر عبدو عمرو کو پتہ بھی نہیں چلا اور اس نے کلمۂ شہادت ادا کر دیا۔ (جیسے کوئی چیز خود بخود زبان پر آجائے)

اشهد ان لا اله الا الله وان محمد أعبده و رسوله

پھر انھوں نے آپ ﷺ کو عسکلان بن عواکر کے اشعار پڑھ کر سنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور مجھ سے ملے بغیر میری تائید کرتا ہے۔ یہی لوگ درحقیقت میرے بھائی ہیں"
عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں.. میں اور رسول ﷺ ہم عمر تھے.. میری والدہ شفاء بنت عوف.. عمرو بن عوف کی بہن اور مکہ کی دائی تھیں۔
آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وھب کے بارے میں بتاتے ہوئے شفاء کہتی ہیں:
جب محمد ﷺ کی ولادت میرے ہاتھوں پر ہی ہوئی.... اسی وقت میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا: "اللہ تم پر رحم کرے تمہارا رب تم پر رحم کرے"۔
الشفاء بنت عوف کہتی ہیں:
پھر مشرق سے لے کر مغرب تک میرے لیے سب کچھ روشن کر دیا گیا، یہاں تک کہ روم کے کچھ محل نظر آئے.. اس کے بعد میں نے انہیں پہلو کے بل لٹا دیا۔ کہ ایکدم سے مجھ پر اندھیرا اور خوف چھا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد ہی میرے داہنی طرف

Marfat.com

روشنی چھاگئی اور میں نے کسی کو کہتے سنا.. اسے کہاں لیکر گئے تھے؟
کہا گیا.. مغرب کی طرف لے گیا تھا۔
پھر تھوڑی دیر بعد میرے بائیں طرف سے مجھ پر اندھیرا اور خوف چھا گیا۔
تو میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا.. اسے کہاں لے گئے تھے؟
تو کہا گیا: مشرق کی طرف لے گیا تھا۔
عبدالرحمٰن کہتے ہیں یہ ساری گفتگو میرے ذہن میں تھی۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں پہلے اسلام لانے والے لوگوں میں سے تھا۔

قریش کے سردار آپ ﷺ کی دعوت کے مقابلے پر کھڑے ہو گئے.. جبکہ یہود و نصاریٰ، مجوس اور صابئین کو مکہ میں اپنے اپنے مذاہب پر عمل کرنے کی کھلی چھوٹ دیدی گئی.. اور ان کی اس دیوی کے بت کو جو اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے تھی... اپنے بتوں کے درمیان شامل کر لیا.. جبکہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام پر اذیتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے گئے.. اور انہیں اتنا ستایا کہ وہ لوگ اپنا دین بچا کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی بھی انھیں لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے قریش کے ظلم و ستم کا سامنا کیا۔ یہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: یارسول اللہ ﷺ جب ہم لوگ مشرک تھے تو بہت طاقتور تھے۔ جب ایمان لے آئے تو کمزور پڑ گئے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے عفو درگذر کا حکم دیا گیا ہے.. تو قریش سے لڑائی مت کرو۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعثت کے پانچویں سال ماہ رجب میں حبشہ کے لئے ہجرت کی ان کے ساتھ اس قافلے میں دس آدمی اور چار عورتیں شامل تھیں۔

پھر وہ دوبارہ مکہ واپس آگئے تھے.. اور انہوں نے حبشہ کے لئے دوسری ہجرت کی۔
آپ ﷺ نے فرمایا: "احب شیٔ الی اللہ الغرباء"۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شئے اجنبی ہیں

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ اور صحابہ نے دریافت فرمایا:

اجنبی کون ہیں یارسول اللہ؟

توآپ علیہ السلام نے فرمایا:

الفارون بدینھم یبعثھم اللہ یو م القیامۃ مع عیسیٰ ابن مریم -علیھما السلام۔

جو اپنا دین بچانے کے لیے بھاگتے ہیں.. اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ہمراہ اٹھائیں گے۔

اور جب قریش کے سرداروں کو یہ معلوم ہوا کہ انصار نے محمد علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے... اور آپ علیہ السلام کے ساتھ مدینہ طیبہ کے لیے ہجرت کرنے لگے ہیں تو انہوں نے مہاجرین کے گھر، مال دولت اور تجارت پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مدینہ ہجرت کرنے کے خواہشمند کمزور مسلمان کو قید کر دیا اور مدینہ جانے سے روک دیا صرف اس لیے کہ وہ کہتے تھے: "ہمارا رب اللہ ہے"۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سب مال و دولت اور تجارت کو خیرباد کہہ کر اپنا دین بچا کر مدینہ ہجرت کر گئے اور پھر آنحضرت علیہ السلام بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔

اور جب آپ علیہ السلام نے مہاجرین اور انصار کے درمیان دوستی کروائی تو سعد بن الربیع کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست ٹھہرایا.. انصار نے مہاجرین کو ہر چیز میں اپنے اوپر فوقیت دی اور انہیں اپنے گھر اور مال و دولت میں حصہ دار بنایا.. سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں اپنا گھر، خاندان، مال و دولت چھوڑ کر آنے والے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور بولے:

"میری دو بیویاں ہیں۔ اور تم میرے بھائی کی طرح ہو اور تمہاری کوئی بیوی نہیں۔ میں اپنی کسی ایک بیوی سے دستبردار ہو جاتا ہوں تاکہ تم اس سے شادی کرلو"

مگر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب کے ساتھ انکار کر دیا اور کہا:

Marfat.com

قسم خدا کی ایسا نہیں ہو سکتا.. اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تمہارے گھر والوں میں برکت عطا فرمائیں۔

تو سعد بن عبد الربیع نے پھر کہا:

چلو میرے باغ میں چلو میں تمہیں اس میں حصہ دار بناتا ہوں۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے:

نہیں میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائیں.. مجھے بس بازار کا راستہ دکھا دو۔

سعد بن الربیع کا دل اللہ کی راہ میں ڈوب گیا تھا۔ جب ہی انھوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے ایثار کرنا چاہا۔ مگر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خوددار تاجر تھے انہیں یہ گوارا نہ ہوا.. وہ چاہتے تھے کہ اپنی محنت سے کمائیں اور شادی کریں.. پھر وہ بازار چلے گئے۔

وہ ایک کامیاب عرب تاجر تھے اور بازار آشنا بھی۔ انہوں نے (قریش کے پنیر) کی خرید و فروخت کی اور کمایا۔ اور کچھ دنوں بعد انہوں نے اُمّ ایاس بنت ابی الحسیر سے شادی کر لی۔

ایک دن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عباء پہنے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: "مهيم يا عبد الرحمن"۔

محبت میں ڈوبے ہوئے.. اے عبدالرحمٰن

تو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے:

یارسول اللہ میں نے اُمّ ایاس بنت الحسیر الانصاریہ سے نکاح کر لیا ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اولم ولو بشاة" (ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو)۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے گھر آئے اور اُمّ ایاس کو آپ ﷺ کی یہ بات بتائی.. تو وہ بولیں: سر آنکھوں پر۔

اور پھر انھوں نے دو بکریاں ذبح کیں اور کھانا کھلایا۔

Marfat.com

اُمّ ایاس بنت ابی الحسیر الانصاریہ کہتی ہیں: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کی پتلیاں بڑی بڑی اور پلکیں گھنی اور لمبی تھیں.. اوپر کے دو دانت لمبے تھے.. بال بہت گھنے تھے.. گردن لمبی تھی.. ہتھیلیاں بڑی بڑی اور انگلیاں موٹی تھیں۔

اور جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو آیۃ الکرسی پڑھا کرتے تھے.. ان کی بیوی اُمّ ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے پوچھا: آپ گھر کے چاروں کونوں میں کیوں یہ آیت پڑھتے ہیں؟

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: یہ آیت قرآن کریم کی عظیم ترین آیت ہے اور میں اسے اس لیے پڑھتا ہوں کہ یہ ہماری حفاظت کرے اور شیطان کو ہم سے دور رکھے۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے.. اور جس صبح آنحضرت ﷺ کو اُحد سے آنا تھا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور بولے: یارسول اللہ میں اپنے گھر والوں کے پاس سے آرہا تھا.. اور جب فلاں جگہ پہنچا.. تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر قریش نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے.. اور میں نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو کہتے ہوئے سنا کہ: تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا.. ان کے بہت سے سر بچ گئے جو تمہارے لیے تیاری کر رہے ہیں.. چلو واپس چل کر جو بچ گئے ہیں انہیں بھی ختم کر دیتے ہیں.. مگر صفوان بن امیہ یہ بات نہیں مان رہے تھا اور وہ ان سے کہہ رہا تھا: اے میری قوم کے لوگوں! ایسا مت کرو.. مجھے ڈر لگتا ہے کہ جو لوگ نکلنے سے رہ گئے ہیں.. کہیں جمع ہو کر تم پر حملہ نہ کر دیں.. واپس لوٹ چلو.. کہ اس وقت تو غلبہ تمہیں حاصل ہے.. اور اگر تم واپس انہی کے پاس گئے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم پر غالب نہ آجائیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"صفوان نے انہیں صحیح راہ دکھائی مگر وہ کامیاب نہ ہوا"۔

اور پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا

Marfat.com

بھیجا اور انہیں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتائی ہوئی ساری باتیں بتادیں.. تو وہ دونوں بولے: یارسول اللہ ﷺ دشمنوں کا پیچھا کریں۔

توآپ ﷺ نے فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو جمع کیا اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردیں کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو دشمن کا پیچھا کرنے کا حکم دیتے ہیں.. اور وہی لوگ جائیں جو کل کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے.. تو مؤذنِ رسول ﷺ نے اعلان کیا.. کہ وہ قریش کا پیچھا کریں اور وہی لوگ نکلیں جو کل اُحد کی لڑائی میں شریک تھے.. تاکہ دشمن کو خوفزدہ کیا جاسکے اور انہیں بتایا جائے کہ آنحضرت ﷺ ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہیں.. اور یہ کہ وہ کمزور نہیں ہیں.. اور جو کچھ ان کے ساتھ ہوا اس سے وہ لوگ کمزور نہیں پڑے۔

اور آپ ﷺ دشمن کے مقابلے کے لیے اس حالت میں نکلے کہ آپ کا چہرہ مبارک.. خود کے حلقوں سے زخمی ہوگیا تھا.. اور آپ ﷺ کے سامنے کے چار دانت شہید ہو چکے تھے.. اور نچلا اور بالائی ہونٹ اندر سے زخمی ہو چکا تھا.. اور آپ ﷺ کا دایاں مونڈھا ملعون ابن قمیئہ کی ضرب سے متأثر تھا۔ اور آپ ﷺ کے دونوں گھٹنے.. ابو عامر الراھب کے کھودے ہوئے گڑھے میں گرنے کی وجہ سے زخمی ہوگئے تھے۔

اُمّ ایاس بنت ابی الحسیر الانصاریہ کہتی ہیں: کہ عبد الرحمٰن بن عوف جب حمراء الاسد کے لیے نکلے تو ان کے بدن پر بیس زخم تھے۔

آپ ﷺ کی فوج نے حمراء الاسد میں پڑاؤ ڈالا اور یہ جگہ مدینہ طیبہ سے آٹھ یا دس میل کے فاصلے پر ہے.. یہاں آپ ﷺ نے تین راتوں تک قیام کیا، اور ہر رات کو یہاں پانچ سو الاؤ جلتے تھے تاکہ دور سے دیکھے جاسکیں۔ اور ان کے پڑاؤ کی آواز اور آگ ہر جانب پہنچ گئی.. اور اللہ تعالیٰ نے قریش کو ذلیل و رسوا کیا۔

اور جب عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو بیمار پڑ گئے اور بیہوش ہوگئے.. تو اُمّ ایاس بنت ابی الحسیر رونے لگیں.. اور جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے: میرے پاس دو آدمی آئے اور کہنے لگے: چلو ہمارے ساتھ چلو.. "العزیز

Marfat.com

الامین" کے یہاں تمہارا فیصلہ ہوگا... تو انہیں ایک آدمی ملا اور بولا: اسے مت لے جاؤ کیونکہ یہ ان میں سے ہے جن کے لیے ماں کا پیٹ میں ہی سعادت اور خوش نصیبی کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ اُمّ ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر سے نماز میں کمی یا زیادتی کا شک ہونے کے بارے میں دریافت کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: میں نے آنحضرت ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

اذا سها احد كم في صلاته فلم يدر واحدة صلى او ثنتين فليبن على واحدة۔ فان لن يدر ثنتين صلى او ثلاثا فليبن ثنتين فان لم يدر ثلاثا صلى اواربعا فليبن على ثلاث وليسجد سجد تين قبل ان يسلم۔

اگر نماز میں تم میں سے کوئی بھول جائے اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی یا دو.. تو ایک ہی شمار کرے اور اگر یہ پتہ نہ ہو کہ دو رکعتیں پڑھیں کہ تین تو دو شمار کرے اور اگر یہ پتہ نہ ہو کہ تین پڑھی کہ چار تو تین شمار کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔

اُمّ ایاس نے ایک دن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماہ رمضان کی فضیلت کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: فرمایا آپ ﷺ نے۔

اذا كان اول ليلة في شهر رمضان صفدت الشياطين و مردة الجن غلقت ابواب النار فلم يفتح منهاباب و فتحت ابواب الجنة فلم يغلق منهاباب وينادى مناد باغي الخيراقبل و يا باغي الشر اقصر ولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة۔

جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ایک بھی دروازہ نہیں کھلتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کا بھی دروازہ بند نہیں ہوتا اور منادی پکارتا ہے: اے خیر و بھلائی کے خواہشمند قریب آجا اور شر کے طلبگار.. رک جا.. پلٹ جا.. اور اللہ دوزخ سے کچھ لوگوں کو آزاد کریں

Marfat.com

گے اور یہ (آزادی کا عمل) ہر رات ہو گا۔

ایک روز آنحضرت ﷺ.. عبد الرحمٰن بن عوف اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس مسجد میں آئے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے خوشی چھلک رہی تھی.. تو یہ سب لوگ آپ ﷺ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان جبريل جاء نى فقال : ابشر يا محمد اعطاك الله من امتك و ما اعطى امتك منك من صلى عليك منهم صلاة ﷺ و من سلم عليك سلم الله عليه۔

جبریل علیہ السلام میرے پاس اور کہا: اے محمد خوش ہو جائیے اللہ کی اس عطا سے جو اس نے امت کے ذریعہ آپ کو عطا کی اور جو آپ کے ذریعہ آپکی امت کو عطا کی.. ان میں سے جو آپ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سلامتی بھیجے گا۔

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کہا کرتے تھے

اللّٰهم انى اعوذبك من البخل واعوذبك من الجبن واعوذبك من ان ارد الى ارذل العمر واعوذبك من فتنة الدنيا واعوذبك من عذاب القبر۔

اے میرے اللہ میں آپکی پناہ مانگتا ہوں کنجوسی سے.. اور پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی کی حقارتوں اور ذلتوں کی طرف لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

اور آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو توبہ کرنے کی ترغیب دیتے تھے.. آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خوشی اس آدمی سے زیادہ ہوتی ہے جس نے ایک خطرناک جگہ پڑاؤ ڈالا اور اس کے ساتھ اس کی سواری بھی تھی جس پر اس کا کھانا اور پانی رکھا ہوا تھا.. پھر وہ اپنا سر رکھ کر سو گیا.. اور جب وہ جاگا تو اسے پتہ چلا کہ اس کی سواری غائب ہے.. اس نے اسے بہت تلاش کیا مگر وہ اسے نہ ملی..

Marfat.com

یہانتک کہ گرمی کی شدّت بڑھ گئی اور اسے پیاس لگنے لگی تو اسنے کہا: میں اپنی اس جگہ پر واپس چلا جاتا ہوں.. جہاں میں تھا اور سو جاتا ہوں جبتک کہ موت نہ آجائے.. پھر وہ واپس آکر سو گیا اور جب اس کی آنکھ کھلی اور اس نے سر اٹھایا تو اس نے دیکھا اس کی سواری تو کھانے پانی کے ساتھ اس کے پاس کھڑی ہے.. تو اپنے مومن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ اس آدمی کی خوشی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جو اسے اپنی سواری اور کھانا دیکھ کر ملتی ہے۔

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

التسويف شعار الشيطان يلقيه فى قلوب المومنين

ٹال مٹول کرنا شیطان کی علامت اور شعار ہے جو وہ مومنوں کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

اور ایک دن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند صحابہ اکرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے.. کہ ایک جماعت کے پاس سے ان کا گذر ہوا.. تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ جماعت کیا ہے؟

تو وہ بولے: پاگل ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: پاگل نہیں بیمار ہے.. کیونکہ پاگل وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی پر اڑا رہے۔

اُمّ ایاس بنت الحسیر نے اپنے شوہر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ سہو کے بارے میں دریافت کیا.. تو انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا شك احد كم فى صلاته فلم يدر كم صلى ثلاثا ام اربعا ؟ فليطرح الشك وليبن على ما استيقن ثم يسجد سجد تين وهو جالس قبل ان يسلم . ثم يسلم -

اگر تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں کہ چار؟ تو وہ شک کو چھوڑ کر یقین پر عمل

Marfat.com

کرے پھر بیٹھے بیٹھے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے.. پھر سلام پھیر لے۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: فرمایا آپ ﷺ نے

اذا كان احد كم على شك من النقصان فى الصلوٰة فليصل حتى يكون على شك من الزيادة۔

اگر تم میں سے کسی کو نماز میں کمی کا شک ہو جائے تو وہ نماز پڑھے یہاںتک کہ اسے زیادتی کا شک ہونے لگے۔

اُمّ ایاس بنت الحسیر کہتی ہیں: کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم وفات پاگئے تو عورتیں چیخ پڑیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان هؤلاء النوائح يجئن يوم القيامة صفين صف عن يمينهم و صف عن يسار هم فينبحن على اهل النار كما تنبح الكلاب۔

یہ نوحہ اور بین کرنے والیاں قیامت کے روز دو صفوں میں آئیں گی.. ایک صف ان کے دائیں طرف اور ایک صف ان کے بائیں طرف.. اور پھر وہ دوزخیوں پر ایسے بھونکیں گی جیسے کُتّے بھونکتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے رونے سے نہیں روکا.. بلکہ نوحہ کرنے سے منع کیا ہے.. دو احمق اور بدکار آوازوں سے روکا ہے.. ایک تو وہ آواز جو لہو ولعب کی حالت میں نکلتی ہے اور شیطان کے باجے اور بانسری کی آواز اور دوسری وہ آواز جو کسی مصیبت کے وقت سنائی دیتی ہے.. چہرے نوچنا کپڑے پھاڑنا اور شیطانی آواز.. جبکہ یہ رحمت ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اے ابراہیم.. اور اگر یہ امر حق نہ ہوتا.. اور سچا وعدہ نہ ہوتا.. اور یہ وہ راستہ ہے جو ہر حال میں طے کرنا.. ہے اور ہمارے پچھلے اگلوں سے جا کر مل جائیں گے.. تو ہم تمہارے لیے اس سے بھی زیادہ غم کرتے .. اور ہم تمہاری وجہ سے بہت غمگین ہیں.. آنکھیں اشکوں سے بھرتی ہیں.. دل غمزدہ ہوتا ہے مگر ہم ایسا کچھ نہیں کہتے جس سے ہمارے آقا ناراض ہوتے ہوں۔

Marfat.com

ایک رات آپ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اپنی مسجد میں تشریف لائے اور ان سے کہا : اے ابن عوف کیا میں تمہیں ایسے الفاظ نہ سکھادوں جو مسجد میں داخل ہوتے اور مسجد سے نکلتے وقت پڑھا لیا کرو ؟ کیونکہ کوئی بھی بندہ ایسا نہیں جس کے ساتھ اس کا شیطان نہ ہو.. تو جب کوئی مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو تو اندر داخل ہوتے ہوئے یہ کہے : السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے میرے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے (ایک مرتبہ) : اے میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیری اچھی طرح عبادت کر سکوں .. اور میرے لیے اپنی اطاعت کو آسان فرما (یہ تین مرتبہ کہے) اور جب مسجد سے نکلے تو بولے : السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ اے اللہ مجھے شیطان ملعون سے اور اپنی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے محفوظ رکھنا (ایک مرتبہ) کیا میں تمہیں وہ الفاظ نہ سکھادوں جو تم اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے پڑھا کرو ؟ پہلے بسم اللہ پڑھو .. پھر سلام کرو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو۔ اور پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق عطا کیا ہے اس پر اللہ کا نام لو اور جب فارغ ہو جاؤ تو اس کا شکر ادا کرو۔

ایک دن اُمِّ ایاس بنت الحسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی مریض کی عیادت کے لیے جانے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دیدی اور کہا : آپ ﷺ نے فرمایا

عائد المریض فی مخرفة۔ ای ان العائد فیما یجوز فی الثواب کانه علی نخل الخنة یخترف ثمرها۔ الجنة فاذا جلس عنده غمرته الرحمة۔

مریض کی عیادت کرنے والا ایسا ہے جیسے وہ کسی دو رویہ کھجوروں کے درخت سے گھرے راستے پر ہو.. کہ اگر وہ وہاں بیٹھے تو رحمت اس پر سایہ کرے۔

پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : فرمایا آپ ﷺ نے :

ان اللہ یو کل بعائد السقیم من الساعة التی توجه الیه فیها سبعین الف ملك یصلون علیه الی مثلها من الغد۔

Marfat.com

جب کوئی کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو جس گھڑی سے وہ روانہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو اس کام پر لگا دیتے ہیں۔ کہ وہ اس کے لیے اگلے دن تک دعا کرتے رہیں۔

اور جب اُمّ ایاس واپس آگئیں تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ان کی بیمار پڑوسن کا حال دریافت کیا تو وہ بولیں.. کہ وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ :آپ ﷺ نے فرمایا:

ثلاث من کنوز البر: کتمان الاوجاع والبلوی والمصیبات و من بث، نشر و اظهر لم یصبر

تین باتیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں : تکلیفوں، آزمائشوں اور مصیبتوں کا چھپانا اور برداشت کرنا اور جس نے ظاہر کر دیا اور شور کیا تو اس نے صبر نہیں کیا۔

اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ثلاث اقسم علیهن : مانقص مال قط من صدقة فتصد قوا ولا عفا رجل عن مظلمة ظلمها الا زاده الله تعالیٰ بها عزاً فاعفو ایزد کم الله عزوجل عزا ولا فتح رجل عن نفسه باب مسألة یسأل الناس الافتح الله علیه باب فقر۔

میں تین چیزوں کی قسم کھاتا ہوں: صدقہ دینے سے ہرگز ہرگز مال میں کمی نہیں ہوتی تو صدقہ دیا کرو.. اور کوئی بھی آدمی اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو معاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت بڑھا دیتے ہیں.. تو عفو و درگذر سے کام لیا کرو تاکہ اللہ تمہیں مزید عزت عطا فرمائیں.. اور کوئی بھی آدمی اپنے لیے لوگوں سے سوال کرنے (یعنی خیرات مانگنے) کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و فاقہ کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اُمّ ایاس نے اپنے شوہر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان تین لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو قیامت کے روز عرش کے سائے تلے ہوں گے، تو وہ

Marfat.com

بولے: کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ثلاث تحت العرش یو م القیامة : القرآن له ظهر و بطن یحاج العباد، والرحم تنادی : صل من وصلی واقطع من قطعنی ، والامانة."

قیامت کے روز تین عرش کے سائے تلے ہوں گے: قرآن اس کا پیٹ اور پیٹھ ہوں گے اور وہ بندوں سے جھگڑا کرے گا.. اور قرابت اور رشتہ داری پکارے گی: جس نے قطع رحمی کی اس سے قطع تعلق کر لیجئے گا: اور امانت (دیانت داری)۔

ایک روز آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

شکر ہے خدا کا.. اس کی حمد کرتا ہوں اور مدد چاہتا ہوں.. پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفس کے شر سے اور اپنے برے اعمال سے.. جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا.. اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کریں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا.. اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب سے بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے.. اور کامیاب ہو گیا وہ شخص قرآن کو جس کے دل کی زینت بنا دیا گیا اور کفر کے بعد اسلام میں داخل کیا.. اور سب لوگوں کی باتیں چھوڑ کر اس کو چنا وہ سب سے بہتر کلام ہے اور سب سے زیادہ فصیح و بلیغ.. محبت کرو اس سے جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں اور محبت کرو اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی گہرائیوں سے اور مت بیزار ہو اللہ کے کلام اور اس کے ذکر سے اور تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں.. کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سب سے بہتر کلام اور سب سے نیک عمل قرار دیا ہے اور جو کچھ حلال و حرام ہے اس میں لوگوں کے لیے.. تو اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور اس کا خوف دل میں رکھو.. اور جو کچھ اپنے منہ سے نکالو سچ بولو.. اور آپس میں محبت رکھو اللہ کے لیے.. اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اسکو کہ اس کا بندہ عہد شکنی کرے۔

Marfat.com

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکھوں میں آنسو بھرے گھر واپس آئے اور فیصلہ کیا کہ اُمّ ایاس کو آنحضرت ﷺ کے مواعظ سنائیں گے لیکن وہ انہیں دردِ زہ میں مبتلا ملیں تو انہیں خوشخبری سناتے ہوئے بولے:

فرمایا آپ ﷺ نے:

کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند نہیں کہ جب وہ اپنے شوہر سے حاملہ ہو اور اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو اس کو اللہ کی راہ میں ہر دم تیار رہنے والے روزہ دار کا سا اجر و ثواب ملے؟ اور جب اس کو دردِ زہ شروع ہو تو زمین اور آسمان والوں کو یہ علم نہ ہو کہ اس کے لیے کون سی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپائی گئی ہے اور جب اس کا بچہ پیدا ہو جائے.. تو اس کے دودھ کے ہر گھونٹ کے بدلے اسے نیکی ملے گی.. اور اگر وہ بچہ اسے ایک رات جگاتا ہے تو اس کو اللہ کی راہ میں سترّ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے.. کیا تمہیں پتہ ہے کہ میرا مطلب کن سے ہے؟ نرم نازک نیک و صالح اپنے شوہروں کی فرمانبردار جو صحبت و معاشرت کا حق ادا کریں۔

اور پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ: میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو اس کو: عاجز و متواضع، قیام کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے روزہ دار جیسا اجر و ثواب ملتا ہے اور جب اس کو دردِ زہ شروع ہوتا ہے تو کوئی اس کے اجر و ثواب کا اندازہ نہیں لگا سکتا.. اور جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو دودھ کے ہر گھونٹ کے بدلے اجر ملتا ہے.. اس جان کا جس کو وہ زندگی دیتی ہے.. اور جب وہ اس کو دودھ پلانا چھوڑ دیتی ہے تو فرشتہ اس کے مونڈھے پر مار کر کہتا ہے: "اپنا کام جاری رکھو۔"

اور پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے اپنے حبیب محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ماہ رمضان ہے جس میں روزے رکھنا تم پر فرض کئے گئے اور قیام کرنا تمہارے

Marfat.com

لیے مسنون ٹھہرایا گیا۔ کسی نے اس مہینے میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا اور جس نے روزہ رکھا وہ اپنے گناہوں سے اسطرح پاک صاف ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا۔

اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

فرمایا آپ ﷺ نے:

اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیئے اور قیام کو مسنون بنایا تو جو ثواب کی امید رکھتے ہوئے یقین کے ساتھ روزہ رکھے گا اور قیام کرے گا تو یہ اس کے لیے اس کی گذری ہوئی زندگی کا کفارہ ہوگا۔

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

رمضان کا روزہ دار سفر میں ایسا ہوتا ہے جیسے شہر میں مقیم افطار کرنے والا۔

اور فرمایا آپ ﷺ نے:

سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ تمہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی آسانی اور رخصت پر عمل کرو اور اسے قبول کرو۔

ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا:

ہم روزہ کیسے رکھیں؟

تو آپ ﷺ کو غصہ آگیا اور چہرہ سے ظاہر ہونے لگا اور آپ بار بار اس آدمی کا قول دہراتے رہے: ہم روزہ کیسے رکھیں؟ ہم روزہ کیسے رکھیں؟ ہم روزہ کیسے رکھیں؟ اور جب آنحضرت ﷺ کا غصہ رفع ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور بولے:

ہم نے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا مذہب، محمد ﷺ کو اپنا نبی اور انہی کی بیعت کو بیعت مانا۔

آپ ﷺ سے صائم الدّہر یعنی عمر بھر روزہ رکھنے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

Marfat.com

"نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا ، یا اس نے روزہ رکھا اور افطار نہ کیا"
تو پھر انھوں نے دو دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
یہ کون برداشت کر سکتا ہے؟
پھر انھوں نے ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
ہماری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی قوت و طاقت عطا فرمائے۔
پھر انھوں نے ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں"
پھر انھوں نے پیر کے روزہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"یہ وہ دن ہے جس میں میری بعثت ہوئی اور اسی دن میں پیدا ہوا"
اور فرمایا آپ ﷺ نے:
"ہر مہینے کے تین دن کے روزے (ایام بیض) اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے ورزے عمر بھر روزہ رکھنے کے برابر ہیں"
اور آپ ﷺ سے یوم عرفہ (۹ ذالحج) کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"وہ اگلے اور پچھلے سال کا کفّارہ ہوتا ہے"
اور آپ ﷺ سے یوم عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"وہ گذرے ہوئے سال کا کفّارہ ہوتا ہے"

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں حصہ لیا اور پھر ان کے ساتھ طائف چلے گئے۔ اور اٹھارہ انیس دن تک اس کا محاصرہ کیا مگر اسے فتح نہ کر سکے پھر وہ مکہ چلے گئے اس کے بعد مدینہ منورہ واپس

Marfat.com

آ گئے اور کہا :

اے لوگو!

میں تم لوگوں کے لئے وہ آدمی ہوں جو تمہارے لیے پانی حاصل کرنے کے لیے آگے آگے جاتا ہے اور تمہیں پانی پلاتا ہے.. اور میرے بعد میرے کنبہ اور اولاد کا خیال رکھنا اور ہماری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے.. تم لوگ نماز پڑھو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے.. نہیں تو میں تمہارے لیے ایسا آدمی بھیجوں گا جو تمہارے لڑنے والوں کی گردنیں اڑا دے گا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: لوگ سمجھے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کر رہا ہوں مگر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھاما اور فرمایا: "یہ ہے"۔

اور جب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کی حیثیت سے بیعت کی تو صدیق اکبر عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورہ کیا کرتے تھے اور بہت سے معاملات میں ان کی رائے پر عمل کیا کرتے تھے۔ اور جب خلیفۂ اول شدید مرض میں مبتلا ہو گئے اور وصال کا وقت قریب آگیا تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا :

مجھے عمرؓ بن خطاب کے بارے میں بتاؤ؟

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے :

آپ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھتے ہیں تو آپ اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

تو ابوبکرؓ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے : اگر ایسا ہے تو پھر بھی۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف کہنے لگے : قسم خدا کی ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ افضل ہیں۔

عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بڑے معرف تاجروں

Marfat.com

میں سے تھے.. ایک روز آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے کہا:
ہماری خواہش ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں خرید و فروخت کریں تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا تاجر ہے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذی النورین (عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ایک گھوڑی (جو کسی اور جگہ تھی) چالیس ہزار درہم میں اس شرط کے ساتھ خریدی کہ یہ سودا طے ہوتے وقت وہ زندہ سلامت ہو۔
تھوڑی دیر بعد عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پھر واپس آئے اور کہنے لگے:
میں چھ ہزار درہم اور بڑھا دوں گا اگر.. میرے قاصد کو وہ زندہ سلامت ملی.. تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔
عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد روانہ ہو گیا اور جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ گھوڑی تو مر چکی ہے.. اور اس طرح سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معاملہ سے پہلی شرط کے ساتھ نکل گئے۔
اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہونے لگا تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا:
مجھے کسی چیز کا غم نہیں علاوہ تین چیزوں کے.. جو میں نے کیں۔ اور کاش کہ میں نے وہ نہ کی ہوتیں۔ اور تین چیزیں میں نے نہیں کیں اور کاش میں نے وہ کی ہوتیں.. اور تین چیزیں ایسی ہیں جو کاش میں نے رسول ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کیا ہوتا..
تو وہ تین چیزیں جو کاش میں نے نہ کی ہوتیں یہ ہیں کہ:
میں نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر نہ کھولا ہوتا اور اسے چھوڑ دیا ہوتا۔ اگرچہ کہ وہ بند کر دیا گیا تھا..
اور کاش کہ میں نے سقیفہ بنی ساعدہ (جہاں انصار نے انہیں بیعت دے کر خلیفہ چنا

Marfat.com

تھا) میں خلافت دو آدمیوں (ابی عبیدہ بن الجراح یا عمر) میں سے کسی ایک کی گردن میں ڈالی ہوتی تو وہ امیر ہوتا اور میں اس کا وزیر ہوتا۔

اور کاش کہ میں نے جہاں خالد بن ولید کو اہل ردۃ کے ساتھ جنگ کے لیے بھیجا تھا .. میں یہ کام کرتا.. تو اگر مسلمان ظاہر ہو جاتے تو ہو جاتے.. ورنہ میں مقابلہ کرتا یا مدد کا انتظام کرتا۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا اور وہ تین چیزیں کیا ہیں جن کو آپ کرنا چاہتے تھے؟

تو خلیفۂ اول بولے وہ تین چیزیں جو میں نے نہیں کیں اور کاش کہ میں نے کی ہوتیں .. تو وہ یہ ہیں کہ کاش!

جس دن اشعث بن قیس کو میرے سامنے قیدی بنا کر لایا گیا تھا میں نے اس کی گردن اڑادی ہوتی۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ جب بھی کوئی شر یا برائی دیکھتا تھا اس کو تقویت پہنچاتا تھا۔

اور کاش کہ جس دن فجاءۃ کو میرے پاس لایا گیا تھا میں نے اسے جلایا نہ ہوتا بلکہ آسانی سے قتل کر دیا ہوتا اور کامیابی سے اسے آزاد کر دیا ہوتا۔

اور کاش میں نے جہاں خالد بن ولید کو شام روانہ کیا تھا تو عمر کو عراق روانہ کر دیا ہوتا اور اس طرح میں نے اللہ کی راہ میں اپنے ہاتھ دائیں بائیں دونوں طرف پھیلا دیئے ہوتے۔

اور وہ تین چیزیں جن کے بارے میں میری خواہش تھی کہ میں نے ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا ہوتا تو وہ یہ ہیں:

کاش کہ میں نے ان سے خلافت کے بارے میں پوچھ لیا ہوتا کہ یہ کس کے ذمہ ہوگی توان کے خاندان والوں نے ان سے جھگڑا نہ کیا ہوتا..

اور کاش میں نے لکھ کر ان سے اس معاملے میں انصار کے بارے میں کچھ پوچھ لیا ہوتا..

اور کاش کہ میں نے ان سے پھوپھی اور بھانجی کے وراثت کے حقدار ہونے کے

Marfat.com

بارے میں پوچھ لیا ہو تاکہ میرے دل میں ان کے لئے ناراضگی ہے۔

اور جب لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے ہر سو حق اور انصاف پھیلا دیا.. تو لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی.. عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کرو کہ وہ ذرا ہمارے لیے نرمی برتیں کہ انہوں نے ہمیں خوفزدہ کر دیا ہے.. کہ کنواریاں بھی اپنے خیموں میں خوفزدہ ہو گئیں۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کی تو امیر المومنین عمرؓ کہنے لگے:

میں ان کے لیے یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ قسم خدا کی اگر نہیں پتہ چل جائے کہ میرے دل میں ان کے لیے کتنی خدا ترسی، نرمی اور شفقت ہے تو وہ میرے کاندھوں پر سے میرا لباس اتار لیں۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک آدمی نظر آیا جو کسی عورت سے باتیں کر رہا تھا.. تو انہوں نے اس کے دُرّہ لگایا تو وہ آدمی بولا: اے امیر المومنین یہ میری بیوی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیے اور ان کی ملاقات عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے ان کو پورا واقعہ سنایا تو عبدالرحمٰن بن عوف کہنے لگے: امیر المؤمنین آپ تو لوگوں کی تربیت کرتے ہیں آپ پر کوئی بُرائی نہیں.. اور اگر آپ چاہیں تو میں آپکو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک بات بتاتا ہوں.. فرمایا آپ ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تو منادی اعلان کرے گا: ابی بکر اور عمرؓ سے پہلے اس امت کا کوئی فرد اپنا اعمال نامہ نہ اٹھائے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے کچہریاں قائم کیں..

اور جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسریٰ کے خزانے پیش کیے گئے تو عبداللہ بن ارقم الزھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کیا آپ اسے بیت المال میں نہیں ڈالیں گے؟

Marfat.com

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یہ تب تک بیت المال میں نہیں ڈالے جائیں گے جب تک کہ انہیں تقسیم نہ کر دیں۔
پھر امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:
امیر المومنین آپ کیوں رو رہے ہیں؟
قسم خدا کی یہ تو خوشی اور مسرت کا دن ہے۔
تو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے:
اللہ تعالیٰ نے یہ چیز جس قوم کو بھی دی ان میں آپس میں دشمنی اور عداوت پیدا ہو گئی۔
عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا.. تو عبد لرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:
تم مجھے برا بھلا کہہ رہے ہو؟ جبکہ میں نے جنگ بدر میں حصہ لیا اور تم نے نہیں.. اور میں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تم نے نہیں اور جنگ احد کے موقع پر پیٹھ پھیر کر جانے والوں میں تم بھی شامل تھے۔
تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ تم جنگ بدر میں شریک ہوئے اور میں نہیں تو میں نے کبھی اس چیز سے منہ نہیں پھیرا جس میں رسول اللہ ﷺ نے حصہ لیا ہو.. مگر آپ ﷺ کی صاحبزادی (رقیہؓ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں اور میں ان کی تیمارداری میں مشغول تھا.. تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا.. یہ عثمان کے لیے ہے.. تو آپ ﷺ کا دایاں اور بایاں میرے لیے اپنے دائیں بائیں سے زیادہ بہتر ہے، اور جہاں تک جنگ احد کا تعلق ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: ۱۵۵)

جو لوگ تم میں سے (احد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو

Marfat.com

جماعتیں ایک دوسرے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو میں ان میں شامل تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا۔

اور اسطرح عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت تمام کر دی۔

ایک مرتبہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے ملاقات ہوئی تو ولید نے ان سے کہا:

آپ نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بد سلوکی کیوں کی؟

تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے:

انہیں بتا دینا کہ میں اُحد کے میدان سے فرار نہیں ہوا اور نہ ہی جنگ بدر سے غیر حاضر رہا اور نہ ہی میں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ چھوڑا۔

تو ولید بن عقبہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں یہ باتیں بتا دیں تو ذوالنورین بولے:

جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ میں احد کے موقع پر میدان جنگ سے فرار ہوا تو وہ مجھے اس بات پر شرمندہ کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَ لَّوْامِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ اِنَّمَااسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔ (آل عمران: ۱۵۵)

جو لوگ تم میں سے (احد کے دن) جب کہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا۔

اور ان کا یہ کہنا کہ میں جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تو میں دختر رسول ﷺ (رقیہؓ) کی تیمار داری میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے میری طرف سے میرا تیر چلایا تھا.. اور جس کے لیے آپ ﷺ اس کا تیر چلائیں تو وہ

Marfat.com

ایسا ہے جیسے کہ جنگ میں شریک رہا ہو اور ان کا یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کا طریقہ نہیں چھوڑا تو یہ بات نہ ان کے بس کی ہے اور نہ میرے بس کی تو جاؤ اور انہیں یہ باتیں بتا دو۔

تو ولید بن عقبہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے اور یہ سب باتیں انہیں بتا دیں تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ مصاحبوں کے ساتھ مکہ کے راستے پر چل رہے تھے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے:

کوئی بھی شخص دونوں ہجرتوں (حبشہ اور مدینہ) کے معاملے میں ان بزرگ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔

ایک دوپہر کا ذکر ہے: اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک آواز سنی کہ جس سے پورا مدینہ لرز اٹھا تو وہ کہنے لگیں:

یہ کیا ہے؟

کہا گیا: ایک تجارتی قافلہ ہے جو عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے شام سے آیا ہے..

سات سو اونٹوں پر مشتمل تجارتی قافلہ شام سے آیا تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں:

میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

رایت عبدالرحمن بن عوف یدخل الجنة حبوا ـ الحبو ان یمشی علی یدیه ور کبتیه۔

میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کو گھٹنوں اور ہاتھوں کے بَل جنت میں داخل میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔

یہ بات عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو وہ اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان سے اس بات کی تصدیق کی:

Marfat.com

تو وہ کہنے لگیں :

یہ صحیح ہے۔

تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں . . کہ وہ تجارتی قافلہ اپنے سارے مال و متاع سمیت میں نے اللہ کی راہ میں قربان کیا۔

Marfat.com

سہیمہ بنت عمیر

رکانۃ بن عبد یزید بن ھاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیوی تھیں۔ ایک دن.. قریش کا قافلہ مکہ معظمہ کے لیے واپسی کے سفر پر تھا.. رات کا وقت تھا اور ساربان انہیں لیے چلے جارہا تھا.. کہ قافلہ کے لوگوں کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں.. سب کے دل.. بیت الحرام پہنچنے اور اپنے گھر والوں اور پیاروں سے ملنے کے لیے بے تاب تھے.. مگر رکانۃ بن عبد یزید کا ذہن الجھا ہوا تھا.. اور وہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ وہ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟ وہ ایک خدا کی عبادت کے لیے کیسے دعوت دیتے ہیں؟ اور کیا کسی نے ان کی پیروی کی؟

اور پھر بیت عتیق (خانہ کعبہ) نظر آنے لگا.. تو دل دھڑک اٹھے اور بے تابیاں بڑھنے لگیں.. اور قافلہ حرم سے باہر ہی ٹھہر گیا.. تو اہل مکہ تیزی سے واپس آنے والوں کے استقبال کے لیے آگے بڑھے.. اور کسی نے کسی کو گلے لگایا تو کسی نے کسی کو چوم لیا.. اور رکانہ بن عبد یزید کی بیوی بھی آئیں مگر ملاقات کی خوشی میں وہ یہ پوچھنا نہیں بھولے:

کیا یہ سچ ہے جو میں نے سنا ہے کہ محمد ﷺ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس امت کے نبی ہیں اور لات اور عزیٰ کی پرستش سے دستبردار ہونے کو کہتے ہیں اور..........؟

تو رکانۃ کی بیوی بولیں: یہ سچ ہے۔

تو رکانۃ نے پھر سوال کیا:

کیا کسی نے ان کی پیروی کی؟

Marfat.com

تو ان کی بیوی بولیں : کچھ غلاموں اور فقیروں نے۔
تو رکانہ اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولے :
اور وہ ہیں کہاں ؟
تو ان کی بیوی انہیں تعجب سے دیکھنے لگیں.. کہ کیا پہلے اپنے گھر نہ چلیں ؟
لیکن رکانہ بولے :
محمد ﷺ کہاں ہیں ؟
تو ان کی بیوی نے جواب دیا :
مکہ کی چند گھاٹیوں میں۔
اور پھر رکانہ.. محمد ﷺ.. کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تو مکہ کے کچھ پہاڑوں پر آپ ﷺ ان کو مل گئے تو یہ ان سے کہنے لگے :
بھتیجے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خبر ملی ہے.. تم کس چیز کی دعوت دیتے ہو ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا :
اللہ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔
تو رکانہ بن عبد یزید نے اپنا سر ہلایا اور بولے :
تمہاری باتیں میری سمجھ میں سے باہر ہیں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا :
اے رکانہ ! تم کیوں نہ خدا کا خوف کرو اور میری دعوت قبول کر لو ؟
تو رکانہ بن یزید بولے :
اے محمد (ﷺ) اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ سچ ہے تو میں تمہاری پیروی کر لوں گا.. اور اگر تمہاری سچائی کا علم مجھے جب ہو گا جب تم مجھے پچھاڑ دو گے.. رکانہ مکہ کے سب سے زیادہ طاقتور لوگوں میں سے تھے۔
تو آپ ﷺ نے سوال کیا :
اچھا اگر میں نے تمہیں پچھاڑ دیا تو کیا تمہیں میری سچائی کا یقین ہو جائے گا ؟
رکانہ بن یزید نے موقع غنیمت جانا اور بولے : بالکل.. تو اٹھو تا کہ میں تمہارے

Marfat.com

ساتھ کشتی کر سکوں۔

تو ابو القاسم ﷺ اٹھے اور ان کے ساتھ کشتی کی اور انہیں پچھاڑ دیا.. اور رکانہ بے بس ہو کر رہ گئے اور بولے دوبارہ کشتی کرو محمد:

تو آپ ﷺ نے پھر انہیں پچھاڑ دیا.. تو رکانہ بن عبد یزید.. اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھے اور بولے:

محمد! قسم خدا کی یہ تو بڑے تعجّب کی بات ہے.. کیا تم نے مجھے پچھاڑ دیا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم چاہو تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز چیز دیکھا سکتا ہوں.. اگر تم خدا کا خوف کرو اور میری پیروی کر لو۔

تو رکانہ بن عبد یزید نے پوچھا:

کیا ہے وہ؟

کیا تمہاری کوئی علامت ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک علامت نشانی دیکھا سکتا ہوں۔

رکانہ بن عبد یزید بولے: بالکل۔

اور دونوں ایک درخت کی طرف دیکھنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ جو درخت تم دیکھ رہے ہو، میں اسے بلاؤں گا.. تو یہ میرے پاس آجائے گا"

رکانہ بن عبد یزید بولے: بلایئے۔

تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور وہ اُچھلتا کُودتا.. آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو گیا.. تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی جگہ لوٹ جاؤ"

تو وہ واپس اپنی جگہ چلا گیا.. رکانہ بن عبد یزید کو بہت تعجّب ہوا اور انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا اور پھر وہ آندھی طوفان کی طرح وہاں سے روانہ ہوئے تو انہیں حرم کے پاس ایک مجمع نظر آیا تو وہ بولے:

Marfat.com

اے بنی عبد مناف!

اپنے ساتھی (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے جادو میں مدد لیا کرو.. کہ قسم خدا کی میں نے ان سے بڑا جادوگر آج تک نہیں دیکھا۔ (معاذ اللہ)

تو وہ پوچھنے لگے: کیا کہنا چاہتے ہو؟

تو انھوں نے ان لوگوں کو بتایا کہ انہوں نے کیا دیکھا اور محمد ﷺ نے کیا کیا؟

اور جب رکانہ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو ان کی بیوی نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے بادل چھائے ہوئے ہیں تو وہ بولیں: تمہیں کیا ہوا؟

تو انھوں نے ان کو بھی محمد ﷺ اور کھجور کے درخت والی بات بتائی.. مگر آپ ﷺ کے ساتھ اپنی کشتی کا کوئی ذکر نہیں کیا.. تو وہ بولیں: نبوّت کا دعویٰ کرنے سے پہلے وہ صادق اور امین کہلاتے تھے۔

تو رکانہ نے اپنی بیوی کو بڑی پتھریلی نظروں سے دیکھا مگر خاموش رہے۔

اور پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے ہجرت کر گئے.. اور رکانہ نے بھی اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہونا چاہا تو ابو جہل بن ہشام انہیں ملا اور بولا: کہاں جاتے ہو؟

رکانہ بن عبد یزید نے جواب دیا:

محمد (ﷺ) کے پاس۔

تو ابو جہل اپنے اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے بولا:

اس کے پاس مت جاؤ.. وہ تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دے گا۔

تو رکانہ بن عبد یزید بولے:

اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا واجب ہے۔

تو ابو جہل بن ہشام بولا:

وہ تمہیں حکم دے گا کہ اپنا مال غریبوں کو دو۔

رکانہ بن عبد یزید بولے:

کسی کے ساتھ بھلائی کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

تو ابو جہل بن ہشام کہنے لگا :

وہ زنا کرنے سے روکتا ہے۔

رکانہ بن عبد یزید نے جواب دیا :

میرے نزدیک یہ گناہ اور قابل مذمّت کام ہے اور مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

تو ابو جہل ہشام بولا :

وہ شراب پینے سے روکتا ہے۔

تو رکانہ بن عبد یزید بولے :

ہاں.. یہ چیز میں نہیں چھوڑ سکتا۔

تو ان کی بیوی انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں تو وہ بولے :

وہ شراب کو حرام قرار دیتے ہیں۔

تو ان کی بیوی بولیں :

ان کے پاس جائیے اور اجازت طلب کیجئے.. ہو سکتا ہے وہ آپکو اجازت دیدیں۔

اور پھر فتح خیبر کے بعد رکانہ اور ان کی بیوی سھیمہ بنت عمیر المزنیہ اسلام لے آئے..

اور آپ ﷺ نے ان کو پچاس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے) کھجور سے نوازا۔

رکانہ بن عبد یزید رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بڑی پابندی سے شریک ہوتے تھے..

ایک رات وہ گھر واپس آرہے آئے تو ان کی بیوی سھیمہ ان سے پوچھنے لگیں :

رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

تو رکانہ بن عبد یزید کہنے لگے کہ :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

ان لكل دين خلقا و خلق هذا الدين الحياء

ہر مذہب کی طبعی خصلت ہوتی ہے۔ اور اس دین کی خصلت شرم وحیا ہے۔

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو قطعی طور پر طلاق دیدی.. پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے :

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی بیوی سہیمہ کو قطعی طور پر طلاق دیدی ہے.. مگر قسم خدا کی میری نیت صرف ایک طلاق کی تھی .. تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہاری نیت صرف ایک کی تھی؟

تو رکانہ بن عبد یزید بولے:

قسم خدا کی میری نیت صرف ایک کی تھی۔

تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی بیوی واپس لانے کی اجازت دیدی۔

رکانہ بن عبد یزید اور ان کی بیوی سہیمہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حج وداع کے لئے نکلے سہیمہ کہتی ہیں:

جب ہم لوگ منیٰ میں تھے تو آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں؟

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔ (الفجر:۳)

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"الشفع" سے مراد ہے دس تاریخ یا قربانی کا دن ہے.. اور "الوتر" سے مراد.. یوم عرفۃ.. یا قربانی کے دن کی رات ہے۔

سہیمہ بنت عمیر نے بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ عورت کا دین ناقص کیسے ہوسکتا ہے.. تو انہوں نے جواب دیا:

آپ ﷺ نے کا فرمان ہے:

جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو کیا وہ نماز روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی اس کے دین کا ناقص ہونا ہے۔

سہیمہ بنت عمیر کہتی ہیں:

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے عورتو! جب تم مہندی لگاؤ تو خبردار نقش ونگار اور بیل بوٹے مت بنانا.. اور جب بھی مہندی لگاؤ تو یہاں تک لگاؤ (کلائی کی طرف اشارہ کیا)۔

ایک مرتبہ ایک عورت خوشبو لگا کر باہر نکلی تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی خوشبو سونگھ لی اور درہ مارتے ہوئے بولے:

Marfat.com

تم لوگ خوشبو لگا کر نکلتی ہو تا کہ مردوں تک وہ خوشبو پہنچے ؟اور مردوں کے دل ان کی ناک میں ہوتے ہیں لہٰذا بغیر خوشبو لگائے نکلا کرو۔

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دوبارہ پھر دوسری طلاق دیدی اور پھر واپس لے آئے (یعنی رجوع کرلیا)۔

ایک مرتبہ سہیمہ بنت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہجد کی نماز کے بارے میں دریافت کیا :

تو ذی النورین نے جواب دیا : میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا :

من صلی العشاء فی جماعة فکأنما قام نصف اللیل ومن صلی الفجر فی جماعة فکا نما قام اللیل کله۔

جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو ایسا ہے جیسے کہ آدھی رات عبادت کی ہو..

اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو ایسا ہے جیسے کہ پوری رات عبادت کی ہو۔

رکانہ بن عبد یزید نے سہیمہ کو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تیسری طلاق دیدی۔

Marfat.com

Marfat.com

فاختہ بنت الولید

سیف اللہ المسلول (اللہ تعالیٰ کی سونتی ہوئی تلوار) خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن . . اور صفوان بن امیہ بن خلف کی بیوی۔

ان کے والد ولید بن مغیرہ مخزومی بنی مخزوم کے سردار اور آپ ﷺ کا مذاق اڑانے والوں میں سے تھے۔

صفوان بن امیہ کی زوجیت میں کئی عورتیں تھیں . . جیسے فاختہ بنتِ ولید، عاتکہ بنت ولید، برزہ بنتِ مسعود بن عمرو، فاختہ بنتِ اسود، امیہ بنتِ ابی سفیان، اُمّ وھب بنت ابی امیہ بن قیس اور نیزہ بازی کے ماہر عامر بن مالک کی بیٹی۔

فاختہ بنتِ ولید اپنے شوہر صفوان بن امیہ کے کفر اور دعوت رسول ﷺ سے انکار اور ضد اور ہٹ دھرمی میں اس کی معاون اور مددگار تھی۔

صفوان بن امیہ اپنے غلام ابو فکیھہ کو اذیتیں دیتے تھے . . وہ ان کو بھری دوپہر میں شدید گرمی کے عالم میں صحرا و ریگستان میں لے جاتے تھے اور ان کے پیٹ پر پتھر باندھ کر چھوڑ دیتے تھے . . یہاںتک کہ ان کی زبان نکل پڑتی تھی . . فاختہ بنت الولید آکر ان سے کہتی تھیں: اس کو اور اذیتیں دو جب تک کہ محمد ﷺ آکر اپنے جادو کے زور سے اسے چھڑا کر نہ لے جائے۔

جنگِ بدر کے دن سب سے پہلے جو شخص مکہ آیا وہ الحیسمان بن عمرو تھا . . جب اس نے قریش کے لوگوں کو بتایا کہ ابو الحکم بن ہشام اور شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف قتل کر دیئے گئے اور قریش کے ستّر آدمیوں کو قید کر لیا گیا اور بدر میں انہیں شکست فاش ہوئی تو صفوان بن امیہ کو یقین نہیں آیا۔ لیکن بدر سے آنے والوں نے اس خبر کی

Marfat.com

تصدیق کر دی.. صفوان بن امیہ کو فکر لاحق ہو گئی.. وہ بولے جب بھی بدر سے کوئی آیا ہماری مصیبت کی خبر لایا.. قسم لات اور عزیٰ کی.. زندگی میں ان کے بعد کوئی بھلائی نہیں رہی۔

تو عمیر بن وہب بولے: تم نے سچ کہا! قسم ہے لات کی اگر میرے ذمہ کسی کا قرض نہ ہوتا (جسے میں چکا نہیں سکتا) اور میرے بعد مجھے اپنے بچوں کی بربادی کا ڈر نہ ہوتا تو میں جا کر محمد (ﷺ) کو قتل کر دیتا.. مگر علۃ ابن وہب ان کے یہاں قیدی ہے۔ صفوان بن امیہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی مگر اسے کوئی نظر نہ آیا تو وہ بے تابی سے بولا: جہاں تک تمہارے قرض کی بات ہے تو میں اسے ادا کروں گا.. اور رہے تمہارے بچے تو ساری زندگی میں انہیں بچوں کی طرح رکھوں گا اور ان کی دیکھ بھال کروں گا تو عمیر بن وہب بولا: میں نے منظور کیا.. مگر ہماری یہ بات چھپا کر رکھنا۔

پھر صفوان نے عمیر بن وہب کو تلوار دی اور بولا: یہ تلوار ہے.. جسے میں نے ایک ہزار درہم میں خریدا تھا اور ایک ہزار درہم میں اس کی دھار تیز کروائی.. عمیر بن وہب نے تلوار لی اور مدینہ کے لیے روانہ ہو گیا.. وہاں پہنچ کر اس نے اپنا گھوڑا مسجد کے دروازے پر باندھ دیا.. جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو اٹھے اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے یہ کتا اللہ کا دشمن (عمیر بن وہب) اپنی تلوار سونت کر آیا ہے.. قسم خدا کی یہ کسی شر کی نیت سے آیا ہے.. یہی ہے جس نے بدر کے دن ہمارے درمیان اختلاف پیدا کیا تھا اور ہماری تعداد معلوم کی تھی۔

تو عمیر بن وہب بولا: مجھے محمد (ﷺ) سے ملنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے:

جب تک رسول کریم ﷺ تمہیں اجازت نہ دیدیں، تم اندر نہیں جا سکتے۔

نبی کریم ﷺ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دیدی.. تو عمیر بن وہب بہت خوش ہوا چشم تصور سے دیکھا کہ صفوان بن امیہ مکہ کی گلیوں میں اتراتا پھر رہا ہے اور قریش کی مجلسوں میں جا کر خوشی خوشی یہ بتا رہا ہے کہ:

Marfat.com

تمہارے لیے خوشخبری ہے ایک ایسے واقعہ کی جو تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی۔
تو وہ لوگ اس سے کہتے ہیں وہ خوشخبری کیا ہے؟
تو صفوان بن امیہ کہتا ہے:
مدینہ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا ہے۔
عمیر بن وھب آنحضرت ﷺ کے نزدیک آیا اور بولا معبود آپ کی عمر دراز کریں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری تحیت سے زیادہ بہتر تحیت سے نوازا ہے.. سلام سے نوازا ہے.. جو جنت والوں کی تحیت ہے"
تو عمیر بن وھب بولا: قسم خدا کی اے محمد ﷺ میرے لیے یہ بات نئی ہے۔
تو آپ ﷺ نے دریافت کیا تم کس لیے آئے ہو عمیر؟
تو عمیر بن وھب نے جواب دیا: اس قیدی کے خاطر آیا ہوں جو آپ لوگوں کی قید میں ہے.. اس پر احسان کیجئے۔
تو آپ ﷺ نے پھر دریافت کیا: "تو پھر یہ تلوار کیوں تمہاری گردن میں پڑی ہوئی ہے؟"
تو عمیر بن وھب بولا: اللہ غارت کرے ایسی تلوار کو جو بدر کے دن بھی ہمارے کام نہ آئی؟
آپ ﷺ نے فرمایا "عمیر مجھے سچ سچ بتاؤ تم کس لیے یہاں آئے ہو؟"
تو عمیر بن وھب بولا: میں اسی وجہ سے آیا ہوں جو میں نے آپکو بتائی ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"تم نے جھوٹ بولا کیونکہ تم اور صفوان بن امیہ مل کر بیٹھے تھے اور بدر میں قتل ہونے والوں کا ذکر کیا تھا.. اور پھر تم نے کہا تھا: "اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا اور میرے بچے نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے قتل کے لیے نکل کھڑا ہوتا.. اور پھر صفوان نے تمہارا قرض ادا کرنے اور تمہارے بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لے لی.. اس شرط پر کہ تم اس کے لیے مجھے قتل کردو.. مگر اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے اس ارادے کے درمیان حائل ہے"

Marfat.com

قریش کے شیطان کی آنکھیں پھیل گئیں.. محمد (ﷺ) کو یہ سب کیسے پتہ چلا؟
کسی نے بھی اس کے اور صفوان کے درمیان ہونے والی گفتگو نہیں سنی.. اور نہ ہی عمیر سے پہلے کسی اور نے (مدینہ) آکر چغل خوری کی۔
عمیر کو پتہ بھی نہ چلا اور اس نے پوری صدق دلی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا.. اور کہا:

اشهد ان لا اله الاالله وان محمدا عبده و رسوله

اے اللہ کے نبی:
قسم خدا کی اس بات کا علم میرے اور صفوان کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا قسم خدا کی یہ بات آپکو خبیر و علیم کے سوا اور کسی نے نہیں بتائی اور شکر ہے اللہ کا جو اس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔

اور جب صفوان بن امیہ کو اپنے عم زاد عمیر بن وہب کے اسلام کی خبر ملی تو اس کا سینہ غم و غصہ سے بھر گیا.. اور وہ مختلف قبائل کو محمد ﷺ سے جنگ کرنے پر اُکسانے کے لیے نکل کھڑا ہوا.. تاکہ بدر کا بدلہ لیا جاسکے:. اور اسی لیے وہ جنگ اُحد کے موقع پر مشرکین کی فوج کے ساتھ نکل کھڑا ہوا.. غزوۂ خندق والے روز صفوان بن امیہ احزاب (مخالف قبائل) کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابۂ کرام عمرہ کی نیت سے آئے تو صفوان بن امیۃ، عکرمۃ بن ابی الحکم اور سہیل بن عمرو اور قریش کے نامی گرامی لوگوں نے انہیں حرم میں آنے سے روک دیا اور "صلح حدیبیہ" ہوئی۔

اور جب آپ ﷺ اور مسلمان "قضا عمرہ" کے لیے آئے تو صفوان بن امیہ اور قریش کے سردار مکہ سے نکل گئے تاکہ انہیں طواف کرتے ہوئے نہ دیکھ سکیں۔ اور جب وہ لوگ مدینہ واپس چلے گئے تو صفوان اور سرداران قریش مکہ واپس لوٹ آئے۔

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور کہا:
اے ابو وھاب کیا تم ہماری حالت نہیں دیکھ رہے ہم لوگ تو داڑھوں کی طرح ہیں.. اور محمد (ﷺ) سارے عرب اور عجم پر غالب ہو گئے ہیں:. چھا گئے ہیں.. تو

Marfat.com

ایسا کیوں نہ کریں کہ ہم بھی جا کر محمد (ﷺ) کی پیروی کر لیں.. محمد (ﷺ) کی عزت ہمارے لیے عزت ہو گی۔

صفوان بن امیہ نے سختی سے انکار کیا اور بولا:

اگر میرے سوا کوئی باقی نہ رہے تب بھی میں اس کی پیروی نہ کروں گا.. اور وہ کیسے محمد (ﷺ) کی اتباع کر لے جبکہ بدر میں اس کے باپ اور بھائی قتل کر دیئے گئے۔

پھر صفوان اپنے گھر واپس آ گیا اور اپنی بیوی فاختہ بنت ولید کو ان کے بھائی خالد بن ولید کے بارے میں بتایا تو وہ غمگین ہو کر بولی:

مجھے پتہ چلا ہے کہ عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ اس کے ساتھ مدینہ چلے گئے ہیں۔

تو صفوان بن امیہ بولا: قسم لات اور عزیٰ کی اگر ولید بن مغیرۃ زندہ ہوتا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔

بنی بکر کے کچھ سردار.. قریش کے سرداروں کے پاس آئے اور ان سے آدمی اور ہتھیار مانگے خزاعۃ پر حملہ کرنے کے لیے تو انہیں ہتھیار دیدیئے گئے اور پھر صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی الحکم، سہیل بن عمرو، شیبہ بن عثمان اور حویطب بن عبد العزیٰ منہ پر ڈھاٹا باندھ کر نکلے اور یہ سمجھے کہ انہیں کسی نے نہیں پہچانا.. اور بنی بکر کی تلواروں نے خزاعہ کو کاٹ ڈالا.. مکہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ صفوان سہیل بن عمرو عکرمۃ، حویطب اور شیبہ بنی بکر کے ساتھ اس حملے میں شریک تھے.. نتیجہ یہ نکلا کہ قریش اور محمد ﷺ کے درمیان دشمنی کی جو آگ صلح حدیبیہ کے دن سے ٹھنڈی پڑی تھی اچانک بھڑک اٹھی اور رسول ﷺ اپنے ساتھ دس ہزار صحابیوں کی فوج لیکر آئے اور مکہ میں داخل ہو گئے تو صفوان بن امیہ وہاں سے فرار ہو گیا۔

عمر بن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے:

یا رسول اللہ صفوان بن امیہ میری قوم کا سردار ہے.. اور وہ بھاگ گیا ہے اپنے آپ کو سمندر کے حوالے کرنے (یعنی حبشہ جانے کے لیے) تو اس کو امان دیدے دیجیے کیونکہ آپ نے سرخ وسیاہ کو امان دی ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

لیکر آؤ اپنے عم زاد کو میں نے اسے امان دی.. تو عمیر بن وھب بولے: مجھے کوئی نشانی عطا فرما دیجیے جس سے اسے پتہ چل جائے کہ آپ نے اسے امان دیدی ہے۔

تو آپ ﷺ نے ان کو وہ عمامہ دیدیا جسے پہن کر آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے.. پھر عمیر بن وھب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوگئے.. یہانتک کہ انہوں نے صفوان کو جالیا جو کشتی میں سوار ہونے کی تیاری کر رہا تھا.. جب صفوان نے انہیں دیکھا تو ان سے کہا: دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے اور مجھ سے بات مت کرو۔

تو عمیر بن وھب بولے: اے صفوان تم پر میرے ماں باپ فدا.. میں تمہارے پاس ایک آدمی کے پاس سے آرہا ہوں جو سب سے افضل ہے.. سب سے نیک ہے ... سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے اور سب سے بہتر ہے... تمہارا عم زاد ہے.. ان کی عزت تمہاری عزت ہے... اور ان کی ملکیت تمہاری ملکیت ہے۔

تو صفوان بن امیہ نے کہا: مجھے ڈر لگتا ہے۔

تو عمیر بن وھب بولے: وہ تمہارے تصور سے کہیں زیادہ کریم اور حلیم ہیں.. تو پھر صفوان عمیر بن وھب ساتھ لوٹ آئے۔

آپ ﷺ نے مردوں سے بیعت لی۔

اور اس کے بعد ھند بن عتبہ، فاختہ بنت الولید اور قریش کی چند اور عورتیں آئیں اور رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

پھر صفوان بن امیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے:

یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا"

تو صفوان بن امیہ بولے: مجھے سوچنے کے لیے دو مہینے کی مہلت دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة ٢٥٦)

دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں چار مہینے کی مہلت دی"۔

فاختہ بنتِ ولید اپنے شوہر صفوان بن امیہ کو اسلام لانے کی دعوت دیتی رہیں مگر انہوں نے ان کی دعوت ٹھکرادی اور بولے:

کیا تم ان سے زیادہ بہتر ہو؟ میں نے ان سے دو مہینے کی مہلت مانگی تھی اور انہوں نے مجھے چار مہینے کی مہلت دیدی۔

پھر آپ ﷺ نے مکہ کے آس پاس علاقوں میں فوجی دستے بھیجے.. اور ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ مالک بن عوف النصری نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے ھوازن، بنی سعد اور کچھ اور عرب کی جماعت اکٹھی کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے کسی نے ذکر کیا تھا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ بکتر اور ہتھیار ہیں تو آپ ﷺ نے کہلا بھیجا "اے صفوان بن امیہ ہمیں اپنے ہتھیار ادھار دے دو تاکہ کل ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں" صفوان بن امیہ نے کہا: "کیا زبردستی ہے محمد؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا "بلکہ ادھار ہے اور اس کی ضمانت دیتے ہیں جب تک کہ تمہیں لوٹا نہ دیں"۔

تو صفوان بن امیہ نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

پھر صفوان نے آپ ﷺ کو (سو زرہ بکتر) کافی ہتھیار کے ساتھ دے دیئے۔

پھر آپ ﷺ نے ان سے درخواست کی کہ وہ ہتھیار اٹھا کر لے جانے میں ان کی مدد کریں... تو صفوان نے یہ ہتھیار اٹھائے اور مسلمانوں کی فوج کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوگئے... جب مسلمان وادئ حنین پہنچ گئے اور تہامہ کی وادیوں سے نیچے اترے.. تو انہیں مالک بن عوف النصری کے جنگی دستوں کے علاوہ اور کسی چیز نے خوف زدہ نہیں کیا... جو ان پر صبح کے دھند لکے میں حملہ آور ہوئے تھے اور بڑا شدید حملہ تھا.. کہ مسلمان تتر بتر ہو کر واپس پلٹ گئے.. اور طلقاء (یعنی فتح مکہ کے دن جو لوگ اسلام لے آئے اور ان پر احسان کیا گیا، جن کی تعداد دو ہزار تھی) نے

Marfat.com

سب سے پہلے شکست کا سامنا کیا.. توانہوں نے ایک دوسرے سے کہا:
یہی وقت ہے.. اسے ذلیل ورسوا کردو۔
توابو سفیان بن حرب نے کہا:
ان کی (یعنی مسلمانوں کی) شکست سمندر کے پاس ہی ختم نہیں ہوتی.. اس کے ترکش میں ابھی تیر باقی تھے... کلدۃ بن حنبل جو اپنے بھائی صفوان بن امیۃ کے ساتھ تھے.. چیخ کر بولے: آج جادو کا زور ختم ہو گیا.. آج جادو بیکار ہو گیا۔
توصفوان بن امیہ نے کہا:
چپ رہو.. خدا کرے کہ تمہارے دانت ٹوٹ جائیں.. قسم خدا کی.. بنی ھوازن کے کسی آدمی کا غلام بننا مجھے قریش کے کسی آدمی کے غلام بننے سے زیادہ عزیز ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے خاندان کے کچھ لوگ ڈٹے رہے.. ابن عباس بن عبد المطلب نے پکارا: اے انصار کے لوگوں اے سمرۃ اور بیعۃ الرضوان کے ساتھیو.
توانصار کی آوازیں بلند ہوئیں:
لبیک لبیک.. ہم حاضر ہیں.. ہم حاضر ہیں۔

پھر مسلمانوں نے ایک ساتھ مل کر بڑی بہادری سے مشرکین پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست فاش سے دوچار کر دیا.. مالک بن عوف اور اس کے ساتھی.. طائف بھاگ گئے.. مسلمانوں کی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر لیا.. پھر جعرانہ واپس آکر قیدیوں اور اونٹوں کی گنتی کی.. اور صفوان بن امیۃ کو سو اونٹ دیئے۔
صفوان بن امیہ کہتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت میں سے مجھے دیتے رہے جبکہ وہ میرے نزدیک ناپسندیدہ ترین ہستی تھے.. حتی کہ وہ میرے لیے محبوب ترین ہستی بن گئے۔

فاختہ بنت ولید بن مغیرہ اپنے شوہر کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئیں.. اسلام لانے کے بعد انہیں اپنی چھ بیویوں میں سے دو کو الگ کرنا پڑا تو انہوں نے اُمّ وھب بنت ابی امیہ کو جو مسلمان ہو چکی تھیں.. اور فاختہ بنت الاسود کو طلاق دے

Marfat.com

دی.. فاختہ بنت الاسود سے پہلے ان کے باپ امیہ بن خلف نے شادی کی تھی پھر ان کو صفوان کے حوالے کر دیا تھا۔

صفوان بن امیہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

لوگ دھاتوں کی طرح ہوتے ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں اچھے ہوتے ہیں وہ مسلمان ہونے کے بعد بھی اچھے ہوتے ہیں.. اگر وہ سمجھ دار ہوں.. اور بولے.. کہ فرمایا آپ ﷺ نے: گوشت دانتوں کے کناروں سے کھایا کرو.. کہ یہ زیادی خوشگوار ہوتا ہے۔

صفوان بن امیہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نکلے.. اور یرموک کے دن وہ گھوڑوں کے دستے کی قیادت کر رہے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

اُمّ ثوبان

خادم رسول ﷺ ثوبانؓ کی بیوی تھیں۔

ثوبان رضی اللہ عنہ کا تعلق سعد العشیرہ سے تھا.. آپ ﷺ نے انہیں خرید اتھا۔

ثوبان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنے گھر والوں.. حضرت علی، فاطمۃ الزھرء، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرتے ہوئے سُنا .. تو کہا:

یارسول اللہ ﷺ:

کیامیں بھی آپ کے گھر والوں میں شامل ہوں ؟

توآپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تم کسی بند دروازہ پر قیام نہ کرو اور کسی (والی یا امیر) سے سوال نہ کرو۔

آپ ﷺ نے ثوبان رضی اللہ عنہ کوآزاد کردیااور فرمایا:

اگر تم چاہو تو اپنے خاندان والوں سے جا کر مل سکتے ہو اور اگر چاہو تو ہمارے گھر کے فرد بن کر رہو"۔

ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وفادار رہے.. وہ سفر میں حضر میں ہر جگہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہتے تھے۔

اُمّ ثوبان رضی اللہ عنہا انصار کی ایک عورت کے پاس گئیں جس کا بیٹادم توڑ رہا تھا تو اُمّ ثوبان بولیں: اس کو کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرو کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"

"لقنو اموتاكم شهادة ان لا إله الا الله فمن قالها عند موته و جبت له الجنة"

"اپنے مرنے والوں کو شھادۃ ان لا الٰہ اِلا اللہ پڑھنے کی تلقین کیا کرو کہ جس نے

Marfat.com

اسے مرتے وقت پڑھ لیا اس پر جنت واجب ہو گی"۔
تو وہ انصاریہ بولیں :
اور اگر کسی نے اسے صحت تندرستی کی حالت میں پڑھ لیا تو ؟
اُمّ ثوبان رضی اللہ عنہا بولیں :
آپ ﷺ نے فرمایا :
"پھر تو اور زیادہ واجب ہو گئی"۔
اُمّ ثوبان نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا..
میں اپنی بیٹی کا نام "برّۃ" رکھا ہے.. تو اُمّ ثوبان نے اس سے کہا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"لا تزکوا انفسکم إن اللہ اعلم باھل البر منکم"

اپنی پاکبازی کا اظہار مت کیا کرو کہ اللہ زیادہ جانتا ہے.. تم میں سے کون نیک اور صالح ہے۔

تو وہ عورت بولی : تو اس کا کیا نام کیا رکھوں ؟
تو اُمّ ثوبان کہنے لگیں : اس کا نام زینب رکھ دو۔
آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا :
"تم میں سے کون ایسا ہے جو یہ ذمہ داری لے کے وہ کبھی لوگوں سے سوال نہیں کرے گا ؟.. اور میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری لے لوں۔
تو ثوبان رضی اللہ عنہ بولے :
میں۔
انھوں نے واقعی کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔
ایک مرتبہ جب ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک یہودی عالم آیا اور بولا :
اے محمد سلامتی ہو تم پر تو ثوبان رضی اللہ عنہ نے اسے دھکّا دیا اور پچھاڑ دیا.. تو وہ پوچھنے لگا.. تم نے مجھے دھکّا کیوں دیا ؟

Marfat.com

تو ثوبان رضی اللہ عنہ بولے :
کیا تم "رسول اللہ ﷺ" نہیں کہہ سکتے تھے ؟
تو وہ یہودی بولا :
میں ان کا وہی نام لے رہا ہوں جو اِن کے گھر والوں نے رکھا ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا :
ہاں بالکل صحیح . . میرے گھر والوں نے میرا نام محمد رکھا تھا۔
تو وہ یہودی عالم بولا میں کچھ پوچھنے آیا ہوں۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا :
اگر میں نے تمہیں جواب دیا تو کیا وہ تمہارے لیے فائدہ مند ہوگا ؟۔
تو وہ یہودی عالم بولا :
اپنے کانوں سے سنوں گا۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا : "جو پوچھنا ہے پوچھو"۔
تو وہ یہودی بولا : یہ بتائیے !
جب آسمان وہ آسمان نہیں رہیں گے اور زمین وہ زمین نہیں رہے گی تو لوگ کہاں ہوں گے ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا : "اندھیرے میں پُل کے نیچے"۔
تو وہ یہودی بولا : وہ کون لوگ ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ سب سے پہلے جزا عطا فرمائیں گے ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا : "مہاجرین کے فقراء"۔
وہ یہودی بولا : جنت والوں کو کیا تحفہ دیا جائے گا ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا : "اُن کے لیے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرتا پھرتا تھا"
وہ یہودی بولا : اُن کا مشروب کیا ہوگا ؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ پئیں گے اُس چشمہ سے جس کا نام سلسبیل ہوگا"

Marfat.com

تو وہ یہودی بولا: میں آپ سے ایک ایسا سوال کروں گا جس کا جواب صرف نبی اور ایک دو آمیوں کے پاس ہے۔

تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "اگر میں تمہیں بتادوں تو کیا تمہیں نفع ہوگا؟۔

وہ یہودی بولا: اپنے کانوں سے سُنوں گا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پوچھو جو پوچھنا ہے"۔

وہ یہودی عالم بولا: بچے میں شباہت کہاں سے آتی ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پیلا اور پتلا ہوتا ہے.. اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہوتا ہے.. اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہوتی ہے۔

تو وہ یہودی عالم بولا: آپ ﷺ نے سچ کہا اور آپ ﷺ نبی ہیں۔

پھر وہ چلا گیا.. تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اُس نے مجھ سے سوال کیے.. اور جب اُس نے سوال کیے تو مجھے کچھ معلوم نہ تھا .. یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی (یعنی سب کچھ بتادیا)۔

جب ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ ثوبان کو یہودی عالم والا واقعہ سنایا تو وہ ہنس پڑیں اور پھر پوچھنے لگیں: کیا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔

تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: بندروں اور خنزیروں کے بھائی نے ایسا نہیں کیا۔ اور پھر ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

من فارق الروح الجسد وھو بریءٌ من ثلاث دخل الجنة: الغلول والدین والکبر۔

جس کی روح نے جسم کا ساتھ اس حال میں چھوڑا کہ وہ تین چیزوں سے پاک تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا: خیانت، قرض اور غرور۔

تو اُمّ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں سب سے بہتر دینار کون سا ہے؟

Marfat.com

ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

افضل دینار دینار ینفقه الرجل علی عیاله و دینار ینفقه الرجل علی دابته فی سبیل الله و دینار ینفقه علی اصحابه فی سبیل الله۔

سب سے افضل دینار.. ایک تو وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے..
اور وہ دینار جو آدمی اللہ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرے.. اور وہ دینار جو وہ اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔

اُمِ ثوبان رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے اسلام کے دستے کے بارے میں سوال کیا تو ثوبان نے جواب دیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

اِسلام کا دستہ کلمۂ شہادت، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جس کو مسلمانوں کے معاملات کا والی یا امیر بنایا جائے اُس کی اطاعت کرنا ہے۔

(دستہ.. چیز کا وہ حصہ جو چیز پکڑنے کی حالت میں ہاتھ میں ہوتا ہے)

آپ ﷺ نے ازد کے ایک آدمی ابن اللتبیته کو صدقات جمع کرنے کی ذمہ داری سونپی تو وہ آیا اور بولا: یہ آپ لوگوں کے لیے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے.. یہ سُن کر آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”ہمارے کام کرنیوالوں کو کیا ہو گیا ہے.. جب کسی کام پر بھیجتے ہیں.. کہتے ہیں: یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرا ہدیہ ہے.. تو کیوں نہ وہ اپنے ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ جائے اور پھر دیکھے کہ اُسے ہدیہ دیا جاتا ہے کہ نہیں...؟ قسم اُس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے.... تم میں سے کوئی بھی.. ان میں سے کوئی چیز لے کر آتا ہے... تو وہ قیامت کے دن اُسے اپنی گردن پر لے آئے گا... چاہے وہ اُونٹ ہو.. یا گائے ہو یا.. بکری ہو..

پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کیے کہ مسجد میں بیٹھے لوگوں کو آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی.. اور فرمایا:

اے میرے اللہ: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟۔

اُمِ ثوبان رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے رشوت کے بارے میں سوال کیا: تو انہوں نے جواب دیا.. رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے پر.. رشوت لینے والے پر..

Marfat.com

اور جوان کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیتا ہے لعنت بھیجی ہے۔

اُمّ ثوبان رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے ان عورتوں کے بارے میں دریافت کیا جو اپنے شوہروں سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگتی ہیں.. تو ثوبان رضی اللہ عنہ بولے:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سُنا:

کوئی بھی عورت جو اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگتی ہے..اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

اور فرمایا:

جو عورتیں خلع لیتی ہیں بغیر کسی وجہ کے وہ منافق ہوتی ہیں اور کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگے اور جنت کی خوشبو پا جائے۔

ایک مرتبہ ثوبان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے تو مہاجرین کہنے لگے: سونے چاندی کے بارے میں جو کچھ بھی نازل ہوا ہے..اُس کے بعد تو کاش ہمیں پتہ چل جائے کہ کون سا مال بہتر ہے؟

تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگ چاہو تو میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کرلوں؟

تو مہاجرین بولے: بالکل کرلیں..

اور پھر حضرت عمر اور ثوبان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس چل دیے.. وہاں پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

یارسول اللہ جب سونے چاندی کے بارے وہ نازل ہوا جو نازل ہوا.. تو مہاجرین نے کہا: سونے چاندی کے بارے میں جو نازل ہوا وہ نازل ہونے کے بعد کاش ہمیں پتہ چل جائے کہ کون سا مال بہتر ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لتیخذ احدکم لساناً ذاکراً و قلبا شاکراً و زوجة مؤمنة تعین احدکم علی ایمانه

تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس کی ہر وقت ذکر کرنے والی زبان ہو..اور شکر

Marfat.com

ادا کرنے والا دل ہو اور ایسی مومن بیوی ہو جو تمہارا ایمان قائم رکھنے میں تمہاری مدد گار ہو۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا:

یو شك ان تداعی علیکم الامم من کل افق کما تداعی الاکلة علی قصعتها۔

وہ وقت آنے والا ہے.. جب قومیں تم پر چاروں طرف سے ایسے ٹوٹیں گی جیسے کہ کھانے والے اپنی پلیٹ پر ٹوٹتے ہیں۔

تو صحابہ نے سوال کیا؟

تو کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس دن تم لوگ بہت زیادہ ہو گے لیکن سمندر کے جھاگ کی طرح... تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ہیبت چھین لی جائے گی اور تمہارے دلوں میں کمزوری پیدا کر دی جائے گی۔

تو صحابہ نے پوچھا: کمزوری کیا ہوتی ہے؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"دنیا سے محبت اور موت سے نفرت"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی سونا چاندی چھوڑ کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے چوڑے چوڑے ٹکڑوں سے پیروں سے ٹھوڑی تک اس آدمی کو داغیں گے۔

جب ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیوی بڑی غمگین ہیں اور خاموش ہیں: تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟

تو اُمّ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: میں نے ایک نیکی کے بارے میں پوچھا تھا مگر وہ نیکی کر نہیں سکی۔

تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: کیا تم نے کسی اور کو بھی اس نیکی کا راستہ نہیں دکھایا؟

تو اُمّ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں... یہ تو میں نے کیا ہے۔

Marfat.com

تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا:

الدال علی الخیر کفاعلہ

نیکی کا راستہ دکھانے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

اور جب آپ ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو ثوبان اور اُمّ ثوبان رضی اللہ عنہما حمص چلے گئے۔

حمص پر عبداللہ بن قرط الازدی والی تھے... تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے... مگر عبداللہ بن قرط نے ان کی عیادت نہیں کی... اتنے میں.. کلاعیین.. کا ایک آدمی ان کی عیادت کے لیے آیا تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا: کیا تم لکھنا جانتے ہو؟

تو وہ (کلاعی) بولا ہاں۔

اور پھر انھوں نے عبداللہ بن قرط الازدی کو خط لکھا: اور لکھا:

خادم رسول ﷺ ثوبان کی طرف سے: امّابعد:

اگر آپکی موجودگی میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا کوئی خادم ہوتا تو آپ ضرور اس کی عیادت کے لیے جاتے۔

انہوں نے خط تہہ کیا اور بولے:

کیا یہ خط ان تک پہنچا دو گے؟

تو وہ کلاعی بولا: بالکل۔

اور پھر وہ آدمی خادم رسول ﷺ کا خط لیکر (امیر) عبداللہ بن قرط کی طرف روانہ ہو گیا.. اور جب انھوں نے یہ خط پڑھا.. تو ایکدم چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے.. لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ کیا کوئی بات ہو گئی؟

پھر عبداللہ بن قرط ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھ کر اُٹھ گئے... تو ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی چادر پکڑلی اور کہنے لگے... بیٹھو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں.. تو (امیر) عبداللہ بن قرط بیٹھ گئے اور ثوبان کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے:

لیدخلن الجنة من امتی سبعون الفاً لاحساب علیهم ولا عذاب

Marfat.com

مع کل الف سبعون الفاً۔

میری امت کے ایسے ستّر ہزار لوگ ہوں گے جن نہ کوئی حساب کتاب ہو گا اور نہ انہیں عذاب ہو گا.. اور ہر ہزار کے ساتھ ستّر ہزار ہوں گے۔

پھر عبداللہ بن قرط ان کے سے اٹھ کر چلے گئے تو ثوبان کہنے لگے :

اے اللہ مجھے ان کے حوض سے ایک گھونٹ پلا دیجیے۔

تو اُمّ ثوبان رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا : کون سا حوض ؟

تو ثوبان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ :

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے :

ان حوضی مابین عدن الی عمان اکوابه عدد النجوم ماؤه اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل واکثرالناس وردوا علیه فقراء المهاجرین ۔

میرا حوض عدن سے عمان تک ہے، اس کے پیالے تعداد میں ستاروں جتنے ہیں۔ اس کا پانی برف سے بھی زیادہ سفید .. اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے.. اور اس پر آنے والوں میں سب سے زیادہ مہاجرین کے فقیر لوگ ہوں گے۔

تو ہم نے کہا :

یارسول اللہ ﷺ ان کا حلیہ ہمیں بتا دیجیے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا :

شعث الرؤوس دنس الثوب توسخ الثیاب الذین لاینکحون المتنعمات ولا تفتح لهم السدد الا بواب الذین یعطون ما علیهم ولا یعطون مالهم ۔

بکھرے بال .. خستہ حال کپڑے .. جو نرم نازک عورتوں سے نکاح نہیں کرتے ... اور نہ ہی اب کے لیے دروازے کھلتے ہیں ... ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے دیدتے ہیں ... جبکہ ان کو کائی حق نہیں دیتا ...

Marfat.com

تو اُمِّ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں :

اللّٰھم اجعلنا من فقراء المھاجرین

اے اللہ! ہمیں مہاجرین فقراء میں شامل کر لینا۔

امین۔

Marfat.com

مراجع

القرآن العظیم	
تفسیر فی ظلال القرآن	سید قطب شہید
صفوۃ التفاسیر	الصابونی
الجامع لاحکام القرآن	القرطبی
التفسیر القرآنی للقرآن	عبد الکریم الخطیب
صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل البخاری
صحیح مسلم	مسلم بن حجاج
سنن ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ
سننِ ابنِ ماجہ	ابو عبد اللہ ابن ماجہ
سننِ ابی داؤد	سلیمان بن اشعث
سنن نسائی	احمد بن شعیب
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
تاریخ طبری	
حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم الاصفہانی
الاستیعاب	ابنِ عبد البر
تاریخ الخلفاء	السیوطی
البدایہ والنہایہ	ابن کثیر
اسباب النزول	الواحدی
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابنِ اثیر

Marfat.com

الاصابہ فی تمیز الصحابہ	علی بن محمد عسقلانی
کنز العمال	الھندی
الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد کاتب الواقدی
الروض الانف	السہیلی

کمپوزنگ

کوسموس کمپوزنگ سروسز

Marfat.com

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

بہشتی زیور مُدلل مکمل ـــــ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے ـــــ مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے 〃 〃 〃
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی ـــــ اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد ـــــ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل ـــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظامِ اراضی ـــــ 〃 〃 〃
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں کردآنی احکام) 〃 〃 〃
انسانی اعضا کی پیوندکاری ـــــ 〃 〃 〃
پراویڈنٹ فنڈ ـــــ 〃 〃 〃
خواتین کے لیے شرعی احکام ـــــ اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی ـــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب و احکام ـــــ 〃 〃 〃
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت ـــــ فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ ـــــ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب و احکام ـــــ انشاء اللہ خان مرحوم
قانونِ وراثت ـــــ مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت ـــــ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ ـــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور ـــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل ـــــ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی ـــــ شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق ـــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں ـــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح 〃 〃 〃 〃

دارالاشاعت ۞ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱، ۲۱۰
مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

Marfat.com

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ کتب ایک نظر میں

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بلز تفسیر مع مزانت جدید کتابت ۲ جلد ــــــ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ، اشاعت آپ جناب محمد ولی رازی
تفسیر مظہری اردو ــــــ ۱۲ جلدیں ــــــ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ
قصص القرآن ــــــ ۴ حصے در ۲ جلد کامل ــــــ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ
تاریخ ارض القرآن ــــــ علامہ سید سلیمان ندویؒ
قرآن اور ماحولیات ــــــ انجینئر شفیع حیدر دانش
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن ــــــ ڈاکٹر حقانی میاں قادری
لغات القرآن ــــــ ۶ جلد کامل ــــــ مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن ــــــ قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی) ــــــ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
ہلک البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی) ــــــ جان پینزس
اعمال قرآنی ــــــ مولانا اشرف علی تھانویؒ
قرآن کی باتیں ــــــ مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد ــــــ مولانا ظہور الباری اعظمی ۔ فاضل دیوبند
تفہیم المسلم ۔ ۔ ۔ ۳ جلد ــــــ مولانا زکریا اقبال ۔ فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی ۔ ۔ ۔ ۲ جلد ــــــ مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابوداؤد شریف ۔ ۔ ۳ جلد ــــــ مولانا سرور احمد صاحب ، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب فاضل دیوبند
سنن نسائی ۔ ۔ ۔ ۳ جلد ــــــ مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۴ جلد ــــــ ۷ حصے کامل ۔ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد ــــــ مولانا عابد الرحمن کاندھلوی ، مولانا عبداللہ جاوید
ریاض الصالحین مترجم ــــــ ۲ جلد ــــــ مولانا خلیل الرحمن نعمانی مظاہریؒ
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح ــــــ از امام بخاری
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل اعلیٰ ــــــ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف ــــــ ۳ حصص کامل ــــــ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجرید بخاری شریف ــــــ یک جلد ــــــ علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تنظیم الاشتات ــــــ شرح مشکوٰۃ اردو ــــــ مولانا ابوالحسن صاحب
شرح اربعین نووی ــــــ ترجمہ و شرح ــــــ مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی

دارالاشاعت اردو بازار ۱۵ ایم اے جناح روڈ کراچی ا پاکستان ۲۱۸۶۱-۲۶۳ مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز

Marfat.com

Marfat.com

سیرۃ اور سوانح پر دار الاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ حلبیہ اردو اعلیٰ ۶ جلد (کمپیوٹر)	سیرۃ النبیؐ پر نہایت مفصل و مستند تصنیف	امام برھان الدین حلبیؒ
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ حصص در ۲ جلد	اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جوابات کے ہمراہ	علامہ شبلی نعمانیؒ/ سید سلیمان ندویؒ
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۳ حصے یکجا (کمپیوٹر)	عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق ״	خطبہ حجۃ الوداع سے استشہاد اور مستشرقین کے اعتراضات کے جواب	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	دعوت و تبلیغ سے سرشار حضورؐ کی سیاست اور عملی تعلیم	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	حضور اقدسؐ کے شمائل و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	تابعین کے دور کی خواتین ״ ״ ״ ״	״ ״ ״ ״
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	اُن خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضورؐ کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی	״ ״ ״ ״
ازواج مطہرات	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
ازواج الانبیاء	انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	صحابہ کرامؓ کی ازواج کے حالات و کارنامے۔	عبد العزیز الشناوی
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرتؐ کا اسوۂ حسنہ آسان زبان میں۔	ڈاکٹر عبد الحی عارفیؒ
اسوۂ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا	حضور اکرمؐ سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ۔	شاہ معین الدین ندوی
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب۔	״ ״ ״
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد کامل	صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات۔ مطالعہ کے لئے راہ نما کتاب	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر مبنی کتاب	امام ابن قیمؒ
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم	״ کے حالات اور عربی قصائد مع تراجم پر مشتمل عشق و ادب میں ڈوبی تصنیف	مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
سیرۃ خاتم الانبیاء	بچوں کے لئے آسان زبان میں مستند سیرت، مدارس میں داخل نصاب	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم	مشہور کتاب سیرۃ النبیؐ کے مصنف کی بچوں کے لئے آسان کتاب	سید سلیمان ندویؒ
سیرۃ خلفائے راشدین	مختصر انداز میں ایک جامع کتاب	مولانا عبد الشکور لکھنویؒ
الفاروق	حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر محققانہ کتاب	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذو النورین	حضرت عثمانؓ ״ ״ ״ ״ ״ ״ ״	معراج الحق عثمانی

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم	مختصر و آسان زبان میں	حضرت شاہ ولی اللہ
رسول عربیؐ	چھوٹے بچوں کے لئے نظموں کے ساتھ	سید فرید الوحیدی
النبی الخاتم	مختصر اور محققانہ کتاب۔	مناظر احسن گیلانی
سیرۃ عمر بن عبد العزیز	عہد حکومت اور مجددانہ کارناموں پر،	عبد السلام ندوی

پیارے نبی کی پیاری صاحبزادیاں	ڈاکٹر حقانی میاں
داستان یوسف علیہ السلام	حافظ محمد اسحٰق صاحب
بستان اولیاء	״ ״
مسلمان فاتحین	احمد مصطفےٰ صدیقی

تاریخ اسلام ۴ حصص در ۲ جلد کامل	آغاز اسلام سے آخری خلیفہ کے زوال تک کی مستند تاریخ	شاہ معین الدین ندویؒ
اخبار الاخیار	ہند و پاک کے مشاہیر صوفیاء کا مستند تذکرہ	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
حالات مصنفین درس نظامی	پورا درس نظامی تصنیف کرنے والے ائمہ و علماء کے مستند حالات	مولانا محمد حنیف گنگوہی
نقش حیات	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت سوانح۔	مولانا حسین احمد مدنیؒ
جہنم کے پروانہ یافتہ	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے	

ناشر: دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جنا[ح روڈ]
کراچی ۱ پاکستان، فون [...]
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے۔ / فہ[رست ...]

297.9922 ع 142
116051-U-67

Marfat.com

ان ازواج کا تذکرہ جنہوں نے اسلام کی
خاطر تکالیف اٹھا کر اپنے اپنے خاوندوں
کو دین کی تعلیم و تبلیغ و جہاد کے لئے گھر
سے فارغ رکھا

ازواج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اردو ترجمہ

زوجات الصحابہ

مصنف: عبدالعزیز الشناوی

مترجم: الطلیہ انش کمال

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2631861

Marfat.com